گانے بجانا حرام ہے اور اس کو جائز کہنا کفر ہے

غناء کی تعریف اور اس کا حکم

غناء لغت میں نغمہ وسرود خوانی کو کہتے ہیں، اھ۔[1]

اور نغمہ کو موسیقی بھی کہتے ہیں۔

اور اصطلاح میں کلام منظوم معنوی کے ساتھ نغمہ اور الحان کو کہتے ہیں۔

ا۔ جیسا کہ حدیث حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بھی ہے:

وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلم: وَإِيّاكُمْ وَلُحُونَ أَهْلِ الْعِشْقِ وَلُحُونأهل الْكِتَابَيْنِ وسيجي بعدِي قوم يرجعُونَ بِالْقُرْآنِ ترجع الْغِنَاء، اھ۔[2]

گانے کو عربی میں "غناء" کہتے ہیں، خواہ اس کا مضمون اچھا ہو یا بُرا۔۔۔ گانے والے مرد کو "مغنّی" اور گانے والے عورت کو "مغنّیه" کہتے ہیں۔۔۔ ہاتھ سے بجائے جانے والے آلاتِ موسیقی (سازوں) کو "معازف" اور منہ سے بجائے جانے والے آلاتَ موسیقی کو "مزامیر" کہتے ہیں۔۔۔ جن آلاتِ موسیقی کا مطلقاً ذکر ہوتا ہے تو اس سے "معازف و مزامیر" دونوں مراد ہوتے ہیں۔۔۔ اور جب لفظ "مزامیر" مطلقاً بولا جاتا ہے تو اس سے بھی دونوں قسم کے آلاتِ موسیقی مراد ہوتے ہیں۔۔۔ شریعت میں غناء (گانے) کا حکم یہ ہے کہ اگر گانے کا مضمون اچھا ہو، گانے والا مرد، مردوں کی محفل میں ہو اور گایا جانے والا گانا بغیر آلاتِ غنا کے ہو تو اس کا گانا اور سننا جائز ہے

---

[1] (غیاث اللغات و منتخب اللغات و صراح، قاموس)

[2] (مشکوٰۃ المصابیح، ج ۱، ص ۲۷۵، الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت، المعجم الأوسط للطبرانی، ج۷، ص ۱۸۱، الناشر دار الحرمين للطباعة والنشر والتوزيع)

۔۔۔اگر گانے کا مضمون اچھا نہ ہو مثلاً عورتوں اور امارد (بے ریش لڑکوں) کے حُسن و جمال کا ذکر ہو، شراب یا دیگر محرمات کی تعریف ہو یا ایسے عشقیہ اشعار ہوں جو نفس کو بُرائی پر برانگیختہ کرنے کا باعث ہوں اگرچہ بغیر آلاتِ موسیقی کے ہوں، ان کا گانا اور سننا حرام ہے۔۔۔اگر گانے کا مضمون اچھا ہو اور آلاتِ موسیقی کے ساتھ ہو تو بھی حرام ہے۔۔۔جو گانا، گانا حرام ہے، اس کا سننا بھی حرام ہے۔۔۔گانے والا مرد عورت کی محفل میں یا مخلوط محفل میں ہو تو مرد کا گانا حرام ہے۔اگرچہ گانے کا مضمون میں ہو یا حجاب کی اوٹ میں مرد سن رہے ہوں تو اس کا گانا حرام ہے اگرچہ گانا اچھے مضمون پر مشتمل ہو۔۔۔گانے والی عورت، عورتوں کی محفل میں ہو، گانے کا مضمون اچھا اور بغیر آلاتِ موسیقی کے ہو تو جائز ہے۔۔۔عیدین، شادی نکاح، ولیمہ، ختنہ، عزیز کی آمد کی خوشی اور جہاد کے موقع پر دف بجا کر ایسی نظم جس کا مضمون اچھا ہو جائز ہے، اور ان مواقع کے علاوہ مواقع پر دف کی دُھن پر گانا یا صرف دف بجانا جائز ہے۔۔۔مساجد و مزارات کے پاس آلاتِ موسیقی یا ڈھول بجانا اور دیگر محرمات کا اہتمام کرنا سخت حرام ہے۔۔۔مذموم مضامین پر مشتمل گانے اور آلاتِ موسیقی کی حرمت پر تمام امت کا اجماع واتفاق ہے۔۔۔اجماع امت کی مخالفت گمراہی کا باعث ہے۔۔۔

موسیقی وآلاتِ موسیقی کے دلدادہ وشوقین اور اس کے ذوق فاسد کے مریض لوگوں نے اس کو مطلقاً جائز کرنے کی بہت کوشش کی ہے اور اس کے جواز میں بہت کچھ تحریر کیا ہے، چنانچہ ان کے جواب میں صرف اتنا کہہ دینا ہی کافی ہے کہ آلاتِ غناء و طرب کی حرمت و عدم جواز میں قرآنی آیات، احادیث و آثار، فقہاء و محدثین اور بزرگانِ دین کے اقوال کے مقابلہ میں کسی بھی نفس و ہوا پرست کا قول و فعل معتبر اور قابلِ حجت نہیں ہے۔

گانے بجانے کی حرمت کے دلائل

❖ یہ آیات کریمہ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ قَالَ أَأَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِينًا (۶۱) قَالَ أَرَأَيْتَكَ هَذَا الَّذِي كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ أَخَّرْتَنِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُ إِلَّا قَلِيلًا (۶۲) قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاؤُكُمْ جَزَاءً مَوْفُورًا (۶۳) وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِدْهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا (الإسراء ۶۴)

ترجمہ: اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ان سب نے سجدہ کیا سوا ابلیس کے بولا کیا میں اسے سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے بنایا، بولا دیکھ تو جو یہ تو نے مجھ سے معزز رکھا اگر تو نے مجھے قیامت تک مہلت دی تو ضرور میں اس کی اولاد کو پیس ڈالوں (برباد کرڈالوں) گا مگر تھوڑا، فرمایا دور ہو تو ان میں جو تیری پیروی کرے گا تو بے شک تم سب کا بدلہ جہنم ہے بھرپور سزا، اور ڈِگا دے (بہکادے) ان میں سے جس پر قدرت پائے اپنی آواز سے اور ان پر لام باندھ لا (فوجی لشکر چڑھالا) اپنے سواروں اور اپنے پیادوں کا اور ان کا ساجھی ہو مالوں اور بچوں میں اور انہیں وعدہ دے اور شیطان انہیں وعدہ نہیں دیتا مگر فریب سے۔

موضع استدلال یہ ہے بِصَوْتِكَ صوت سے یہاں مراد غنایعنی گانا بجانا ہے۔

۲۔ مشہور عالم ابو محمد حسین بن مسعود بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تفسیر معالم التنزیل میں لکھاہے:

قال مجاهد: بالغناء والمزامير۔[3]

---

[3] (معالم التنزیل، ج۸، ص ۱۶)

۳۔ تفسیر جامع البیان میں امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ذکر فرمایا ہے:

فقال بعضهم: عنى به: صوت الغناء واللعب۔

حدثنا أبو كريب، قال: ثنا ابن إدريس، عن ليث، عن مجاهد، في قوله (وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ) قال: باللهو والغناء۔[4]

ہمیں بیان کیا ہے ابو کریب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا ہے ابن ادریس نے وہ لیث سے نقل کرتے ہیں، اس نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ آواز کے ساتھ یعنی عبث کاموں اور گانوں کے ساتھ اور اسی طرح بہت زیادہ آثار نقل کیئے ہیں۔

۴۔ علامہ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں:

قال مجاهد باللهو والغناء۔[5]

امام مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ عبث اور بے فائدہ کام اور گانا بجانا ہے۔

۵۔ علامہ ابن جوزی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے:

انه الغناء والمزامير قاله مجاهد۔[6]

امام مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ صوت گانے گانا اور بانسری بجانا ہے۔

٦۔ ابو محمد البغوی نے تفسیر معالم التنزیل میں ذکر کیا ہے:

ای بالوسوسة او بالغناء والمزامير۔[7]

یعنی وسوسوں، گانوں اور بانسری کے ساتھ۔

---

4 (جامع البیان (طبری)، ج۱۷، ص۴۹۰)

5 (تفسیر ابن کثیر، ج۴، ص۱۳۷)

6 (زاد المسیر، ج۵، ص۵۸)

7 (معالم التنزیل، ج۸، ص۱۶)

۷۔امام قرطبی نے لکھا ہے:

عن بن عباس كل داع يدعو إلى معصية الله تعالى مجاهد : الغناء و المزامير و اللهو الضحاک:صوت المزمار۔[8]

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ صوت سے مراد وہ آواز ہے جو اللہ تعالیٰ کی معصیت کو دعوت دیتی ہے۔اور امام مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ گانے بجانا اور عبث افعال ہیں، اور امام ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بانسری کی آواز مراد ہے۔

۸۔کتاب التسہیل میں مذکور ہے:

قيل الغناء و المزامير و قيل الدعاء الى المعاصى۔[9]

ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد گانے گانا اور بانسری بجانا ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد عام گناہوں کی طرف دعوت دینا ہے۔

۹۔حافظ ابن قیم نے اپنی کتاب اغاثۃ اللھفان میں لکھا ہے:

ومن المعلوم أن الغناء من أعظم الدواعي إلى المعصية ولهذا فسر صوت الشيطان به۔[10]

یہ بات معلوم ہے کہ گانے وموسیقی گناہ کی طرف سب سے بڑی دعوت ہے تو اس لئے اس کو شیطان کی آواز کہا گیا۔

---

[8] (الجامع لاحکام القرآن، ج۱۰، ص۲۸۸)

[9] (کتاب التسھیل، ج۲، ص۱۷۸)

[10] (إغاثة اللهفان، ج۱، ص۲۵۵)

• ۱۔ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ۔ اس آیت کی تفسیر میں علامہ ابن قیم الجوزیہ اپنی تفسیر أرشيف ملتقى أهل التفسير میں ذکر فرماتے ہیں:

الغناء (صوت الشيطان)۔[11]

گانے بجانا شیطان کی آواز ہے۔

پھر اس کے بعد ذکر فرماتے ہیں:

ومن المعلوم أن الغناء من أعظم الدواعي إلى المعصية ولهذا فسر صوت الشيطان به۔[12]

یہ بات معلوم ہے کہ گانے وموسیقی گناہ کی طرف سب سے بڑی دعوت ہے تو اس لئے اس کو شیطان کی آواز کہا گیا۔

پھر لکھتے ہیں:

الصوت الشيطانی لتنفر بنی آدم والصوت الشيطانی کل صوت فی غير طاعة الله نسب الی الشيطان لامره به ورضاه۔[13]

شیطانی آواز انسان کو طاعت سے نکال کر معصیت کی طرف لے جاتی ہے۔ شیطانی آواز وہ آواز ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے بغیر کسی دوسرے امر کے لئے ہو، اور اس کی نسبت شیطان کی طرف اس لئے کی جاتی ہے کہ وہ اس کا حکم کرتا ہے اور اس پر خوش ہے۔

پھر آگے فرماتے ہیں:

فصوت الغناء وصوت النوح وصوت المعازف کلها من اصوات الشيطان۔

---

[11] (أرشيف ملتقى أهل التفسير، ج ۱، ص ۱۳۰۵)
[12] (إغاثة اللهفان، ج ۱، ص ۲۵۵)
[13] (بدائع التفسير، ج ۳، ص ۸۸)

گانے بجانے اور موسیقی کی آواز، نوحہ کرنے والی آواز، معازف کی آواز وغیرہ تمام شیطان کی آوازیں ہیں۔

پھر فرماتے ہیں:

وهو ضد القرآن تطمئن به القلوب وتسكن وتخبت الى ربها فصوت القرآن يسكن النفوس ويطمئنها ويوقرها وصوت الغناء يتنفرها۔[14]

یہ گانے بجانا قرآن کے مقابل ہے وہ قرآن جس سے دل مطمئن ہوتے ہیں اور آرام پاتے ہیں۔ اور یہ اپنے رب کا عاجز ہے اور معزز بناتا ہے اور گانوں کی آواز آدمی کو طاعت سے ترش رو بنا دیتا ہے اور معصیت کی طرف لے جاتی ہے۔

شیطانی آواز کی تشریح:

۱۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاسۡتَفۡزِزۡ مَنِ اسۡتَطَعۡتَ مِنۡهُمۡ بِصَوۡتِكَ۔

ترجمہ: اور ڈِگا دے (بہکا دے) ان میں سے جس پر قدرت پائے اپنی آواز سے۔

۱۲۔ عن مجاهد انه الغناء واللهو وهما محظوران وانهما من صوت الشيطان۔[15]

ترجمہ: حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اس (شطانی آواز) سے مراد گانا بجانا اور فضول وبیکار قسم کے کام ہیں، اور ان دونوں سے منع کیا گیا ہے اور وہ دونوں (گانا بجانا اور فضول وبیکار قسم کے کام) شیطانی آواز ہیں۔

---

14 (بدائع التفسیر، ج۳، ص۹۰)

15 (احکام القرآن للجصاص ج۳ص۳۵)

۱۳۔ وقال ابن عباس هو الصوت الذی یدعو به الی معصیة اللہ و کل صوت دعی به الی الفساد فهو من صوت الشیطان۔[16]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: اس آواز سے مراد وہ آواز ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہ کی طرف بلائے اور ہر وہ آواز جو فتنہ وفساد (اور گناہوں) کا باعث بنے وہ شیطانی آواز ہے۔

۱۴۔ حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

بعض علماء نے فرمایا کہ مراد اس (شیطانی آواز) سے گانے باجے، لہو ولعب کی آوازیں ہیں۔

۱۵۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ جو آواز اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف منہ سے نکلے وہ شیطانی آواز ہے۔[17]

اور یہ یقینی امر ہے کہ دلوں میں ہیجانی کیفیت پیدا کرنے، فتنہ وفساد پھیلانے اور گناہوں کی طرف بلانے والی چیزوں میں سے سب سے بڑھ کر گانا بجانا ہے، اسی لیے "شیطانی آواز" کی تفسیر گانے بجانے سے کی گئی ہے۔

دوسری آیت حرمتِ گانا کے بارے میں

❖ وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا (الفرقان ۷۲)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو حاضر نہیں ہوتے جھوٹے کام میں اور جب گزرتے ہیں کھیل کی باتوں پر نکل جائیں بزرگانہ۔

---

16 (احکام القرآن للجصاص ج۳ ص ۳۵)

17 (خزائن العرفان فی تفسیر القرآن ص ۵۱۹)

یہاں طریقۂ استدلال یہ ہے کہ اس سورۃ الفرقان میں اللہ تعالیٰ مؤمنین کی صفات بیان فرماتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مؤمنین وہ لوگ ہیں جو "الزُّورَ" کو حاضر نہیں ہوتے۔

تو اب مفسرین کے اقوال (زور) کے بارے میں۔

۱۶۔ تفسیر معالم التنزیل میں امام بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

لَا یَشْھَدُونَ الزُّورَ عَنْ مُحَمَّد بن حنفیۃ ای اللھو و الغناء۔[18]

ترجمہ: محمد بن حنفیہ نے زور کی تشریح اس طرح فرمائی ہے کہ اس سے مراد لہو اور گانے بجانے ہیں کہ اس کے مجالس میں حاضر نہیں ہوتے۔

۱۷۔ امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے:

وقال آخرون: بل عني به الغناء. ذكر من قال ذلک: حدثني عليٍ بن عبد الأعلى المحاربيّ قال: ثنا محمد بن مروان، عن ليث، عن مجاهد في قوله: (وَالّذِينَ لا يَشْهَدُونَ الزُّورَ) قال: لا يسمعون الغناء۔[19]

ترجمہ: بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس سے مراد گانے گانا ہے اور جو یہ مطلب بیان کرتے ہیں تو وہ فرماتے ہیں کہ مجھے بیان علی بن عبد الاعلیٰ محاربی نے وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا محمد بن مروان نے وہ لیث سے نقل کرتے ہیں اور وہ امام مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہ اس سے مطلب کہ زور کو حاضر نہیں ہوتے یہ ہے کہ گانے نہیں سنیں گے۔

۱۸۔ امام نسفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تفسیر لکھا ہے:

عن ابن الحنیفۃ ھو اللھو و الغناء۔[20]

---

[18] (تفسیر معالم التنزیل)
[19] (جامع البیان لابن جریر طبری، ج ۹، ص ۳۱۳)
[20] (تفسیر مدارک: ۳/۱۷۶)

ترجمہ: محمد بن الحنفیۃ سے منقول ہے کہ اس سے مراد لہو اور گانے بجانا ہے۔

۱۹۔ امام قرطبی اس آیت کی تفسیر میں اس طرح لکھتے ہیں:

قال مجاھد الغناء و قال محمد بن الحنفیۃ ایضا و اذا مروا باللغو مروا کراما ھو کل سقط من قول أو فعل فیدخل فیه الغناء و اللھو و غیر ذلک مما یقاربه۔[21]

ترجمہ: امام مجاہد فرماتے ہیں کہ اس سے مراد گانے گانا ہے، اوریہی قول محمد بن حنفیہ کا بھی ہے، پھر لغو کی تفسیر میں ذکر فرماتے ہیں کہ یہ ہر گرے ہوئے چیز کو کہا جاتا ہے خواہ فعل ہو یا قول، تو اس میں غناء اور لہو وغیرہ سب داخل ہیں۔

اس آیت کی تشریح میں امام قرطبی نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کا واقعہ ذکر فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے ایک گویا سے گانے کی آواز سنی تو عبد اللہ بن مسعود دوڑتے ہوئے وہاں سے چلے گئے، تو یہ بات رسول اللہ صلی للہ علیہ وسلم کو پہنچی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لقد اصبح ابن أم عبد کریما۔

ترجمہ: یقیناً ابن ام عبد (عبد اللہ بن مسعود) صاحب عزت و کرامت ٹھہرا۔

۲۰۔ علمائے دیوبند کے مفتی اعظم مفتی محمد شفیع نے معارف القرآن میں لکھا ہے کہ مجاہد اور محمد حنفیہ کی نظر میں گانا بجانے کی محفلیں ہیں"۔[22]

۲۱۔ امام ابو بکر جصاص نے اس آیت کی تفسیر میں ذکر فرمایا ہے کہ:

عن ابي حنيفة الزور الغناء۔[23]

---

[21] (الجامع الاحکام القرآن، ج ۱۰، ص ۹۴)

[22] (معارف القرآن)

[23] (احکام القرآن لجصاص: ج۸، ص ۲۵۳، المکتبۃ الفاروقیۃ)

ترجمہ: امام ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ زور سے مراد گانے بجانے ہیں۔

۲۲۔ تفسیر زاد المسیر میں ہے:

والثانی انه الغناء قاله محمد بن الحنیفة مکحول وروی لیث عن مجاهد ای لا یسمعون الغناء۔[24]

دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد گانے بجانے ہیں، جیسا کہ محمد بن حنفیہ اور مکھول نے فرمایا ہے اور اسی طرح لیث نے مجاہد سے بھی نقل فرمایا ہے کہ گانے نہیں سنتے۔

حرمت غناء کے بارے میں تیسری آیت

❖ وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَشۡتَرِي لَهۡوَ الۡحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنۡ سَبِيلِ اللّٰهِ بِغَيۡرِ عِلۡمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَئِکَ لَهُمۡ عَذَابٌ مُهِينٌ (لقمان ٦)

ترجمہ: اور ایک وہ لوگ ہیں کہ خریدار ہیں کھیل کی باتوں کے تاکہ بچلائیں اللہ کی راہ سے بن سمجھے اور ٹھہرائیں اسی کو ہنسی وہ جو ہیں ان کو ذلت کا عذاب ہے۔

شان نزول:

مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین نے اس آیت کا شانِ نزول بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ کفار مکّہ کی شدید ترین مخالفت کے باوجود جب دینِ اسلام روز بروز پھیلتا چلا گیا اور قرآن کا حسن اعجاز لوگوں کے دلوں کو موہنے لگا تو اسلام کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کو ختم کرنے کے لیے نضر بن حارث نے ایک چال چلی، یہ تجارت پیشہ آدمی تھا، اپنے کاروبار کے سلسلہ میں مختلف ممالک ایران، عراق، شام وغیرہ میں اس کی بکثرت آمدورفت تھی، وہاں سے وہ رستم واسفندیار کے قصّے، بادشاہوں کی جنگوں کی کہانیاں اور افسانے، خرید کرلے آتا اور جب حضور سرور عالم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ

---

[24] (زادالمسیر: ۶/۳۹)

واصحابہ وَسلَّم لوگوں کو کلامِ الٰہی پڑھ کر سنانے لگتے تو وہ بالمقابل اپنے مجلس جماتا اور لوگوں کو دلچسپ کئی لوگ قرآن کریم کو سننے کی بجائے اس کی مجلس کو ترجیح دیتے، اس ظالم نے فقط اسی پر اکتفانہ کیا بلکہ اس نے کئی پری پیکر لونڈیاں بھی خرید رکھی تھیں، جو رقص و سرور کے فن میں بھی ماہر تھیں، جب اسے پتا چلتا کہ فلاں شخص اسلام کی طرف مائل ہورہا ہے تو وہ ان مہ وشوں (حسیناؤں) کو اس کے اوپر مسلط کر دیتا، جو گانے گاتیں، ناچتیں اور ہر ذلیل حرکت سے اس کے دل کو لبھاتیں، حتیٰ کہ وہ حق کے دلکش حُسن سے بے خبر ہو جاتا۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی اور "فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ" فرماکر ایسے لوگوں کے انجامِ بد سے پردہ اٹھایا۔[25]

لھو الحدیث کی تفسیر:

۲۳۔ وعن ابن مسعود وابن عباس والحسن وعكرمة وسعيد بن جبير قالوا لهو الحديث الغناء والآية نزلت فيه۔[26]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عباس، حسن عکرمہ اور سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ لھو الحدیث سے مراد گانا بجانا ہے اور یہ آیت گانوں (کی حرمت) کے بارے میں نازل ہوئی۔

۲۴۔ عن أبي الصهباء البكري أنه سمع عبد الله بن مسعود وهو يسأل عن هذه الآية: {ومن الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل اللّٰه} فقال عبد الله بن مسعود: الغناء، واللّٰه الذي لا إله إلا هو، يردها ثلاث مرات۔[27]

[25] (ضیاءالقرآن ج۳ص ۵۹۹)

[26] التفسیر مظھری ج ا ص ۳۰۱۸، سورت القمان

[27] مختصر ابن كثير- للصابوني ج ٦ ص ١٩٢

ترجمہ: حضرت ابو صہباء البکری رحمتہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اُس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اس آیت سے مراد گانا بجانا ہے اور آپ نے اس کو تین بار دُہرایا۔

۲۵۔ عن الحسن کل ما شغلک عن عبادۃ اللہ تعالی و ذکرہ من السمر و الاضاحیک و الخرافات و الغناء و نحوھا۔[28]

ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر وہ بات جو تمہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے ذکر سے غافل کردے وہ لھو الحدیث ہے، مثلاً رات گئے تک قصہ گوئیاں، ہنسانے والے چٹکلے ولطیفے، ہر طرح کے خرفات ولغویات اور گانا بجانا وغیرہ (یہ سب اس میں شامل ہیں)۔

۲۶۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمتہ لکھتے ہیں:

فقہاء کرام نے فرمایا کہ گانا بجانا حرام ہے اور یہ آیت اس کی حرمت کی دلیل ہے کیونکہ گانا بجانا لھو الحدیث ہے اور لھو الحدیث حرام ہے۔[29]

۲۷۔ علامہ قرطبی ذکر فرماتے ہیں:

ھذہ احد الایات الثلاث اللتی استدل بھا العلماء علی کراھۃ الغناء و المنع منہ۔[30]

ترجمہ: یہ آیت ان تین آیتوں میں سے ہے جس پر علماء کراہت غناء اور اس سے منع پر استدلال کرتے ہیں۔

روی عن سعید بن جبیر عن ابي الصھباء البکري قال سئل عبد الله بن مسعود عن قوله لھو االحدیث فقال الغناء و الله الذي لا اله الا ھو یر ددھا ثلاث مرات۔

---

[28] روح المعانی ج ۲۱ ص ۶۷

[29] (تفسیر مظھری، ج۷، ص ۲۴۸)

[30] (الجامع لاحکام القرآن، ج۸، ص ۵۶)

ترجمہ: سعید بن جبیر نے ابو صہباء سے نقل فرمایا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود سے پوچھا گیا کہ لھو الحدیث سے کیا مراد ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اس سے مراد غناء یعنی گانے بجانا ہے اور پھر تین مرتبہ اس بات پر قسم فرمائی۔

وعن ابن عمر انہ الغناء۔

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ اس سے مراد غناء یعنی گانے بجانا ہے۔

قال المجاھد ان لھو الحدیث فی الآیۃ الاستماع الی الغناء و الی مثلہ من الباطل۔

ترجمہ: امام مجاہد فرماتے ہیں کہ لھو الحدیث سے مراد گانا بجانے کو سننا ہے اور اسی طرح اباطیل۔

قال الحسن لھو الحدیث المعازف و الغناء۔[31]

ترجمہ: حضرت حسن فرماتے ہیں کہ لھو الحدیث سے مراد موسیقی اور گانے بجانے کا سننا ہے۔

۲۸۔ اور علامہ بغوی نے اپنے تفسیر میں لکھا ہے:

عن عبد اللہ بن مسعود و ابن عباس و الحسن و عکرمۃ و سعید بن جبیر قالو الھو الحدیث الغناء۔[32]

ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود، ابن عباس، حضرت حسنؒ، حضرت عکرمہ اور حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ لھو الحدیث سے مراد گانے بجانے ہیں۔

اور پھر اس کے بعد لکھتے ہیں:

یشتری ای یستبدل و یختار الغناء و المعازف علی القرآن۔[33]

[31] (الجامع الاحکام القرآن، ج۸، ص۵۷)
[32] (تفسیر معالم التنزیل: ج۸، ص۵۵)
[33] (معالم التنزیل، ج ا، ص ۱۰۶)

ترجمہ: بدلتے ہیں گانے بجانے اور موسیقی، لہو ولعب قرآن پر۔ بطور مثال جب تم ٹائپ ریکارڈ پر مسائل اور ترجمہ قرآن کے کیسٹ لگا دو تو تمہیں کہے گا کہ اس کی بجائے گانوں والی کیسٹ لگا دے۔

۲۹۔ تفسیر مدارک میں ابو عبد اللہ النسفی لکھتے ہیں:

لهو الحديث نحو السمر بالأساطير التي لا أصل لها و الغناء و كان ابن مسعود و ابن عباس رضي الله عنهما يحلفان أنه الغناء۔[34]

ترجمہ: لهو الحديث سے مراد وہ واقعات ہیں جس کی کوئی حقیقت نہ ہو اور اس سے مراد گانے بجانے ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم قسمیں کھا کر فرماتے کہ لهو الحديث سے مراد غناء ہے۔

۳۰۔ پھر علامہ نسفی نے اس کے سننے کے تین نقصانات ذکر کئے ہیں:

مفسدة للقلب، منقدة للمال، مسخطة للرب۔[35]

دل کو خراب کرتا ہے، مال ختم کرتا ہے، رب کو ناراض بناتا ہے۔

اسی طرح علمائے دیوبند کے مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع نے معارف القرآن میں لکھا ہے کہ لهو الحديث سے مراد حضرت ابن مسعود، ابن عباس اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک روایت کے مطابق گانا بجانا اور موسیقی ہے۔ یہ روایت حاکم نے ذکر کی ہے اور اسے صحیح بھی قرار دیا ہے۔

34 (تفسیر مدارک، ج۲، ص ۱۷۱)
35 (تفسیر مدارک، ج۲، ص ۱۷۱)

۳۱۔اسی طرح تفسیر طبری نے بھی ذکر کیا ہے:

عن أبي الصهباء البكري، أنه سمع عبد الله بن مسعود، وهو يسأل عن هذه الآية، {ومن الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله بغير علم} [لقمان: 6] فقال عبد الله: الغناء، والذي لا إله إلا هو، يرددها ثلاث مرات۔[36]

ترجمہ: ابو صہباء فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعودؓ سے اس آیت و من الناس من یشتری لھو الحدیث کے بارے میں پوچھا گیا تو حضرت عبد اللہ نے فرمایا کہ اس سے مراد غناء ہے اور تین مرتبہ قسم کھا کر یہ فرمایا۔

ابن جریر نے اس طرح بہت زیادہ آثار نقل کئے ہیں کہ اس سے مراد غناء ہے۔

عبد اللہ بن مسعود، ابن عباس، جابر، مجاہد، شعیب بن سیار عکرمہ سے کہ اس سے مراد غناء یعنی گانے بجانا ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ لہو الحدیث سے مراد ڈھول بجانا ہے اور یہ امام ضحاک، ابن زید سے نقل کیا ہے۔

پھر آخر میں ذکر فرمایا ہے کہ:

والصواب من القول في ذلك أن يقال: عنى به كلّ ما كان من الحديث ملهيا عن سبيل الله مما نهى الله عن استماعه أو رسوله؛ لأن الله تعالى عمّ بقوله: (لَهْوَ الحَدِيثِ) ولم يخصص بعضا دون بعض، فذلك على عمومه حتى يأتي ما يدلّ على خصوصه، والغناء والشرك من ذلك۔[37]

---

36 (جامع البیان لابن جریر طبری: ج ۱۸، ص ۵۳۴)

37 (جامع البیان لابن جریر طبری: ج ۲۰، ص ۱۳۰)

ترجمہ: حق اور صحیح بات یہ ہے کہ اس سے مراد وہ باتیں ہیں جو آدمی کو اللہ تعالی کی راہ سے غافل کر دے، جس کے سنے سے اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے بات عام ذکر کیا ہے اور کوئی تخصیص نہیں فرمائی کہ یہ ہو گا اور یہ نہیں تو غناء گانے بجانے اور شرک بھی اس میں داخل ہے۔

۳۲۔ اسی طرح تفسیر خازن اور تفسیر مظہری نے بھی ذکر کیا ہے کہ:

المراد منه الغناء۔

کہ اس سے مراد گانے بجاتا ہے۔[38]

۳۳۔ حافظ ابن کثیر نے بھی اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ:

وقال الحسن البصري: نزلت هذه الآية و المزامير۔[39]

ترجمہ: حسن بصری فرماتے ہیں کہ یہ آیت گانا بجانے، موسیقی اور بانسری وغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

۳۴۔ تفسیر زاد المسیر میں بھی اسی طرح لکھا ہے کہ:

وفي المراد بلهو الحديث أربعة أقوال أحدها أنه الغناء كان ابن مسعود يقول هو الغناء والذي لا إله إلا هو۔[40]

ترجمہ: لهو الحديث سے مراد اس میں چار اقوال ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ موسیقی کے بارے میں ہے اور عبداللہ بن مسعودؓ قسم کھا کر فرماتے کہ یہ موسیقی کے بارے میں ہے۔

---

38 (تفسیر خازن ۳/۲۶۸، تفسیر مظہری: ۷/۲۳۶)

39 (تفسیر ابن کثیر ج ۶، ص ۲۹۶)

40 (زاد المسیر، ج ۶، ص ۳۱۶)

۳۵۔اور ڈاکٹر محمد بن سلیمان بھی اپنے تفسیر زبدۃ التفسیر میں لکھتے ہیں:

لهو الحديث اى كل مايلهو به الناس من الغناء و الملاهي۔[41]

لهو الحديث ہر وہ چیز ہے جو لوگوں کو غافل کر دے جیسے موسیقی اور آلات موسیقی۔

۳۶۔اسی طرح عبدالرحمن بن ناصر السعدی نے بھی اپنی تفسیر کریم الرحمن میں لکھا ہے:

و من غيبة، و نميمة، و كذب، و شتم، و سب، و من غناء و مزامير شيطان۔[42]

ترجمہ: لهو الحديث جیسے غیبت، چغل خوری، جھوٹ، گالی کسی کی آبرو پر حملہ کرنا، موسیقی اور شیطانی بانسری وغیرہ۔

۳۷۔امام ابن قیم بھی بدائع التفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

و قدفسر غير و احد من السلف لهو الحديث بانه الغناء۔

ترجمہ: یقیناً بہت سے علماء سلف سے لہو الحدیث کا معنی موسیقی و غناء کیا ہے۔

۳۸۔و الغناء اشد لهو او اعظم حزر ا من احاديث الملوک فانه رقية الزنا منبت النفاق و شرک الشيطان و خمرة العقل و صده عن القرآن العظيم اعظم من صد غيره من الكلام الباطل لشدة ميل النفوس اليه و رغبتها فيه ويوضحه انک لا تجد احدا عنى بالغناء و الاستماع الاته و فيه ضلال عن طريق الهدى علما و عملا و فيه رغبة عن استماع القرآن الى استماع الغناء بحيث اذا عرض له سماع الغناء و سماع القرآن عدل عن هذا الى ذاک و ثقل عليه سماع القرآن۔[43]

ترجمہ: گانے بجانا اور موسیقی تو سب سے زیادہ عبث اور فضول ہے، سب سے زیادہ اور نقصان ہے۔ بادشاہوں کے قصے سننے سے اس لئے کہ گانے سننا زنا کی دم، جادو اور منتر ہے اور دوسری بات یہ

---

41 (زبدۃ التفسیر)

42 (تیسیر کریم الرحمن، ج ۱، ص ۶۴۶)

43 (بدائع التفسیر: ۴۰۱، ۳/۴۰۵)

کہ منفاعت پیدا کرنے کا آلہ ہے، شیطان کا جال ہے، عقل کو خراب بناتا ہے اور لوگوں کو تلاوت سے روکتا ہے اور یہ باطل باتوں کے روکنے سے ہوا ہے۔ اس لئے کہ گانے بجانے کو لوگوں کے دلوں کا میلان زیادہ ہوتا ہے اور تم کسی ایک آدمی کو بھی نہیں پاؤگے کہ وہ گانے بجانے اور اس کے آلات کا قصد کرے مگر وہ ضرور سیدھے راستے سے جھکے گا، خواہ علماً ہو یا عملاً۔ اور اس میں قرآن کریم کے سنے سے بے رغبتی اور گانوں کی طرف رغبت پیدا ہوتا ہے۔ اس طریقہ سے کہ جب اسے گانے بجانے اور قرآن کریم پیش کیا جائے تو قرآن سے بھر کر انوں کی طرف جائے گا۔ اس پر قرآن کریم کی تلاوت گراں گزرتا ہے۔

چوتھی آیت حرمت موسیقی کے بارے میں

❖ قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ (۱) الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ (۲) وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ (المؤمنون ۳)

ترجمہ: کام نکال لے گئے ایمان والے جو اپنی نماز میں جھکنے والے ہیں اور جو لکھی بات پر دھیان نہیں کرتے۔

۳۹۔ ان آیتوں کی تفسیر میں امام نسفی ذکر فرماتے ہیں:

اللغو کل کلام سقط حقه ان یلغی کالکذب والشتم والھزل۔[44]

لغو ہر وہ کلام ہے جو ساقط ہوتا ہے اور حق یہ ہو کہ لغو ہو جائے جیسے جھوٹ، گالی اور گپ شپ۔

۴۰۔ تفسیر قرطبی میں لکھا ہے:

وقال الحسن انه المعاصی کلھا فھذا قول جامع یدخل فیه قول من قال ھو الشرک وقول من قال ھو الغناء کما روی مالک بن انس۔[45]

---

[44] (تفسیر مدارک، ج۳، ص ۱۱۴)

[45] (الجامع لاحکام القرآن ۱۲/۷۱)

ترجمہ: حضرت حسن فرماتے ہیں کہ اس سے مراد عام گناہ ہیں یہ عام قول ہے اس میں ان کا قول بھی داخل ہے جو کہتے ہیں کہ اس سے مراد شرک ہے اور ان کا قول جو کہتے ہیں کہ موسیقی کو شامل ہے جیسے مالک بن انس سے محمد بن منکدر نے نقل کیا۔

پانچویں آیت حرمت موسیقی کے بارے میں

❖ وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ (الشعراء ۲۲۴)

ترجمہ: اور شاعروں کی بات پر چلیں وہیں جو بے راہ ہیں۔

۴۱۔ امام قرطبی نے یہاں مفصل بیان فرمایا ہے کہ شعر کی دو قسمیں ہیں:

(۱) حسن اور (۲) قبیح

اور اس کی تائید میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نقل فرمائی ہے:

وعن عمرو بن العاص قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "الشعر بمنزلة الكلام حسنه كحسن الكلام وقبيحه كقبيح الكلام"۔[46]

ترجمہ: عمرو بن العاص فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شعر بمنزلہ عام باتوں کے ہے، اس کی بہتر اچھی باتوں کی طرح ہے اور اس کا قبیح قبیح باتوں کی طرح ہے اور اسی طرح حضرت عائشہ سے بھی روایت ہے۔[47]

---

[46] (الجامع لاحکام القرآن)

[47] (مشکوۃ:۲/۴۳۳)

۴۲۔ اچھے شعر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی سنا کرتے تھے جیسا کہ صحیح مسلم کے ایک حدیث میں ہے جو حضرت عمرو بن شرید سے منقول ہے فرماتے ہیں:

ردفت رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما فقال : "هل معک من شعر أمية بن أبي الصلت أنشدته بيتا. فقال: "هيه" حتى أنشدته مائة بيت۔[48]

ترجمہ : عمرو بن شرید فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر سوار تھا تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں امیہ بن الصلت کے اشعار یاد ہیں؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سناؤ میں نے ایک شعر کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا دوسرا پڑھو یہاں تک کہ میں نے سو(۱۰۰) شعر کہہ دیئے۔

اور غلط اشعار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ یہاں تک کہ فرمایا ہے کہ:

لان يمتلئ جوف احدكم قيحًا حتیٰ يريه خير من ان يمتلئ شعرا۔

ترجمہ: کہ تم میں سے کوئی اپنا پیٹ خون اور قئی سے بھر جائے تو اس کے لئے یہ بہتر ہے اس سے کہ شعر سے بھر جائے۔ اور اس قسم کے شاعر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطان قرار دیا ہے۔ جیسا کہ ابو سعید خدری سے روایت کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جارہے تھے تو راستے میں ایک شاعر ملا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو الشیطا ن،اس شیطان کو پکڑو تو پہلا مصداق غلط اشعار اور گانوں کے لئے کی ہے۔ یہ تمام تفسیر و تفصیل علامہ قرطبی نے ۱۳/ ۱۹۸ سے ۱۰۱ تک ذکر فرمائی ہے۔

48 (الجامع لاحکام القرآن، ج ۱۳، ص ۱۴۴)

چھٹی آیت حرمت موسیقی کے بارے میں

أَفَمِنْ هَذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ (٥٩) وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ (٦٠) وَأَنْتُمْ سَامِدُونَ (النجم ٦١)

ترجمہ: کیا تم کو اس بات سے تعجب ہوتا ہے اور ہنستے ہو اور روتے نہیں اور تم کھلاڑیاں کرتے ہو۔

۴۳۔علامہ آلوسی علیہ الرحمتہ لفظ "سَامِدُوْنَ" کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قال ابو عبیدۃ السمود الغناء بلغۃ حمیر یقولون یا جاریۃ اسمدی لنا ای غنی لنا۔۔۔عن ابن عباس انہ قال ھو الغناء بالیمانیۃ و کانو اذا سمعوا القرآن غنو اتشاغلا عنہ۔[49]

ترجمہ: حضرت ابو عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حمیری زبان میں سمود کا معنی (گانا بجانا) ہے جیسا کہ وہ کہتے ہیں: یا جاریۃ اسمدی لنا (یعنی اے لڑکی ہمیں گانا سناؤ) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یمنی زبان میں اسکا معنٰی (گانا بجانا) ہے کیونکہ وہ (کفار و مشرکین) جب قرآن پاک کی (تلاوت کی) آواز سنتے تو وہ گانے بجانے میں مشغول ہو جاتے تا کہ قرآن کی آواز کے کانوں میں نہ پڑے۔

۴۴۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمتہ لکھتے ہیں:

وقال عکرمۃ السمود الغناء بلغۃ اھل الیمن کانو اذا سمعوا القرآن تغنوا ولعبوا۔[50]

---

[49] (روح المعانی ج27ص73)
50(مظھری ج۹ ص ۱۲۳)

ترجمہ: حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یمنی زبان میں سمود کا معنی (گانا بجانا) ہے، کیونکہ وہ (کفار و مشرکین) جب قرآن پاک کی تلاوت کی آواز سنتے تو وہ گانے بجانے اور کھیل کود میں مشغول ہو جاتے۔

مذکورہ قرآنی آیات کی تفسیر سے یہ بات واضح ہو گئی کی گانا بجانا حرام ہے اور اس کی حرمت پر امت کا اجماع ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ گانا بجانا کفار اور مشرکین کا شعار ہے۔

۴۵۔ تفسیر معارف القرآن میں مفتی محمد شفیع تحریر فرماتے ہیں کہ مود گانا گانے کے ستی پر بھی یہاں وہ تفسیر مراد ہو سکتا ہے جیسا کہ بعض ائمہ نے یہ تغیر نقل فرمایا ہے۔[51]

۴۶۔ تفسیر مدارک میں ہے:

سامدون غافلون او لاھون لاعبون وکانوا اذا سمعوا القرآن عارضوہ بالغناء لیشغلوا الناس عن استماعہ۔[52]

ترجمہ: غافل عبث کرنے والے کھیل کود کرنے والے کفار کی عادت یہ تھی کہ جب قرآن کریم سنتے تو یہ لوگ گانا شروع کر دیتے تاکہ لوگ قرآن کریم سے ایک صفت غافل اور مشغول ہو۔

۴۷۔ تفسیر ابن جریر میں عبد اللہ بن عباس کا اثر نقل کیا گیا ہے کہ:

ھو الغناء۔[53]

ترجمہ: عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ یہاں مراد گانے ہیں کہ تم دنیا میں گانے گاتے اور قرآن سے غافل تھے تو اس لئے دوزخ میں آئے۔

---

[51] (معارف القرآن)

[52] (مدارک: ج۳، ص ۳۹۸)

[53] (جامع البیان لابن جریر طبری، ج ۱، ص ۱۴)

۴۸۔ تفسیر زاد المسیر میں لکھا ہے کہ:

والثالث: أنه الغِناء، وهي لغة يمانية، يقولون: اسْمُدلنا، أي: تَغَنَّ لنا، رواه عكرمة عن ابن عباس۔[54]

ترجمہ: تیسرا قول یہ ہے کہ سامدون غناء کے معنی پر آتا ہے اور یہ یمن والوں کی لغت ہے۔

وقال عكرمه حو الغناء بالحمير به۔

حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ یہ بنی تمیر کی الفت میں گانا بجانے اور موسیقی کو کہا جاتا ہے۔

ساتویں آیت حرمت غناء کے بارے میں

❖ وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ (القصص ۵۵)

ترجمہ: جب لغو اور فضول باتیں سنتے تو اس سے اعراض کرتے ہیں۔

اس آیت میں خداوند قدوس نے مؤمنوں کی صفات کا تذکرہ فرمایا ہے کہ ایک صفت یہ ہے کہ فضول سنے تو اعراض کرتے ہیں۔

۴۹۔ اس آیت کی تفسیر میں علامہ قرطبی فرماتے ہیں:

ثُمَّ مَدَحَهُمْ أَيْضًا عَلَى إِعْرَاضِهِمْ عَنِ اللَّغْوِ۔[55]

ترجمہ: پھر اللہ تعالیٰ نے اس طرح مؤمنوں کی صفت و مدح فرمایا ہے ان کے لغو اور فضول سے اعراض پر۔

۵۰۔ لغو کی تفسیر علامہ قرطبی نے سورہ مومنون کی تفسیر میں بیان کیا ہے:

---

[54] (تفسیر زاد المسیر، ج۴، ص ۱۹۵)

[55] (تفسیر قرطبی، ج۱۳، ص ۲۹۸)

وَقَالَ الْحَسَنُ: إِنَّهُ الْمَعَاصِي كُلُّهَا. فَهَذَا قَوْلٌ جَامِعٌ يَدْخُلُ فِيهِ قَوْلُ مَنْ قَالَ هُوَ: الشِّرْكُ، وَقَوْلُ مَنْ قَالَ هُوَ الْغِنَاءُ۔[56]

ترجمہ: حضرت حسن فرماتے ہیں کہ اس سے مراد تمام معاصی ہیں، پس یہ قول ایک جامع قول ہے جس میں ان لوگوں کا قول بھی داخل ہے جو فرماتے ہیں ہیں کہ لغو سے مراد شرک ہے اور ان لوگوں کا بھی جو فرماتے ہیں کہ اس سے مراف غناء ہے۔

قرآن مجید فرقان حمید سے حرمت غناء پر دلائل اور مفسرین کے اقوال تو آپ نے ملاحظہ کئے کہ گانا بجانے کے مجالس میں حاضر ہونا حرام ہے۔

فصل دوم

حرمتِ آلاتِ غناء احادیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی روشنی میں

گانے بجانے سے شکلیں مسخ کردینے کی وعید:

۱۔ حدثنا عبد الرحمان بن غنم الأشعري قال حدثني أبو عامر أو أبو مالک الأشعري والله ما كذبني سمع النبي يقول ليكونن من أمتي أقوام يستحلون الحر والحرير والخمر والمعازف ولينزلن أقوام إلى جنب علم يروح عليهم بسارحة لهم يأتيهم يعني الفقير لحاجة فيقولون ارجع إلينا غدا فيبيتهم الله ويضع العلم ويمسخ آخرين قردة وخنازير إلى يوم القيامة۔[57]

ترجمہ: حضرت عبد الرحمٰن بن غنم اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے ابو عامر یا ابو مالک اشعری نے حدیث بیان کی اور اللہ کی قسم! انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اور انہوں نے بنی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہٖ وَسلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت میں کچھ ایسے

---

[56] (تفسیر قرطبی، ج ۱۲، ص ۱۰۵)

[57] عمدة القاري شرح صحيح البخاري ج31 ص161

لوگ پیدا ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور آلاتِ موسیقی (باجوں) کو حلال قرار دیں گے اور کچھ ایسے لوگ پہاڑ کے دامن میں رہیں گے کہ جب شام کو وہ اپنے جانورن کا ریوڑ لے کر لوٹیں گے اور ان کے پاس کوئی فقیر اپنی حاجت لے کر آئے گا تو کہیں گے (کل آنا) تو اللہ تعالیٰ پہاڑ گرا کر ان کو ہلاک کر دے گا اور دوسرے لوگوں (شراب اور آلاتِ موسیقی وغیرہ کو حلال کرنے والوں) کو مسخ کر کے قیامت تک کے لیے بندر و خنزیر بنا دے گا۔

۲۔عن أبي هريرة يرفعه يمسخ قوم من أمتي آخر الزمان قردة وخنازير قالوا يا رسول الله ويشهدون أنک رسول الله و أن لا إله إلا الله قال نعم ويصلون ويصومون ويحجون قالوا فما بالهم يا رسول الله قال اتخذوا المعازف و القينات و الدفوف ويشربون هذه الأشربة فباتوا على لهوهم وشرابهم فأصبحوا اقردة وخنازير-58

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں میری امت کے ایک گروہ کو مسخ کر کے بندر و خن زیر بنا کے ایک گروہ کو مسخ کر کے بندر و خنزیر بنا دیا جائے گا، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! خواہ وہ اس بات کی گواہی دیتے ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں، آپ نے فرمایا ہاں، خواہ وہ نمازیں پڑھتے ہوں، روزے رکھتے ہوں اور حج بھی کرتے ہوں، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم! ان کا کیا گناہ ہو گا؟ آپ نے فرمایا وہ آلاتِ موسیقی (سازوں) اور عورتوں سے گانا سنیں گے اور ڈھول بجائیں گے اور شرابیں پیئیں گے، اسی لہو و لعب میں وہ رات گزاریں گے اور صبح کو وہ بندر و خنزیر ہوں گے۔

58عمدة القاري شرح صحيح البخاري ج31 ص167

شکلیں مسخ کیے جانے کی توجیہ:

مذکورہ احادیث مبارکہ میں میوزک و موسیقی کو حلال جاننے والوں اور گانے بجانے اور سننے والوں کو رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے بندر و خنزیر کی شکل میں مسخ کیے جانے کی سخت وعید سنائی ہے۔

بندر و خنزیر کی شکل میں تبدیل کیے جانے کی نوعیت کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس سے آپ کی مراد یہ ہے کہ ایسے لوگ حقیقتاً بندر و خنزیر کی شکل میں متشکل کر دیئے کائیں گے اور یہ کچھ بعید نہیں ہے، اسی لیے کہ جو خالق انسان کی خوبصورت شکل دے سکتا ہے، وہ اس کی شکل بگاڑ کر بندر و خنزیر کی شکل میں تبدیل کرنے پر قادر ہے۔ اور اس سلسلہ میں پچھلی قوموں کے واقعات اور مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں، جو ہمارے لیے باعث عبرت ہیں۔

اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ان کی شکلیں تو ویسی ہی رہیں گی مگر ان کے اخلاق و خصائل اور عادات یا ان کے دل بندر و خنزیر کے اخلاق و عادات اور ان کے دلوں کے ساتھ تبدیل کر دیے جائیں گے اور ان میں وہی خصوصیات ہوں گی جو بندر و خنزیر میں ہوتی ہیں۔ نتیجاً وہ درجہ انسانیت سے گر کر درکِ حیوانیت میں جا پہنچیں گے اور (اُولٰئِکَ کَالاَنعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلّ) کے مصداق بن کر غضب الٰہی کا نشانہ بن جائیں گے۔

بندر و خنزیر کا نام کیوں لیا گیا؟

سوال یہ ہے کہ میوزک و موسیقی میں مشغول و منہمک اور اسے حلال جاننے والوں کی شکلوں کو مسخ کرکے بندر و خنزیر کی شکلوں میں تبدیل کرنے کی وعید کیوں سنائی گئی ہے، کسی دوسرے جانور کا نام کیوں نہیں لیا گیا؟ (جواب کے طور پر) اول یہ کہ سزا گناہ کے مطابق ہوتی ہے جس نوعیت کا گناہ

وجرم ہوتا ہے سزا بھی اسی نوعیت کی ہوتی ہے۔ پچھلی قوموں میں مختلف قسم کے عذاب آئے مگر شکلیں مسخ ہو کر بندر و خنزیر بن جانے کا عذاب انتہائی ذلیل ترین عذاب تھا، جس کو اللہ تعالیٰ نے لفظ (نَکَالاً) (باعث عبرت) سے تعبیر فرمایا۔

چونکہ گانے بجانے اور سننے میں مشغول و منہمک ہونا (جو ان گنت گناہوں، فتنوں اور ذلیل ورذیل حرکات کا مجموعہ ہے) اور پھر اسے اپنے ناپاک عقیدے سے حلال جاننا قبیح ترین اور فعل اور ذلیل ترین نوعیت کا عذاب منتخب کیا گیا۔

دوسرے یہ کہ بندر و خنزیر رذالت و بے غیرتی جیسے خصائل و صفات میں معروف و مشہور جانور ہیں۔ چونکہ ایسے لوگوں میں حیاء و غیرت نام کی کوئی شئے موجود نہیں ہوتی اسی لیے حرکات وعادات اور صفات وخصائل کی مناسب سے وعید کے طور پر انہیں جانوروں کا نام لیا گیا۔ (واللہ اعلم)

اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں یہ بھی معلوم ہوا کہ میوزک و موسیقی ایسا گناہ ہے کہ اس کی نحوست کی وجہ سے نماز، روزہ اور حج وغیرہ جیسی اہم عبادات کی مقبولیت بھی ختم ہو جاتی ہے جیسا کہ مذکور ہے کہ حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے جب شکلیں بگڑ جانے کی سخت ترین وعید سنائی تو صحابہ کرام نے پوچھا کہ کیا توحید ورسالت کی گواہی دینے والوں کو بھی (صورتیں مسخ کرکے) بندر و خنزیر بنایا جائے گا؟ تو آپ نے توحید و رسالت کی گواہی کے ساتھ اہم عبادات، روزہ اور حج وغیرہ کا ذکر کرکے مزید تنبیہہ اور وضاحت فرمادی کہ اگر کوئی شخص ان تمام عبادات کا پابند ہے لیکن میوزک و موسیقی کا شوقین ہے تو وہ بھی اس ذلیل ترین عذاب سے نہ بچ سکے گا۔

شراب، جوا اور موسیقی حرام ہے:

۳۔عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ حرم علی أو حرم الخمر والمیسر والکوبۃ وکل مسکر حرام۔[59]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے شراب، جوا اور موسیقی وغیرہ اور ہر نشہ آور چیز حرام کر دی ہے۔

آلات موسیقی کا توڑنا واجب ہے:

۴۔عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (بُعِثْتُ بِكَسْرِ الْمَزَامِيرِ)۔[60]

ترجمہ: حضرت علی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مزامیر (رباب وغیرہ) کے توڑنے کے لئے بھیجا ہے۔

۵۔ عن ابن عباس قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : امرت بهدم الطبل والمزمار۔[61]

۶۔ حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

”مجھے ڈھول اور بانسری کے تھوڑنے کا حکم دیا گیا ہے“۔

موسیقی اور گانے والا اللہ تعالی کا دشمن ہے:

۷۔أَنَّهُ سَمِعَ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَهُ عَمْرُو بْنُ قُرَّةَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ اللّٰهَ قَدْ كَتَبَ عَلَيَّ الشِّقْوَةَ، فَمَا أُرَانِي أُرْزَقُ إِلَّا مِنْ دُفِّي بِكَفِّي، فَأْذَنْ لِي

---

59 (مسند احمد، ج۲، ص ۱۳۱)

60 (تفسیر قرطبی، ج۱۴، ص ۵۳)

61 (کنز العمال، ج۱۵، ص ۲۱۶)

فِي الْغِنَاءِ فِي غَيْرِ فَاحِشَةٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا آذَنُ لَکَ، وَلَا كَرَامَةَ، وَلَا نُعْمَةَ عَيْنٍ، كَذَبْتَ، أَيْ عَدُوَّ اللّٰهِ، لَقَدْ رَزَقَکَ اللّٰهُ طَيِّبًا حَلَالًا، فَاخْتَرْتَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْکَ مِنْ رِزْقِهِ مَكَانَ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَکَ مِنْ حَلَالِهِ، وَلَوْ كُنْتُ تَقَدَّمْتُ إِلَيْکَ لَفَعَلْتُ بِکَ وَفَعَلْتُ. قُمْ عَنِّي، وَتُبْ إِلَى اللّٰهِ. أَمَا إِنَّکَ إِنْ فَعَلْتَ بَعْدَ التَّقْدِمَةِ إِلَيْکَ، ضَرَبْتُکَ ضَرْبًا وَجِيعًا، وَحَلَقْتُ رَأْسَکَ مُثْلَةً، وَنَفَيْتُکَ مِنْ أَهْلِکَ، وَأَحْلَلْتُ سَلَبَکَ نُهْبَةً لِفِتْيَانِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ» . فَقَامَ عَمْرٌو، وَبِهِ مِنَ الشَّرِّ وَالْخِزْيِ مَا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللّٰهُ فَلَمَّا وَلَّى، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هَؤُلَاءِ الْعُصَاةُ، مَنْ مَاتَ مِنْهُمْ بِغَيْرِ تَوْبَةٍ حَشَرَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَمَا كَانَ فِي الدُّنْيَا مُخَنَّثًا عُرْيَانًا لَا يَسْتَتِرُ مِنَ النَّاسِ بِهُدْبَةٍ، كُلَّمَا قَامَ صُرِعَ۔ [62]

ترجمہ: صفوان بن امیہ فرماتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ عمرو بن قرۃ آئے اور عرض کیا کہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول! مجھ پر یہ بدبختی آئی ہے کہ مجھے رزق نہیں دیا جاتا ،جب میں اپنے ہاتھ سے ڈھول نہ بجاؤں اور فحش گانے نہ گاؤں تو رسول اللہ صلی اللہ نے فرمایا کہ میں اجازت نہیں دیتا اور نہ تمہاری کوئی عزت اور نہ نعمت۔ اے اللہ تعالیٰ کے دشمن! چل اُٹھ کر چلے جاو، میرے ہاں ہے۔ اللہ سے توبہ کرو، اللہ تعالی نے تم کو حلال رزق دیا، مگر تم نے حرام کو پسند کیا اور پھر فرمایا کہ اگر دوبارہ ایسا کام کیا تو میں ماروں گا دردناک مارنا، سر کو گنجا کرکے مال کو لوگوں کے لئے حلال کر دوں گا تو عمرو بن قرۃ شرم کے مارے اٹھا، تو جب پیٹ پیچھے کر دیا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ گناہگاروں کی گروہ ہے، اگر بغیر توبہ کے ان میں سے کوئی مرا تو اللہ تعالی اس کو ایسا اُٹھائے گا جیسا کہ دنیا میں محبت تھا اور لوگوں میں ننگا جس پر کوئی کپڑا نہ ہو، جیسا کہ دنیا میں مخنث اور لوگوں سے پردہ وحیا نہیں کرتا تھا، جب اُٹھے گا تو کرے گا۔

---

[62] (سنن ابن ماجه، ج، ۲، ص ۸۷۱)

اس حدیث شریف سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گانوں کی اجازت نہیں دی اگرچہ اس میں بخشش ہو ۔

(۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گویّا کو جھوٹا کہا۔

(۳) گویّا اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے۔

(۴) گویا حلال رزق اپنے اوپر بند کرتے ہیں اور حرام کھاتے ہیں۔

(۵) گویے کو مجلس سے اٹھایا جائے گا۔

(۶) گوینے کو توبہ کا حکم دیا جائے گا۔

(۷) حاکم کے لئے گویا کا مارنا جائز ہے۔

(۸) عبرتاً گنجا کرنا اور بازار میں چکر دینا جائز ہے۔

(۹) حاکم کے لئے جائز ہے کہ گھر سے نکال دے۔

(۱۰) اس کے مال کو نیلام کرانا جائز ہے۔

(۱۱) گناہگار ہے۔

(۱۲) قیامت کے دن ننگا ہو گا، اگر بغیر توبہ کے مرا۔

۸۔ کنز العمال میں یہ بھی ہے کہ:

وأوسع علی نفسک وعیالک حلالا، فان ذلک جهاد في سبيل الله، واعلم أن عون الله مع صالحي التجار۔[63]

ترجمہ: اُٹھو توبہ کرو اپنے آپ اور اولا داہل و عیال پر حلال خرچ کرو، یہ تمہارے لئے جہاد فی سبیل اللہ ہے اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ کی مدد نیک تاجروں کے ساتھ ہے۔

---

63 (کنز العمال: ج۱۵، ص۲۲۲)

گانے والے کی نماز قبول نہیں ہوتی:

۹۔ عن عبد اللہ بن مسعود: أنّ رسولَ اللهِ ﷺ سمِع رجلًا يتغنّى من اللَّيلِ، فقال: لا صلاةَ له حتّى يُصلِّيَ مثلَها، ثلاثَ مرّاتٍ۔[64]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ایک رات کسی آدمی کو گانا گاتے ہوئے سنا تو آپ نے (تین مرتبہ) فرمایا: اس (گویے) کی نماز قبول نہیں، اس کی نماز قبول نہیں، اس کی نماز قبول نہیں۔

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ نبی کا کلام وحی الٰہی ہونے کی وجہ سے ہر قسم کے شک وشبہ سے بالا اور یقینی ہوتا ہے لہٰذا گانے والوں کے بارے میں آپ کا یہ فرمان کہ ان کی نماز قبول نہیں ہوتی، یہ کوئی مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت پر مبنی ہے۔

عبرت و نصیحت:

دوران سفر کارون، جیپوں، ویگنوں، بسوں اور دیگر گاڑیوں میں ڈرائیور حضرات اپنی مرضع سے اور مسافروں کی فرمائش پر میوزک وموسیقی اور فحش کے گانے لگا دیتے ہیں جن کی شیطانی اور قبیح و مکروہ آواز سے پوری مسافر گاڑی گونج رہی ہوتی ہے۔، ڈرائیور و مسافرین ان گانوں اور آلاتِ موسیقی کی منحوس سے لطف اندوز ہوتے ہوئے اس کے انجام سے بے خبر ہو کر اپنی منزل مقصود کی جانب رواں دواں ہوتے ہیں اور اگر کوئی نیک سیرت شخص اس قباحت سے منع کرنے کی کوشش کرے تو اس کی خیر خواہانہ نصیحت کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا جاتا ہے اور اس کی شخصیت کا مذاق اڑایا جاتا ہے اور یہ وباء اس قدر عام اور مرغوب ہو چکی ہے کہ میوزک وموسیقی کے بغیر سفر ادھورا اور بے مزہ سمجھا جاتا ہے۔ اور بعض اوقات دوران سفر انتہائی خوفناک وہولناک قسم کے حادثات پیش

---

64 ابن الجوزي (ت ٥٩٧)، موضوعات ابن الجوزي ٣/٣٣٦ • لم يصح

آجاتے ہیں، نتیجتاً کئی مر جاتے ہیں، جو مر جاتے ہیں ان میں سے بعض کی شناخت ناممکن ہو جاتی ہے، اور کئی بری طرح زخمی ہو جاتے ہیں، جو زخمی ہوتے ہیں ان میں سے بعض کی صورتیں زبان حال سے عبرت ناک منظر بیان کر رہی ہوتی ہیں، اور بعض اوقات تو گاڑی سمیت مسافروں کا نشان تک باقی نہیں رہتا اور اس قسم کے اندوہناک و عبرت ناک واقعات و مناظر کی تشہیر میڈیا کے ذریعہ پوری دنیا میں ہوتی ہے، جنہیں غالباً ہر آنکھ دیکھتی اور ہر کان سنتا ہے۔

چناچہ احادیث صحیحہ کی روشنی میں اگر یہ کہا جائے کہ کاروں، ویگنوں، بسوں اور دیگر مسافر بردار گاڑیوں کا المناک و خوفناک حادثات کا شکار ہونا اسی شیطانی اور مکروہ آواز کا نتیجہ ہے اور ان کے پس منظر میں یہی عمل بدکار فرما ہے تو غلط اور بے جانہ ہو گا۔ اور قابلِ غور و لائقِ توجہ بات یہ ہے کہ جب اس نوع کے حادثات کی وجوہات ڈرائیور کی غفلت کو بیان کرتے ہیں، لیکن یہ نہیں بتایا جاتا کہ ڈرائیور کی غفلت کے پس منظر میں کیا چیز کار فرما تھی جو حادثہ کا باعث بنی۔ اور اگر کبھی دبے لفظوں میوزک و موسیقی کو وجہ غفلت بیان کیا بھی جاتا ہے تو آئندہ کے لیے مستقل طور پر اس کا تدارک نہیں کیا جاتا، جبکہ دیگر خرابیوں کے ازالہ کے لیے ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے۔

شیطان گویوں کا ہمراہی ہے:

• ۱۰۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اِلَى السَّوْقِ فَمَرَّ عَلٰى جَارِيَةٍ صَغِيْرَةٍ تُغَنِّيْ فَقَالَ اِنَّ الشَّيْطَانَ لَوْ تَرَكَ اَحَدًا لَتَرَكَ هٰذِهٖ۔[65]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن دینار رحمتہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ بازار جا رہا تھا کہ آپ ایک بچی کے پاس سے گزرے جو گانا گا رہی تھی تو آپ نے فرمایا: اگر شیطان کسی کو چھوڑتا تو اس لڑکی کو چھوڑ دیتا۔

---

65 (الادب المفرد ص ۲۷۴، سنن الکبریٰ ج ۱۰ ص ۲۲۳)

شیطان کے کندھوں پر شیطان کا سوار ہونا:

۱۱۔ رواہ أبو أمامة رضي الله عنه عن النبي عليه السلام أنه قال: "ما رفع أحد صوته بغناء إلا بعث الله له شيطانين على منكبيه يضربان بأعقابهما على صدره حتى يمسک"۔[66]

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا: جب بھی کوئی آدمی گانے کے لیے اپنی آواز بلند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس دو شیطانوں کو بھیج دیتا ہے، جو اس کے دونوں کندھوں پر بیٹھ کر اپنی ایڑیاں اس کے سینے پر اس وقت ہیں جب تک کہ وہ خاموش نہیں ہو جاتا۔

گانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے:

۱۲۔ عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الغناء ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء البقل-[67]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا! گانا دل میں اس طرح نفاق پیدا کرتا ہے جس طرح پانی سبزہ اگاتا ہے۔

گانا گانے اور سننے والے دونوں پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے:

۱۳۔ عن القاسم بن محمد أنه سئل عن الغناء فقال للسائل: أنهاک عنه وأكرهه لک فقال السائل: أحراء هو قال: أنظر يا إبن أخي إذا ميز الله تعالى الحق من الباطل في أيهما يجعل سبحانه الغناء وأخرجا عنه أيضا أنه قال: لعن الله تعالى المغني والمغنى له-[68]

---

66 تفسير روح البيان-موافق للمطبوع سورت الشوري ج8 ص252
67 الدر المنثور ج11 ص617
68 روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني ج21 ص68

حضرت قاسم بن محمد علیہ الرحمہ سے گانے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے سائل کو فرمایا کہ میں تمہیں اس (گانے) سے منع کرتا ہوں اور اسے تیرے لیے ناپسند کرتا ہوں تو سائل نے پوچھا کیا وہ (گانا) حرام ہے؟ آپ نے فرمایا: اسے بھیجتے! دیکھو جب اللہ تعالیٰ نے حق کو باطل سے الگ کر دیا تو گانے کو ان دونوں (حق و باطل) میں سے کس میں رکھے گا؟ نیز آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ گانے والے اور سننے والے پر لعنت فرماتا ہے۔

گانا شرم وحیاء کو ختم کر دیتا ہے:

۱۴۔عن أبي عثمان الليثي قال: قال يزيد بن الوليد الناقص: يا بني أمية أياكم و الغناء فانه ينقص الحياء ويزيد في الشهوة ويهدم المروءة وانه لينوب عن الخمر ويفعل مايفعل السكر فان كنتم لابد فاعلين فجنبوه النساء فان الغناء داعية الزنا۔69

حضرت ابو عثمان لیثی کا بیان ہے کہ یزید بن ولید ناقص علیہ الرحمہ نے فرمایا: اے بنو امیہ! تم گانے بجانے سے بچتے رہو، کیونکہ وہ شرم وحیاء کو گھٹاتا ہے، نفسانی خواہش کو بڑھاتا ہے، اچھے اخلاق کو ختم کرتا ہے، شراب کا نائب ہے اور جو حرکات وخرافات نشہ کی وجہ سے ہوتی ہیں وہی اس (گانے) سے ہوتی ہیں، اور اگر تم گانا گانے اور سننے کے گناہ میں پڑنا ہی چاہتے ہو تو اپنی عورتوں کو اس سے دور رکھو، کیونکہ گانا زنا کا محرک ہے۔

گانا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے:

۱۵۔وقال الضحاک الغناء منفدة للمال مسخطة للرب مفسدة للقلب۔[70]

69الدر المنثور ج11ص 619
70(روح المعاني ج21ص 68)

حضرت ضحاک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ گانا مال کے ضائع ہونے، رب تعالیٰ کی ناراضگی اور دل کے فساد و بگاڑ کا سبب ہے۔

ہمہ قسم کے آلات موسیقی کا بجانا اور سننا حرام ہے:

۱۸۔ عن عبد الله بن عمر أن النبي صلى الله عليه وسلم قال "إن الله حرم الخمر والميسر والكوبة والغبيراء وكل مسكر حرام-71

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلّم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے شراب، جوا، طبل (آلاتِ موسیقی) اور شراب غبیرا کو حرام کردیا ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

۱۹۔ عن ابن عباس رضى الله عنهما عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «إن الله حرم عليكم الخمر والميسر والكوبة». وقال: «كل مسكر حرام»-72

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلّم نے شراب سے منع فرمایا اور فرمایا کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

عن ابن عباس قال: الدف حرام والمعازف حرام والكوبة حرام والمزمار حرام-73

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ دف حرام ہے، (ہاتھوں سے بجائے جانے والے) آلاتِ موسیقی حرام ہیں، طبل حرام ہے اور بانسری حرام ہے۔

---

71 عون المعبود شرح سنن أبي داود لشمس الحق ابادي ج26 ص117
72 السنن الكبرى وفي ذيله الجوهر النقي ج10 ص213
73 السنن الكبرى وفي ذيله الجوهر النقي ج10 ص222

عن عبد الله بن عمرو : أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- نهى عن الخمر والميسر والكوبة والغبيراء وقال :«كل مسكر حرام» -74

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے شراب سے منع فرمایا اور فرمایا کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

عن عبد الله بن عمرو قال رسول الله صلى الله عليه و سلم من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار ثم قال إن الله ورسوله حرما الخمر و الميسر و الكوبة و الغبيراء -75

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا! جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا وہ اپنے آپ کو جہنم کے لیے تیار کرلے ، پھر آپ نے فرمایا ! کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے شراب ، جوا، طبل (آلاتِ موسیقی) اور غبیراء شراب کو حرام کر دیا ہے۔

گانے بجانے کی آواز فسق وفجور کا باعث ہے:

۲۱۔عن جابر رضي الله عنه قال قال: رسول الله صلى الله عليه وسلم: إنما نهيت عن النوح عن صوتين أحمقين فاجرين : صوت عند نغمة لعب ولهو ومزامير شيطان ، وصوت عند مصيبة خمش وجوه وشق جيوب ورنة شيطان-[76]

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا: مجھے ایسی دو آوازوں (کو سننے) سے منع کیا گیا ہے جن میں فسق وفجور ہے، ایک وہ آواز

---

74 السنن الكبرى وفي ذيله الجوهر النقي ج10 ص 221
75 سنن البيهقي الكبرى ج10 ص 221
76 إتحاف الخيرة المهرة كتاب المساجد ج2 ص 495

جو گانے بجانے اور مزامیر شیطان سے متعلق ہے، دوسری وہ آواز جو مصیبت کے وقت منہ نوچنے ، گریبان پھاڑنے اور شیطان کی چیخ وپکار سے متعلق ہے۔

بانسری کی آواز کی حکم:

۲۲۔ عن عبد الله بن عمر: عن نافعٍ قال: كنتُ مع ابنِ عمرَ في طريقٍ، فسمع مزمارًا، فوضع أصبعَيه في أذنيه، وناء عن الطريقِ إلى الجانب الآخرِ، ثم قال لي بعد أن بعُد: يا نافعُ !هل تسمع شيئًا؟! قلتُ: لا، فرفع أصبعيه من أذنيه، قال: كنتُ مع رسولِ اللهِ - صلى الله عليه وآله وسلم -، فسمع صوت يراعٍ، فصنع مثل ما صنعتُ، قال نافعٌ: فكنتُ - إذ ذاك - صغيرًا - [77]

حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک راستہ میں جارہا تھا تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مزمار (بانسری) کی آواز سنی تو انہوں نے اپنی دونوں انگلیاں کانوں میں ڈال لیں اور راستہ سے دوسری ہٹ گئے، پھر کچھ دور جانے کے بعد مجھ سے کہا اے نافع ! کیا تم کچھ سن رہے ہو؟ میں نے کہا نہیں، پھر آپ نے کانوں سے اپنی انگلیاں نکال لیں اور فرمایا کہ ایک بار میں رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم کے ساتھ تھا، تو آپ نے ایک چرواہے کی بانسری کی آواز سنی تو آپ نے اسی طرح کیا تھا جیسے میں نے کیا ہے، نافع کہتے ہیں کہ اس وقت میں چھوٹا تھا۔

گانے بجانے سے لطف اندوز ہونا کفرانِ نعمت ہے:

۲۳۔ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ : { اسْتِمَاعُ الْمَلَاهِي مَعْصِيَةٌ وَالْجُلُوسُ عَلَيْهَا فِسْقٌ وَالتَّلَذُّذُ بِهَا كُفْرٌ }- 78

---

77 الألباني (ت ١٤٢٠)، تخريج مشكاة المصابيح ٤٧٣٩ • إسناده حسن صحيح • شرح رواية أخرى

78 نيل الأوطار شرح منتقى الأخبار ج 12 ص 123

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا: گانے کی طرف کان لگانا گناہ ہے، وہاں بیٹھنا فسق ہے اور اس سے لطف اندوز ہونا کفر ہے، یعنی کفرانِ نعمت ہے۔

ملعون آوازیں:

۲۴۔ عن أنس بن مالک: وعائشه رضي الله عنهما ان النبي صلي الله عليه وسلم قال صوتانِ ملعونانِ في الدُّنيا والآخرةِ مزمارٌ عندَ نعمةٍ ورنَّةٌ عندَ مصيبةٍ-79

حضرت انس اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا کو دو آوازیں ایسی ہیں جو دنیا و آخرت میں ملعون ہیں، ایک آواز نعمت کے وقت آلاتِ موسیقی کی ہے اور دوسری آواز مصیبت کے وقت آہ وبکا اور نوحہ کی ہے۔

جو شخص گانا سنتے ہوئے مر جائے اس کی نماز جنازہ کا حکم:

۲۵۔ عن علی رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من مات و له قینة فلا تصلوا علیه۔80

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم نے فرمایا: جو شخص اس حالت میں مرا کہ اس کے پاس گانے والی عورت تھی (یعنی وہ شخص گانا سننے ہوئے مر گیا) تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھو۔

گانا سننے والا روحانیین کی آواز سننے سے محروم رہے گا:

۲۶۔ عن أبي موسى الأشعري: مَنِ استمعَ إلى صَوتِ غناءٍ، لم يؤذَنْ له أن يسمعَ الرُّوحانيِّينَ في الجنَّةِ- 81

79البزار (ت۲۹۲)، البحر الزخار المعروف بمسند البزار ۱۴/۶۲•لا نعلمه يروى عن أنس إلا بهذا الإسناد

80(كنز العمال ج15 ص222)

81الألباني (ت۱۴۲۰)، ضعيف الجامع ۵۴۰۹•ضعيف•أخرجه الحكيم الترمذي (۲/۸۷) باختلاف يسير

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا: جس شخص نے قصداً گانا سنا اسے جنت میں روحانیین کی (خوبصورت) آواز سننے کی اجازت نہیں ملے گی ، عرض کیا گیا: یارسول اللہ !روحانیین کون ہیں ؟ آپ نے فرمایا: وہ (جنت کے قاری)ہیں۔

گانا سننے والے کو قیامت کے دن سزا:

۲۷۔ عن أنس بن مالک: من قعد إلی قَیْنَةٍ یستمعُ منها صُبَّ في أُذُنیهِ الآنکُ یومَ القیامة[82]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی گانے والی عورت کے پاس بیٹھ کر گانا سنتا ہے، تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالے گا۔

گانے والوں کو عالم برزخ میں سزا:

۲۸۔ ملا معین الدین کاشفی الہروی علیہ الرحمتہ معراج النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے حوالے سے لکھتے ہیں:

فرمود کہ طائفہ دیگر دیدم کہ طبق ہائے آتشیں بر سینہائی ایشاں نہادہ بودند و رویہائی ایشاں سیاہ وچشمائی ارزق و جامہائی قطران سیاہ پوشید فرشتگاں عذاب بہ عمودہائی آتشین میزدند جبریل گفت ایں ہا مطرباںند۔[83]

82الدارقطني (ت ۳۸۵)، تهذيب التهذيب ۷/۷۷•مرفوع لا يثبت •أخرجه ابن حزم في «المحلى» (۹/۵۷)، و ابن عساكر في «تاريخ دمشق» (۵۱/۲۶۳) باختلاف يسير.

83(معارج النبوت رکن سوم ص 110)

حضور صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم نے فرمایا کہ (سفر معراج میں) میں نے ایک گروہ کو دیکھا کہ ان کے سینوں پر آگ کے طبق رکھے ہوئے تھے، ان کے چہرے سیاہ تھے، ان کی آنکھیں نیلی تھی، سیاہ تارکول کے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور عذاب کے فرشتے انہیں آگ کے گرزوں سے مار رہے تھے، حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا (اے اللہ کے رسول) یہ لوگ گلوکار (گانے بجانے والے) ہیں۔

ف: حضور سرور کونین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم نے سفر معراج میں یہ **معذب** گروہ عالم برزخ میں ملاحظہ فرمایا جس کی آپ نے خبر دی۔

نوٹ: موت سے لے کر قیامت تک کر عرصہ کو عالم برزخ کہا جاتا ہے اور عالم برزخ کا زمانہ کس قدر طویل ہے، اس کی مقدار کو اللہ تعالٰی بہتر جانتا ہے۔ بہر حال حدیث طیبہ کے مطابق گانے بجانے والوں کو موت کے فوراً بعد عذاب شروع ہو جاتا ہے جو قیامت تک رہے گا اور اس کے بعد جو عذاب ہو گا وہ اس کے علاوہ ہو گا۔ گانے والوں کو اس سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

گانے بجانے والوں کی کمائی حرام ہے:

۲۹۔ **عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: بعثت بكسر المزامير، ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كسب المغني والمغنية حرام، وكسب الزانية سحت، وحق على الله أن لا يدخل الجنة بدنا نبت من السحت۔**[84]

حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم نے فرمایا: مجھے آلاتِ موسیقی کے توڑنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔ پھر رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم نے فرمایا کہ گانے والے مرد اور گانے والی عورت کی کمائی حرام ہے اور زانیہ کی

---

[84] کنز العمال ج30 ص27

کمائی حرام ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے کہ حرام مال سے پلنے والے بدن کو جنت میں داخل نہیں کرے گا۔

مقصد بعثت محمدی:

۳۰۔ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثنی اللہ تعالیٰ ھدی ورحمة للعالمین وبعثنی لامحق المزامیر والمعارف وامر الجاھلیة والاوثان۔[85]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام جہانوں کے لیے باعث ہدایت ورحمت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے اس لیے بھیجا ہے تاکہ میں منہ سے بجائے جانے والے اور ہاتھ سے بجائے جانے والے (ہر قسم کے) آلاتِ موسیقی، امور جاہلیت اور بُتوں کو مٹادوں۔

واقعہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ:

۳۱۔ امام الائمہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مرتبہ کسی باغ میں چہل قدمی کے لیے تشریف لے گئے اور جب وہاں سے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ واپس آئے تو راستہ میں امام ابن ابی لیلیٰ جو مشہور قاضی بھی ہیں، مل گئے۔ یہ دونوں بزرگ ساتھ ساتھ چلتے رہے، آگے ان دونوں کا گزر ایسی عورتوں کے پاس ہوا جو گانا گا رہی تھیں، اور انہیں دیکھتے ہی خاموش ہوگئیں، امام ابو حنیفہ علیہ الرحمتہ نے ان عورتوں سے ارشاد فرمایا "احسنتن" (تم نے اچھا کیا) تھوڑی دور چل کر یہ دونوں بزرگ الگ الگ ہوگئے۔ کچھ دنوں بعد قاضی ابن ابی لیلیٰ علیہ الرحمتہ کی شہادت کی ضرورت تھی، چناچہ امام صاحب علیہ الرحمتہ نے ان کی گواہی رد کر دی اور کہا کہ آپ نے گانے والیوں سے کہا تھا:

---

[85] (کنز العمال 11ص 445)

"**احسنتن**"(تم نے اچھا کیا) اس طرح آپ نے گانے والیوں کی حوصلہ افزائی اور گانے بجانے کی حمایت کی تھی جو سراسر فاسقانہ فعل ہے اور فاسق کی شہادت قابلِ قبول نہیں۔

امام ابو حنیفہ علیہ الرحمتہ نے فرمایا: میں نے ان سے یہ کب کہا تھا؟ اس وقت جب وہ گا رہی تھیں یا اس وقت جب وہ خاموش ہو گئی تھیں ؟ قاضی صاحب نے کہا اس وقت جب وہ خاموش ہو چکی تھیں۔ امام صاحب نے فرمایا: میں نے ان سے یہی کہا تھا کہ "**احسنتن بالسکوت**"(تم نے خاموش ہو کر اور گانا باجا چھوڑ کر اچھا کیا)۔ [86]

مذکورہ واقعہ سے معلوم ہوا کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ الرحتہ گانے بجانے کو ناجائز سمجھتے تھے ،(جس کی تصریح علامہ آلوسی علیہ الرحمتہ نے بھی ائمہ اربعہ کے حوالے سے کر دی ہے) نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ امام بن ابی لیلیٰ علیہ الرحمتہ بھی گانے بجانے کو حرام اور گناہ سمجھتے تھے اور قاضی ہونے کے ناتے کسی ایسے شخص کی شہادت قبول نہیں کرتے تھے جو گانا، گانا تو کجا اس کی حمایت ہی کرتا ہو۔

گانے بجانے والوں کی گواہی قابلِ قبول نہیں:

۳۲۔ولا من یغنی للناس لانہ یجمع الناس علی ارتکاب کبیرۃ۔ [87]

ترجمہ: اور گانے بجانے والے کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی کیونکہ وہ لوگوں کو گناہ کبیرہ کے ارتکاب کے لیے اکٹھا کرتا ہے۔

۳۳۔ولا شہادۃ صاحب الغنا الذی یخازن علیھم ویجمعھم۔ [88]

86(اسلام اور موسیقی ص ۲۷۰ بحوالہ حموی شرح الاشباہ و النظائر)
87(ھدایۃ اخیرین ص ۱۶۱)
88(المبسوط ج ۱۶ ص ۱۳۲)

ترجمہ: اور اس گانے والے کی گواہی قبول نہیں ہے جس کے پاس لوگ اکٹھے ہوتے ہوں اور وہ لوگوں کو اکٹھا کرتا ہو۔

ہر قسم کی لغویات سے دُور رہنے والوں کے لیے اجر:

۳۴۔عن کعب قال إن فیما أنزل اللہ عز وجل علی موسی إنا أنزلنا الحق لنبطل بہ الباطل ونبطل بہ اللعب والمزامیر والکنارات والشعر والخمر فأقسم ربی عز وجل لا یترکھا عبد خشیۃ منی إلا سقیتہ من حیاض القدس۔[89]

ترجمہ: حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو کچھ نازل فرمایا اس میں یہ بھی تھا، (اے موسیٰ) ہم نے (آپ پر) حق کو نازل کیا تاکہ ہم اس (حق) کے ذریعہ باطل کو مٹادیں اور اس کے ذریعہ فضول کھیل، آلاتِ موسیقی، طنبور، (بُرے) شعر اور شراب کو مٹادیں۔ سو میرے پروردگار نے قسم کھا کر کہا کہ جس شخص نے میرے خوف کی وجہ سے ان چیزوں کو چھوڑ دیا تو میں اس کو پاکیزہ حوضوں سے پانی پلاؤں گا۔

قیامت کے دن آلاتِ موسیقی سے دُور رہنے والوں کا مقام:

۳۵۔إذا کان یوم القیامۃ قال اللہ عز وجل: أین الذین کانوا ینزھون أسماعھم وأبصارھم عن مزامیر الشیطان؟ میزوھم، فیمیزون في کتب المسک والعنبر، ثم یقول للملائکۃ: أسمعوھم تسبیحي وتمجیدي، فیسمعون بأصوات لم یسمع السامعون بمثلھا قط. (الدیلمي عن جابر)۔[90]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا! کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ وہ لوگ کہاں ہیں جو اپنے کانوں اور اپنی

---

89 (السنن الکبری وفي ذیلہ الجوھر النقي ج10 ص 222)

90 کنز العمال ج۳۰ ص۲۳۔

آنکھوں کو مزامیر شیطان (آلاتِ موسیقی) سے دور رکھتے تھے، سو انہیں ساری جماعتوں سے الگ کردو، تو (فرشتے) انہیں الگ مشک وعنبر کے ٹیلوں پر بٹھادیں گے، پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرمائے گا کہ ان کو میری تسبیح وتمجید کے (پاک نغمے) سناؤ پھر فرشتے انہیں ایسی (خُوبصورت) آوازیں سنائیں گے کہ سننے والوں نے ایسی خُوبصورت آوازیں کبھی نہ سنی ہوں گی۔

٣٦۔ عن أبی ھریرۃ عند الاصبھانی مرفوعا ان اللہ تعالی لیوصی إلی شجرۃ الجنۃ ان اسمعي عبادی الذین شغلوا أنفسھم عن المعازف والمزامیر بذکری فیسمعھم بأصوات ما سمع الخلائق مثلھا قط بالتسبیح والتقدیس۔[91]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جنّت کے درخت کو فرمائے گا کہ میرے وہ بندے جنہوں نے گانوں کو چھوڑ کر اپنے آپ کو میرے ذکر میں مشغول رکھا ان کو ایسی آوازوں اور ترنم میں تسبیح وتقدس سناؤ کہ مخلوقات میں سے کسی نے بھی ایسی آواز نہ سنی ہو۔

جنّت اور موسیقی:

٣٧۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ (الروم: ١٥)

ترجمہ: تو وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے باغ کی کیاری میں اُن کی خاطر داری ہو گی۔

لفظ "یحبرون" حبور سے مشتق ہے اور حبور ایسی مسرت وفرحت اور خوشی کو کہتے ہیں جس کے ساتھ عزت واکرام بھی ہو اور اس لفظ کے عموم میں ہر قسم کی خوشی وراحت اور انعام واکرام داخل ہے جو جنت میں حاصل ہو گا۔ چونکہ جنت میں مؤمن کے لیئے موسیقی بھی خوشی ومسرت کا باعث ہو گی، اسی بنا پر لفظ کے "یحبرون" عموم سے وہ بھی اس میں داخل ہے۔

---

91 التفسیر المظھری۔موافقا للمطبوع ج1 ص 2997 سورۃ الروم

۳۸۔علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

عن الاخیر انہ قال قیل یارسول ماالحبر ؟فقال علیہ الصلوۃ والسلام اللذۃ والسماع۔[92]

ترجمہ: رسول اللہ صَلّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی بارگاہ میں عرض کیا گیا کہ حبر سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہر قسم کی خوشی ومسرت سے لطف اندوز ہونا اور گانے سننا۔

۳۹۔وقال الاوزاعی ووکیع ویحیی بن ابن کثیر یسمعون الاغانی۔[93]

ترجمہ: حضرت اوزاعی، وکیع اور یحیٰی بن ابی کثیر رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ (لفظ یحبرون سے مراد یہ ہے کہ) جنتی لوگ جنّت، میں گانے سنیں گے۔

۴۰۔ حضرت قاضی ثناءُاللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

عن ابی امامۃ عن النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلّم قال مامن عبد یدخل الا ان تجلس عندہ راسہ وعند در جلیلہ ثنتان من الحور العین تغنیان باحسن صوت ماسمعہ الانس والجن ولیس بمزما الشیطان ولکن بتحمید اللہ وتقدیسہ۔[94]

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بندہ (مومن) جب جنّت میں داخل ہو گا تو دو حوریں اس کے سر اور پاؤں کے پاس بیٹھ کر ایسی خُوبصورت آواز میں گانا گائیں گی جس کو نہ کسی انسان نے سنا ہو گا اور نہ کسی جن نے اور وہ شیطانی موسیقی نہ ہو گی، بلک اس نغمہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد و تقدیس ہو گی۔

حضرت سعید بن جبیر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تم ہم سے سوال کرو کیونکہ تم ہم سے کسی ایسی چیز کا سوال نہیں کرو گے مگر ہم نے اس کے

---

92 (روح المعانی ج ۲۱ ص ۲۶)
93 (روح المعانی ج ۲۱ ص ۲۶)
94 (مظھری ج ۷ ص ۲۲۶)

بارے میں پوچھ رکھا ہے۔ تو ایک شخص نے عرض کیا: کیا جنّت میں نغمہ سرائی ہو گی؟ آپ نے فرمایا: کستوری کے کوزے ہوں گے جس کے پاس لڑکیاں ہوں گی جو اللہ تعالیٰ عزوجل کی ایسی آواز میں بزرگی بیان کریں گی کہ ان کی مثل کانوں نے کبھی نہیں سنی ہو گی۔[95]

معلوم ہوا کہ جنت میں موسیقی ہو گی مگر اس میں واہیات قسم کے گانے اور نغمے نہیں ہوں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء فرشتوں، حوروں، درختوں، اور لڑکیوں وغیرہ کی خوبصورت ترین آوازوں میں سنائی جائے گی جو جنتیوں کی مزید خوشی ومسرت اور انعام واکرام کا باعث ہو گی۔ مگر جو لوگ دنیا میں گانے بجانے سے محفوظ ہوتے رہے اور جن کا اوڑھنا بچھونا گانا بجانا ہی رہا وہ جنت کے پاکیزہ نغموں کی خوبصورت آوازوں کے سننے سے محروم رہیں گے۔

عورت کے پہنے ہوئے زیورات کی آواز کا حکم:

۴۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ (النور ۳۱)

ترجمہ: اور زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگار۔

آیت کی ابتداء میں عورتوں کو اپنی زیب وزینت غیر محرموں پر ظاہر کرنے سے منع فرمایا گیا تھا اور آخر میں اس کی مزید تالید کی گئی ہے کہ مواضع زینت سر اور سینہ وغیرہ کا چھپانا تو واجب ہی ہے مگر اپنی پوشیدہ زینت کا اظہار بھی خواہ کسی ذریعہ سے ہو جائز نہیں۔ یاد رہے کہ زیور کے اندر کوئی چیز ایسی ڈالی جائے جس سے وہ بجنے لگے یا زیورات آپس میں ایک دوسرے کے ٹکرا کر آوازیں یا زیورات سے

---

95 (جنت کے حسین مناظر ص ۳۲۰)

آراستہ (پازیب وغیرہ پہن کر) پاؤں پر اس طرح زور سے مارے جائیں جس سے ان کی آواز غیر محرم سنیں، یہ سب چیزیں اس آیت کی رو سے جائز نہیں ہیں۔

چناچہ اسی بناپر فقہاء ومفسرین کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ جب زیور کی آواز اس آیت کی رو سے غیر محرموں کو سنانا جائز نہیں تو خود عورت کی آواز کا سنانا بدرجۂ اولیٰ ناجائز ہے،(اسی لیے عورت کی آواز کو ان حضرات نے ستر قرار دیا ہے)۔

عورت کی آواز کا حکم:

۴۲۔ علامہ ابو بکر جصاص علیہ الرحمتہ لکھتے ہیں:

وفي الآية دلالة على أن المرأة منهية عن رفع صوتها بالكلام بحيث يسمع ذلك الأجانب إذا كان صوتها أقرب إلى الفتنة من صوت خلخالها . ولذلك كره أصحابنا أذان النساء لأنه يحتاج فيه إلى رفع الصوت, والمرأةُ منهية عن ذلك۔[96]

ترجمہ: اور (عورت کو غیر محرم کے لیے) زیورات کی آواز کے اظہار سے منع کیا جانا) اس امر کی دلیل ہے کہ دورانِ گفتگو عورت کا اس قدر آواز بلند کرنا منع ہے جس کو غیر محرم مرد سن لیں، کیونکہ عورت کی اپنی آواز، اس کے زیورات کی آواز کی نسبت فتنہ میں زیادہ مبتلا کرنے والی ہے، یہی وجہ ہے کہ ہمارے اصحاب نے عورت کے اذان دینے کو مکروہ قرار دیا ہے کیونکہ اس میں بلند آواز کی ضرورت ہوتی ہے اور عورت کو آواز بلند کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

۴۳۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمتہ لکھتے ہیں:

قال البيضاوي وهو ابلغ من النهى عن إبداء الزينة وادل على المنع من رفع الصوت لها ولذا صرح في النوازل بان نغمة المرأة عورة وبنى عليها ان تعلمها القرآن من المرأة أحب اليّ

[96] تفسير آيات الأحكام ج1 ص376

لأن نغمتها عورة و لذا قال عليه السّلام التسبيح للرجال و التصفيق للنساء - متفق عليه من حديث سهل بن سعد فلا يحسن ان يسمعها الرجل قال ابن همام وعلى هذا لو قيل إذا جهرت المرأة بالقراءة في الصلاة فسدت كان متجها - و لذا منعها عليه السلام من التسبيح بالصوت لاعلام الامام بسهوه إلى التصفيق -97

ترجمہ: بیضاوی نے کہا کہ عورت کو زینت کے اظہار تاکیداً منع کیا گیا ہے اور یہ اس بات کی قوی دلیل ہے کہ عورت کو اپنی آواز بلند کرنا سخت منع ہے، اسی لیے نوازل میں تصریح کی گئی ہے کہ عورت کی آواز پردہ ہے اسی بناء پر عورت کا عورت سے قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرنا زیادہ بہتر ہے۔ (سوائے مجبوری کے) کیونکہ اس کی آواز پردہ ہے۔ اسی لیے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ (دورانِ نماز آگے گزرنے والے کو) مرد سبحان اللہ کہہ کر اور عورت ہاتھ کی پشت پر ہاتھ مار کر آگاہ کرے۔

اور سہل بن سعد فرماتے ہیں کہ مرد کے لیے عورت کی آواز سننا اچھا نہیں ہے۔ اور ابن ہمام نے کہا کہ اگر یہ کہا جائے کہ عورت جب بلند آواز سے قرأت کرے گی تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی تو بالکل درست ہے اور اسی لیے کہ امام کے بھول جانے پر اس کو آگاہ کرنے کے لیے عورت کے سبحان اللہ کہنے سے حضور علیہ السلام نے منع فرمایا بلکہ وہ ایک ہاتھ کی پشت پر دوسرا ہاتھ مار کر امام کو متنبہ کرے۔

۴۴۔ عن ابي هريرة عن النبي صلي الله عليه وسلم التصفيق للنساء والتسبيح للرجال۔[98]

---

97 التفسير المظهری۔موافقا للمطبوع سورة النور ج1 ص2713

98(صحیح بخاری ج ١ ص ١٦٠، صحیح مسلم، ج ١ ص ١٨٠، سنن ابو داؤد ج ١ ص ١٣٦)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا:(نماز میں امام کے بھول جانے پر اس کو متنبہ کرنے کے لیے یا دوران نماز آگے گزرنے والے کو آگاہ کرنے کے لیے یا دوران نماز کسی اور معاملہ کے پیش آنے پر خبر دار کرنے کے لیے)عورتیں ہاتھ کی پشت پر ہاتھ ماریں اور مرد سبحان اللہ کہیں۔

۴۵۔ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمتہ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لا صوتهن عورة۔[99]

ترجمہ: یعنی عورت کو ہاتھ کی پشت پر ہاتھ مارنے کا حکم اس لیے دیا گیا ہے کہ اس کی آواز پردہ ہے۔

۴۶۔ حضرت علامہ عینی حنفی علیہ الرحمتہ لکھتے ہیں:

شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عورت کے سبحان اللہ کہنے کو اسی لیے ناپسند فرمایا کہ اس کی آواز (باعث) فتنہ ہے، اس لیے اس کو اذان دینے، امامت اور نماز میں بلند آواز کے ساتھ قرآن مجید پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔[100]

تفصیلی گفتگو کا ماحصل:

مذکورہ مدلل و مفصل گفتگو کا ماحصل یہ ہے کہ عورت اپنے پاؤں زمین پر اس قدر زور سے نہ مارے جس سے اس کے پہنے ہوئے زیورات کی آواز غیر محرم مرد سن لیں۔ عورت کی آواز پردہ اور فتنہ ہونے کے باعث اس کو اس قدر بلند کرنا جائز نہیں جس سے وہ آواز غیر محرم مرد کے کان میں

99(مرقات ج۳ص ۷۳)
100(عمدۃالقاری ج۷ص ۲۷۹)

پہنچے۔ اسی بنا پر عورت کے لیے اذان دینا، نماز میں بلند آواز سے قرأت کرنا جائز نہیں۔ دوران نماز کسی بھی حادثہ کے پیش آنے کی صورت میں خبر دار کرنے کے لیے سبحان اللہ کہنا جائز نہیں بلکہ ہاتھ کی پشت پر ہاتھ مار کر آگاہ کرے۔ قرآن پاک کی تلاوت کرتے وقت آواز اتنی بلند نہ کرے کہ غیر محرم مرد سن لیں۔ گھر کی چار دیواری میں بھی عورت اپنی آواز اس قدر بلند نہ کرے جو اجنبی مرد کے کان میں پڑے۔ اگر غیر محرم مرد سے گفتگو کرنا پڑے تو آواز میں نرمی اور لچک بالکل نہ ہو (تاکہ بیمار دل اس کی طرف راغب و مائل نہ ہو) بلکہ آواز میں وقار اور لہجہ میں کرختگی ہو۔ قرآن کریم اور دیگر علوم و فنون کی تعلیم بھی غیر محرم مرد سے حاصل نہ کی جائے۔ (چناچہ مشاہدات اس بات کے گواہ ہیں کہ جو لڑکیاں غیر محرم مرد سے تعلیم حاصل کرتی ہیں (الّا ماشاء اللہ) اس کے نتائج بھیانک ہوتے ہیں) البتہ مجبوری کی حالت مستثنیٰ ہے۔

چنانچہ اس سے یہ مسئلہ واضع ہو گیا کہ مردوں کی محفل میں یا مخلوط محفل میں یا ریڈیو، ٹی وی میں عورت کا قرآن پاک کی تلاوت کرنا، حمد و نعت پڑھنا اور وعظ و تقریر کرنا جائز نہیں ہے، آڈیو اور ویڈیو کیسٹس میں ان کا ریکارڈ کرنا اور کرانا بھی جائز نہیں ہے، کیونکہ آواز خواہ ریکارڈ شدہ ہو یا براہ راست سنی جائے بحیثیت آواز کے اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اور اگر خالصتاً اور عورتوں کی محفل ہو تو اس میں عورت کا تلاوت کرنا، حمد و نعت پڑھنا اور وعظ و تقریر کرنا جائز ہے بلکہ مستحسن ہے۔

ذرا غور کریں کہ شریعت نے عورت کی عزت و ناموس کے تحفظ اور اس کے تقدس و وقار کے قیام و بقا کی خاطر اس کے پردہ کا اس قدر اہتمام کیا ہے کہ اس کے پہنے ہوئے زیورات کی آواز اور قرآن پاک، حمد و نعت اور وعظ و تقریر (جو مستحسن امور ہیں) کی آواز بھی غیر محرم مرد کے کان میں نہ پڑے، تو جو خواتین رزق برق بھڑکیلے، چست و نیم عریاں لباس میں ملبوس، زیورات سے خوب

آراستہ، چہار طرف پھیلی ہوئی خوشبو سے معطع اور گھنگھروؤں کی جھنکار میں دلکش اداؤں کے ساتھ رقص وسرود کی محفل میں اپنی سریلی ودل آویز آواز میں اپنے فن کا مظاہرہ کرکے سامعین وناظرین کی ہوسناک نگاہوں کا مرکز بن کر داد عیش وصول کرتی ہیں ان کا انجام کیا ہوگا؟

مرد کی آواز میں عورت کا گانا سننا:

۴۷۔ عن (أنس بن مالک) قال کان رسول الله في سفر و کان معه غلام له أسود یقال له أنجشة یحدوا فقال له رسول الله ویلک یا أنجشة رویدک بالقواریر۔[101]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ایک سفر میں تھے اور آپ کے ساتھ ایک سیاہ فام غلام تھا جس کا نام انجشہ تھا اور وہ حدی خوانی کر رہا تھا تو رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا: اے انجشہ تمہارا بھلا ہو، کچی شیشیوں کو چھوڑ دو۔

نوٹ: اونٹ کو تیز چلانے کے لیے جو گانا گایا جاتا ہے اسے حدی کہا جاتا ہے اور اون؟ٹ کی خصوصیت یہ ہے کہ خوش الحانی سے مست ہو جاتا ہے اور خوب چلتا ہے۔

۴۸۔ عن أنس بن مالک: کان للنَّبيِّ ﷺ حادٍ یُقالُ له: أنجشَةُو کان حسَنَ الصَّوتِ فقال له رسولُ اللهِ ﷺ: (رُوَیْدَک یاأنجشةُلا تکسِرِ القواریرَ) قال قتادةُ:یعني ضَعَفةَالنِّساءِ۔[102]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کا ایک حدی خواں تھا جسے انجشہ کہا جاتا تھا اور وہ خوش آواز تھا، تو نبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ

---

[101] عمدة القاري شرح صحیح البخاري ج32ص 373

[102] ابن حبان (ت ٣٥٤)، صحیح ابن حبان ٥٨٠١• أخرجه في صحیحه• شرح روایة أخری

واصحابہ وَسلَّم نے اسے فرمایااے انجشہ چھوڑ دو کچی شیشیاں نہ توڑو۔ قتادہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد کمزور دل عورتیں ہیں۔

یعنی اے انجشہ! جس طرح شیشیاں معمولی چوٹ سے ٹوٹ جاتی ہیں اس طرح عورتوں کے دل بہت نازک ہوتے ہیں اور ان کے دل کسی بھی چیز کا بہت جلد اثر قبول کرتے ہیں، تم چونکہ خوش الحان ہو اسی لیے گانا چھوڑ دو، ایسانہ ہو کہ یہ عورتیں تمہاری آواز سن کر فتنہ میں مبتلا ہو جائیں۔

نوٹ: حدی پڑھنا اگرچہ شرعاً جائز ہے مگر اس میں محرمات و منکرات سے پرہیز لازمی ہے ،چناچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کسی کو حدی پڑھتے ہوئے سنتے تو اس سے فرماتے کہ حدی میں عورتوں کا ذکر کنایتاً بھی نہ کرنا۔

مذکورہ احادیث کی روشنی میں یہ مسئلہ واضح ہو گیا کہ جس طرح عورت کی آواز میں مرد کا گانا سننا جائز نہیں، اسی طرح مرد کی آواز میں عورت کا گانا سننا بھی جائز نہیں اگرچہ گانے کا مضمون اچھا ہو، اگرچہ عورت پردہ کی اوٹ میں ہو، جیسا کہ صحابیات اونٹوں کے ہودج میں ہونے کی وجہ سے پردہ کی اوٹ میں تھیں اور حضرات انجشہ رضی اللہ عنہ حدی خوانی کررہے تھے۔ مگر چونکہ حضرت انجشہ کی حدی خوانی کی آواز صحابیات تک پہنچ رہی تھی اسی لیے نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ان کو حدی خوانی سے منع فرمادیا۔

یادرہے کہ ریڈیو، ٹی وی، آڈیو کیسٹس کے ذریعہ بھی گانا سننا جائز نہیں ہے۔

اور یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ جس طرح عورت کی آواز مرد کے لیے کشش اور نفس کو برانگیختہ کرنے کا باعث ہوتی ہے، اسی طرح مرد کی خوش الحانی بھی عورت کے لیے جاذیت اور غیر معمولی سرعت سے عشق و محبت کا سبب ہوتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ عشق و محبت کی جو داستانیں منظر عام پر آتی ہیں ان میں زیادہ تر دخل آواز کا ہوتا ہے۔

اسی لیے شریعت نے وہ راستہ ہی بند کر دیا جس سے معاشقانہ فتنوں اور برائیوں کے رونما ہونے کا اندیشہ اور خطرہ تھا۔

البتہ پردہ کی اوٹ میں مرد کی آواز میں عورتیں قرآن پاک کی تلاوت، حمد باری تعالیٰ نعت رسول صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اور وعظ و تقریر سن سکتی ہیں کیونکہ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت و لگاؤ، نیکیوں میں فرق و شوق، برائیوں سے نفرت اور موت و آخرت کی یاد کا سبب بنتی ہیں اور مزید اچھے نتائج و ثمرات مرتب ہوتے ہیں۔

گانے بجانے کی آواز اچانک کان میں پڑ جانے کا حکم:

۴۹۔ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمتہ فتاویٰ قاضی خاں کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

اما استماع صوت الملاهی کالضرب بالقیب وغیر ذلک حرام و معصیة لقوله علیه الصلوة والسلام استماع الملاهی معصیة والجلوس علیها فسوق والتلذذ بها من الکفر انما قال ذالک علی وجه التشدید وان سمع بغتة فلا اثم علیه ویجب ان یجتهد کل الجهد حتی لا یسمع لماروی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم ادخل اصبعیه فی اذنیه۔[103]

ترجمہ: شاخ کی طرح گانے بجانے کے آلاتِ کی آواز کو سننا حرام اور گناہ ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: گانے بجانے کے آلات کو سننا گناہ ہے، وہاں بیٹھنا فسق ہے اور اس سے لطف اندوز ہونا کفر (کی علامات) میں سے ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ قول بطور تشدید فرمایا ہے، اگر کسی شخص نے اچانک یہ آواز سن لے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے، اور اس پر واجب ہے کہ نہ سننے

---

[103] (مرقات ج3ص 538)

کی پوری کوشش کرے، کیونکہ روایت ہے کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لی تھیں۔

۵۰۔علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں:

وان سمع بغتة يكون معذورا ويجب ان يجتهد ان لا يسمع۔[104]

ترجمہ: اور اگر (گانے بجانے اور آلاتِ موسیقی کی آواز کو) اچانک سن لیا تو معذور ہے، اور اس پر واجب ہے کہ نہ سننے کی پوری کوشش کرے۔

گھنٹی، گھنگھرو، پازیب اور جھانجھن کی آواز کی نحوست:

۵۱۔ عن أبي هريرة أن رسول الله {صلى الله عليه وسلم} قال الجرس مزامير الشيطان۔[105]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا: گھنٹی شیطان کی بانسریاں ہیں۔

۵۲۔ (حديث أبي هريرة في صحيح مسلم) أن النبي - صلى الله عليه وسلم - قال: لا تصحب الملائكة رفقة فيها كلب ولا جرس۔[106]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا: فرشتے ان مسافروں کے ساتھ نہیں ہوتے جن کے ساتھ کتا یا گھنٹی ہو۔

۵۳۔ عن أم حبيبة قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول إن الملائكة لا تصحب رفقة فيها جرس۔[107]

---

[104] (ردالمختار ج5ص279)

105 الجمع بين الصحيحين البخاري ومسلم ج3ص223

106 الضياء اللامع من صحيح الكتب الستة وصحيح الجامع ج2ص 113

107 مصنف عبدالرزاق ج10ص459

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس جماعت (اور مسافروں) کے ساتھ گھنٹی ہو اس میں فرشتے نہیں ہوتے۔

۵۴۔عن أنس لا تصحب الملائكة رفقة فيها جرس و لا بيتا فيه جرس۔[108]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جن مسافروں کے ساتھ گھنٹی ہو اور جس گھر میں گھنٹی ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

۵۵۔عن ابن الزبير: "أنَّ مولاةً لهم ذهبَتْ بِابْنَةِ الزبيرِ إلى عمرَ بنِ الخطابِ وفي رجلِها أجراسٌ، فقطعَها عمرُ وقال: سمعتُ رسولَ اللّهِ صلى اللّهُ عليه وسلم يقولُ: مع كلِّ جرسٍ شيطانٌ"۔[109]

ترجمہ: حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی ایک آزاد شدہ لونڈی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹی کو لے گئی اور اس (بچی) کے پاؤں میں جھانجھن تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس (بچی کے جھانجھن) کو کاٹ دیا اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر جھانجھ کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔

۵۶۔بنانة مولاة عبد الرحمن بن حسان الأنصاري -رحمها الله-: كانت عند عائشة، إذ دُخِلَ عليها بجارية وعليها جَلاجِلُ يُصَوِّتْنَ، فقالت: لا تُدْخِلْنَها عَلَيَّ إلا أَن تُقَطِّعْنَ جلاجِلها، وقالت: سمعتُ رسولَ الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: لا تدخل الملائكة بيتاً فيه جَرس۔[110]

---

108 كنز العمال في سنن الأقوال و الأفعال ج ٦ ص ١٠٩٨
109 مصابيح السنة باب الخاتم ج٣ ص ٢٠٩
110 جامع الأصول في أحاديث الرسول ج4 ص731

ترجمہ: حضرت بنانہ جو حضرت عبد الرحمٰن بن حیان انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں کہ آپ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما) کے پاس ایک بچی لائی گئی جس پر جھانجھن تھے جن سے (چھن چھن کی) آواز آرہی تھی تو آپ نے فرمایا کہ اس (بچی) کو میرے پاس نہ لاؤ، سوائے اس صورت کے کہ اس کے جھانجھن کاٹ دیئے جائیں، میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس گھر میں جھانجھن ہوں اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

۵۷۔ هشام بن عروة قال دخلت جارية على عائشة وفي رجلها جلاجل في الخلخال فقالت عائشة أخرجوا عني مفرقة الملائكة۔[111]

ترجمہ: حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کے پاس ایک لڑکی آئی اور س کے پاؤں میں پازیب کی (جھنکار کی) آواز آرہی تھی تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہمانے فرمایا کہ فرشتوں کو ہٹانے والی (اس لڑکی) کو مجھ سے دُور کرو۔

۵۸۔ عَنْ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم , قَالَ : لاَ تَصْحَبُ الْمَلاَئِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا جُلْجُلٌ۔[112]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بنی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا کہ اس قافلہ (اور جماعت) کے ساتھ فرشتے نہیں ہوتے جس کے ساتھ گھنگھر و ہوں۔

مذکورہ احادیث طیبہ کی روشنی میں یہ بات واضع ہو گئی کہ جہاں گھنٹیاں بج رہی ہوں، گھنگھرو، پازیب وپائل اور جھانجھن وغیرہ کی جھنکار ہو وہاں (ان کی آواز کی نحوست کی وجہ سے) رحمت و استغفار والے فرشتے نہیں آتے اور جہاں اس طبقہ کے فرشتے نہیں آتے وہاں خیر و بھلائی نہیں ہوتی۔

---

111 مصنف عبد الرزاق باب الاجراس ج10 ص459
112 المسند الجامع الباب 05 ج24 ص214

حقیقت یہ ہے کہ آلاتِ موسیقی میں گھنٹیوں، گھنگھروؤں، پائل اور جھانجھن وغیرہ کی جھنکار اور چھن چھن بدرجہ اُتم موجود ہے۔

آلاتِ موسیقی کی حرمت پر احادیث صحیحہ بکثرت وارد ہیں اور اس پر شدید وعیدیں مذکورہ ہیں جو آلاتِ موسیقی بدرجہ اولیٰ فرشتوں کی آمد سے مانع ہیں۔ اور کوئی مقام و جگہ ایسی نہیں جو آلاتِ موسیقی کے منحوس وجود سے خالی ہو، اور چونکہ گانا اور آلاتِ موسیقی لازم وملزوم ہیں لہٰذا نتیجتاً ثابت ہوا کہ جہاں گانا بجانا ہو گا وہ مقام و جگہ رحمت اور استغفار کرنے والے فرشتوں سے محروم ہو گی۔

مسئلہ: عورت کو ہر وہ زیور نہیں پہننا چاہیے جس سے چھن چھن کی آواز پیدا ہو اور بعض لوگ معصوم بچوں کے ہاتھوں، پاؤں اور گردنوں میں ایسے زیورات پہناتے ہیں جن سے چھن چھن کی آواز پیدا کرتی ہے، جائز نہیں ہے اور پہنانے والے گناہ گار ہوں گے۔

جانوروں کی گردنوں میں گھنٹی، گھنگھرو باندھنے کا حکم:

۵۹۔عن خالد بن معدان، قال: مروا على النبي صلى الله عليه وسلم بناقة في عنقها جرس، قال: هذه مطية شيطان۔[113]

ترجمہ: حضرت خالد بن معدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے پاس سے ایک اونٹنی لے کر گزرے جس کی گردن میں گھنٹی تھی تو آپ نے فرمایا: یہ شیطان کی سواری ہے۔

[113] مصنف ابن أبي شيبة ج12 ص229

حضرت عبد اللہ بن عامر اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت مکحول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جہاد لے جانوروں کو فرشتے چھوتے ہیں، لیکن (جہاد کے) جس جانور پر گھنٹی ہو اُس کو نہیں چھوتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے (جنگ) بدر کے موقع پر اونٹوں کی گردنوں سے گھنٹیاں کاٹنے کا حکم دیا۔

عام طور پر لوگ اونٹوں، گھوڑوں، گدھوں، بھیڑوں اور بکریوں وغیرہ جانوروں کی گردنوں اور پاؤں میں گھنٹیاں اور گھنگھر وغیرہ باندھتے ہیں۔

چنانچہ مذکورہ احادیث کی روشنی میں معلوم ہوا کہ جانوروں کی گردنوں اور پاؤں میں گھنٹیاں اور گھنگھر و وغیرہ باندھنا جائز نہیں۔

عیدین کے مواقع پر دَف بجاکر اچھی نظم گانا:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتی ہیں کہ ان کے پاس منیٰ کے ایام میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور اس وقت ان کے پاس دو بچیاں دَف بجاکر وہ نظم گا رہی تھیں جو انصار نے جنگ بعاث کے موقع پر کہی تھی اور نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کپڑا اوڑھے لیٹے ہوئے تھے، تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان بچیوں کو ڈانٹا تو نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے (اپنی چادر سے) اپنا چہرۂ باہر نکال کر فرمایا: اے ابو بکر انہیں کچھ نہ کہو کیونکہ یہ عید کے دن ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: اے ابو بکر ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے۔

شادی کے موقع پر دَف بجاکر اچھی نظم گانا:

حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ جب میری رخصتی کی گئی تو نبی کریم صَلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم میرے پاس تشریف لائے اور جیسے تم میرے پاس بیٹھے ہو ویسے ہی آپ میرے بستر پر بیٹھ گئے تو ہماری بچیاں دف بجانے لگیں اور میرے باپ دادا جو بدر کے موقع پر شہید ہوئے تھے ان کے بارے میں نظم کہنے لگیں، جب ان میں سے ایک نے کہا کہ ہم میں وہ نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں تو آپ نے فرمایا: یہ بات چھوڑ واور وہی کہو جو پہلے کہہ رہی تھیں۔

معلوم ہوا کہ شادی و عیدین کے موقع پر دَف بجا کر ایسا گیت یا نظم پڑھنا جائز ہے جو مباح قسم کے اشعار پر مشتمل ہو، اس میں فواحش و محرمات کا قطعاً ذکر نہ ہو۔

نکاح کے موقع پر دَف بجانا:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صَلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا: نکاح کا اعلان کیا کرو اور نکاح کا انعقاد مساجد میں کیا کرو اور (انعقاد نکاح کے وقت) دَف بجایا کرو۔

نکاح کے موقع پر دَف بجانے کا مقصد:

حضرت محمد بن حاتم جمحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: حلال اور حرام کے درمیان فرق نکاح کے موقع پر (مبارکباد کی) آواز دَف بجانا ہے۔

۶۰۔ علامہ عینی حنفی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں:

الضرب بالدف فی العرس بحصرۃ شارع الملۃ ومبین الحل من الحرمۃ واعلان النکاح بالدف و الغناء المباح فرقا بینہ و بین ما یستر من السفاح۔[114]

114 (عمدۃ القاری ج20ص136)

شادی کے موقع پر حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے سامنے دَف بجایا گیا، جس سے معلوم ہوا کہ دَف اور گانے (جس کا مضموں اچھا ہو) کے ساتھ نکاح کا اعلان کرنا جائز ہے تا کہ اعلانیہ نکاح اور خفیہ زنا میں فرق ہو۔

۶۱۔ ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں:

فالسنة اعلان النكاح بضرب الدف و اصوات الحاضرين بالتهنّة او النغمة فی انشاد الشعر المباح۔[115]

ترجمہ: سُنت یہ ہے کہ نکاح کا اعلان دف بجا کر اور حاضرین کی مبارک باد کی آوازوں یا جائز قسم کے اشعار کے نغموں کے گانے سے کیا جائے۔

عیدین، نکاح، ولیمہ اور ختنہ کے علاوہ مواقع پر دَف بجانے ک حکم:

۶۲۔ عن علی قال نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن ضرب الدف ولعب الصنج وصوت الزمارة۔[116]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے دَف بجانے، جھانجھن سے کھیلنے اور بانسری (بجا کر اس) کی آواز (نکالنے) سے منع فرمایا۔

۶۳۔ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ عَمْرُو بْنُ قُرَّةَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ كَتَبَ عَلَيَّ الشِّقْوَةَ فَلَا أَرَى لِي رِزْقًا إِلَّا مِنْ دُفِّي وَكَفِّي، فَأْذَنْ لِي فِي الْغِنَاءِ مِنْ غَيْرِ فَاحِشَةٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا آذَنُ لَكَ وَلَا كَرَامَةَ وَلَا نِعْمَةَ،

115 (مرقات ج6 ص314)
116 (كنز العمال ج15 ص227)

كَذَبْتَ أَيْ عَدُوَّ اللهِ لَقَدْ رَزَقَكَ اللهُ حَلَالًا طَيِّبًا، فَاخْتَرْتَ مَا حَرَّمَ اللهُ عَلَيْكَ مِنْ رِزْقِهِ مَكَانَ مَا أَحَلَّ لَكَ حَلَالَهُ، وَلَوْ كُنْتُ تَقَدَّمْتُ إِلَيْكَ لَفَعَلْتُ بِكَ قُمْ عَنِّي، وَتُبْ إِلَى اللهِ۔[117]

ترجمہ: حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرو بن قرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا! اے اللہ کے رسول! میں بڑا بدبخت ہوں، کیونکہ میں اپنے ہاتھ سے دف بجا کر روزی حاصل کرتا ہوں، تو کیا آپ مجھے اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ (دَف) بجا کر ایسا گانا گالیا کروں جو فحش و بیہودہ نہ ہو؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایسے کام کی ہرگز اجازت نہیں دیتا جو ذلیل وبدترین ہو۔ اے اللہ کے دشمن تم جھوٹ بول رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں حلال و طیب رزق کمانے کی صلاحیت بخشی ہے مگر تم نے حلال روزی کی بجائے حرام کو اختیار کر رلیا ہے، سو اٹھو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے سابقہ گناہوں سے توبہ کرو۔

۶۴۔عن الن عباس قال الدف حرام۔[118]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں دَف (بجانا) حرام ہے۔

۶۵۔عن شریح انه سمع صوت دف فقال الملائکة لا یدخلون بیتاً فیه دف۔[119]

ترجمہ: حضرت شریح رضی اللہ عنہ نے دف کی آواز سنی تو فرمایا: جس گھر میں دَف ہو اس میں (رحمت واستغفار کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

---

117 کنزالعمال ج15ص221، معجم الکبیر ج8ص51، مسند الشامیین ج4ص391، المعجم الکبیر للطبرانی ج7ص54، معجم ابن الأعرابي ج2ص712۔

118 (سنن کبري ج10ص222)

119 (المصنف ابن ابی شیبه ج3ص322)

٦٦۔عن ابن سیرین ان عمر بن الخطاب کان اذا سمع صوتاً او دفاً فقال ماھو فاذا قالوا عرس او ختان صمت۔(وفی روایۃ ان کان فی غیرہ عمدہ بالدرۃ)۔[120]

ترجمہ: حضرت ابن سیرین رحمتہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب (گانے کی) آواز یا دَف (کی آواز) سنتے تو پوچھتے کی یہ گانا بجانا کیوں ہو رہا ہے؟ جب آپ کو بتایا جاتا کہ یہ شادی یا ختنہ کی تقریب کی وجہ سے ہو تو آپ خاموش ہو جاتے۔ اور اگر کوئی اور موقع ہوتا تو اس کو درہ سے سزا دینے کا قصد فرماتے۔

واستماع ضرب الدف والمزمار وغیر ذالک حرام۔[121]

ترجمہ: اور دَف بجنے کی آواز سننا، بانسری اور دیگر سازوں کا سننا حرام ہے۔

مذکورہ بالا حوالہ جات کی روشنی میں یہ امر واضح ہو گیا کہ دف بجانے کی اجازت و رخصت عیدین، نکاح، ولیمہ اور ختنہ کے مواقع کے ساتھ خاص ہے اور ان کے علاوہ مواقع پر دف دیگر آلات موسیقی میں داخل ہے اور ناجائز ہے۔ چناچہ جب یہ امر عیاں ہو گیا کہ دف بھی آلات موسیقی میں داخل ہے اور مذکررہ مخصوص مواقع کے علاوہ اس کا بجانا جائز نہیں ہے تو اس سے وہ ماڈرن قسم کے نعت خواں عبرت حاصل کریں جو دف یا دیگر آلات موسیقی پر حمد باری تعالیٰ اور نعت رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم پڑھتے ہیں۔ ذرا غور کریں کہ جب حضور علیہ السلام کے صحابی نے دف کی دھن پر محمود کلام کے گانے کی اجازت مانگی تو آپ نے اسے نہ صرف اجازت نہیں دی بلکہ اس فعل کو بدترین وذلیل قرار دے کر اسے توبہ کرنے کا حکم دیا۔ بہر کیف یہ عمل باعث اجر وثواب نہیں ہے بلکہ معصیت اور غضب الٰہی کا موجب ہے۔

---

[120] (مصنف عبدالرزاق ج11ص5، المصنف ابن ابی شیبہ ج3ص321)(البحر الرائق ج7ص88)

121(ردالمختار ج5ص279)

اچھے مضمون پر مشتمل اشعار کا حکم:

۶۷۔عن ابی بن کعب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من الشعر حکمۃ۔[122]

ترجمہ: حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا کہ بعض اشعار دانائی کی باتوں سے پُر ہوتے ہیں۔

۶۸۔عن عائشہ رضی اللہ عنھا قالت ذکر عند رسول صلی اللہ علیہ وسلم الشعر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھو کلام فحسنہ حسن و قبیحہ قبیح۔[123]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ کی بارگاہ میں شعر کا ذکر کیا گیا تو رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا کہ وہ ایک کلام ہے، اچھا شعر اچھا ہے اور بُرا شعر بُرا ہے۔

معلوم ہوا کہ شعر کی اچھائی یا برائی اس کے مضمون پر منحصر ہے اگر اس کا مضمون وعظ و نصیحت ، نیکی و تقویٰ، توحید باری تعالیٰ، اطاعت خدا اور سول کی رغبت، کفر و شرک سے نفرت، حمد باری تعالیٰ، نعت رسول صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم، جہاد فی سبیل اللہ کی ترغیب، اسلام سے محبت، آپس میں اخوت و بھائی چارہ، برائیوں سے روکنے اور حکمت و دانائی وغیرہ پر مشتمل ہو تو وہ شعر حسن ہے اور اس کا پڑھنا، سننا جائز بلکہ باعث اجر و ثواب ہے۔ نیز ایسے اشعار گمراہ لوگوں کو سیدھے راستے پر لانے کا بھی سبب ہوتے ہیں اور صحابہ کرام بزرگانِ دین سے جن اشعار کا پڑھنا اور سننا منقول ہے وہ اسی نوع کے اشعار ہیں۔

---

[122] (ترمذی ج2 ص111)

[123] (مشکوٰۃ المصابیح ص411)

اور جو اشعار فحش و منکرات، عورتوں اور امارد کے حسن وجمال کے ذکر، عبادت خدا و اطاعت رسول کی تحقیر، لوگوں پر طعن و تشنیع اور شراب ودیگر محرمات کی تعریف وغیرہ جیسے مضامین پر مشتمل ہوں تو وہ قبیح و مذموم ہیں۔

چنانچہ اس قسم کے اشعار پڑھنا، سننا جائز و حرام ہے اور ان کے ناجائز و حرام ہونے پر تمام امت کا اجماع واتفاق ہے۔

اچھے اشعار کو حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے پسند فرمایا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا: کہ شاعر جو بات اپنے اشعار میں کہتا ہے ان میں سے سب سے اچھی وہ ہے جو لبید شاعر نے کہی ہے: آگاہ رہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز فانی ہے۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جس شعر کا مضمون اچھا ہوتا، حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اسے پسند فرماتے۔

اچھے اشعار کو حضور نے خود سنا:

٦٩۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا شَاعِرٌ، كَلِمَةُ لَبِيدٍ: أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللهَ بَاطِلٌ۔[124]

ترجمہ: حضرت عمرو بن شرید رضی اللہ عنہ کے والد بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا تو آپ نے فرمایا: کیا تمہیں امیہ بن

---

124 صحیح بخاری ج2ص 908، ترمذی ج2ص 112، مسند الإمام أحمد بن حنبل ج16ص 98۔

ابی صلت کے شعروں میں سے کچھ یاد ہیں؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: سناؤ، تو میں نے آپ کو ایک شعر سنایا، آپ نے فرمایا: اور سناؤ، یہاں یک کہ میں نے آپ کو ایک سو اشعار سنائے۔

اچھے اشعار کو حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے پڑھا:

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ خندق کے دن نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ہمارے ساتھ مٹی ڈھورہے تھے یہاں تک کہ آپ کا شکم مبارک غبار آلود ہو گیا اور آپ (یہ رجزیہ اشعار پڑھتے ہوئے) کہہ رہے تھے: اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ کی مدد نہ ہوتی تو ہم ہدایت نہ پاتے، نہ صدقہ و خیرات کرتے اور نہ ہی نماز پڑھتے۔ (اے اللہ) تُو ہم پر سکینہ (سکون واطمینان) نازل فرما، اور (کفار سے) لڑائی کے وقت ہمیں ثابت قدم رکھنا۔ یقیناً دشمن ہم پر ٹوٹ پڑے ہیں، جب وہ کوئی فتنہ برپا کرنا چاہتے ہیں تو ہم انکار کر دیتے ہیں (یعنی ان سے دبتے نہیں ہیں) اور آپ (اَبَیْنَا اَبَیْنَا) پر اپنی آواز بلند فرماتے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور محمد صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے صحابہ کرام جنگ خندق کے دن یہ کہہ رہے تھے: ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے دست مبارک پر اس بات پر بیعت کی ہے کہ تاحیات اسلام کی سربلندی اور اس کی بقا کی خاطر لڑتے رہیں گے اور نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم (شمع توحید کے پروانوں اور جانبازوں کی جانثاری کے جذبہ کو دیکھ کر) کہہ رہے تھے: اے اللہ! بھلائی تو صرف آخرت کی بھلائی ہے، پس اے اللہ! تُو انصار و مہاجرین کو بخش دے۔

معلوم ہوا کہ حکمت و دانائی اور وعظ و نصیحت پر مشتمل اشعار کو حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نہ صرف پسند فرماتے اور سنتے تھے بلکہ کبھی کبھار پڑھ بھی لیا کرتے تھے۔

جس نظم کا مضمون بُرا ہو اس کا پڑھنا اور سننا حرام ہے:

۷۰۔ حضرت مخدوم سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مشائخ کا طریقہ یہ ہے کہ وہ فرمان رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم سے استفادہ کرتے ہیں، آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا: شعر ایک ایسا کلام ہے کہ جس کا اچھا (حصّہ) اچھا ہے اور بُرا (حصّہ) بُرا ہے، جس بات کا سننا نثر میں حلال ہے مثلاً حکمت، نصائح، آیاتِ الٰہی میں استدلال اور حق کے دلائل میں غور و فکر کرنا وغیرہ وغیرہ تو اس کا نظم میں سننا بھی حلال اور جائز ہے۔ مختصر یہ کہ جس طرح فتنہ پھیلانے والے حُسن پر نظر ڈالنا حرام ہے اسی طرح کی نظم و نثر کو بھی سننا حرام ہے۔ اگر کوئی شخص سماع شعر کو مطلق حلال و جائز سمجھتا ہے تو وہ کفر و بے دینی میں مبتلا ہے اور جو شخص یہ کہے کہ میں حسن صورت میں حسن خدا کا جلوہ دیکھتا ہوں اور طلب حق کرتا ہوں کیونکہ آنکھ اور کان محل عبرت ہیں اور علم کا ذریعہ ہیں تو دوسرا شخص یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ میں چھوتا (ہاتھ لگاتا) ہوں اور چھونے سے عبرت و نصیحت حاصل ہوتی ہے، ایسی صورت میں تو شریعت کا ظاہر بالکل ہو جائے گا، حالانکہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا: دونوں آنکھیں (غیر محرم کے دیکھنے سے) زنا کرتی ہیں، چناچہ دیکھنے و چھونے سے شرعی حکم ساقط ہو جائے گا اور یہ ظاہر گمراہی ہے۔[125]

مذکورہ عبارت کی روشنی میں یہ بات واضح ہو گئی کہ جو نظم و گیت اور اشعار مذموم و فحش قسم کے مضمون پر مشتمل ہوں، ان کا گانا اور پڑھنا حرام ہے اسی طرح ان کا سننا بھی حرام ہے۔

سماع (قوالی) و آلاتِ موسیقیہ:

---

125 (کشف المحجوب اردو ص ۵۶۲)

سماع کے لغوی معنی مطلقاً" سننے " کے ہیں، سنا جانے والا کلام خواہ نثر کی صورت میں ہو یا نظم کی صورت میں ہو، خواہ اچھے مضمون پر مشتمل ہو یا قبیح و مذموم مضمون پر مشتمل ہو۔

تصوف کی اصطلاح میں وعظ و نصیحت، حکمت و دانائی پر مشتمل اور اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم سے عشق و محبت سے متعلق پاکیزہ منظوم کلام کے سننے کو سماع کہاجاتاہے، جسے عرف عام میں قوالی کہاجاتاہے اسے محفل سماع کہاجاتاہے۔ حکمت و دانائی، وعظ و نصیحت اور حقیقت و معرفت پر مبنی منظوم کلام اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم سے عشق و محبت پر ابھارنے والے حمدیہ و نعتیہ اشعار پڑھنا، سننا اور اس مقصد لے لیے خصوصی محفل کا (پاکیزہ ماحول میں) اہتمام کرنا حضرات صوفیاء کرام رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ذوق و مشرب اور معمول رہاہے، اور بعض ارباب ذوق ووجد کی غذا ہی سماع (قوالی) رہی ہے، اور وہ حضرات اسی سماع کے ذریعہ قرب ووصال کی منزلیں طے کرتے رہے، اور ان کی محفل سماع ہر قسم کی خرافات و لغویات، غیر شرعی حرکات اور آلاتِ موسیقی جیسی قباحتوں سے پاک وصاف ہوتی تھی، پابندئ شریعت کا خاص لحاظ تھا، اور صوفیاء کرام نے سماع (قوالی) کو بعض شرائط کے ساتھ مشروط کر دیا تھا۔(جن کی تفصیل آگے آرہی ہے)

مگر جعلی پیروں، بناوٹی صوفیوں، خالص ہواء و نفس پرست، ناخلف و ناعاقبت اندیش اور شریعت و طریقت سے کوسوں دور افراد نے شیطان کی پیروی میں اپنی نفسانی خواہشات کو پورا کرنے اور سادہ لوح مسلمانوں کو سیدھی راہ سے بھٹکانے کے لیے قوالی میں رقص و ناچ، تالیوں، مزامیر (آلاتِ موسیقی) اور دیگر ایسی خرافات و محرمات کو شامل کر لیا جن کا صوفیاء کرام کی سماع اور محفل سماع سے

دور کا واسطہ بھی نہیں ہے، مزید ظلم یہ کہ ان ظالموں نے قوالی میں شامل قبیح امور کو حضرات ارباب صدق وصفا کی طرف منسوب کر دیا جو ان پاک ہستیوں پر بہت بڑا بہتان ہے۔

مروجہ قوالی صوفیاء کرام کی نظر میں:

۱۷۔ حضرت مخدوم سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

اہلِ علم محقق بھی بہت سے دعوے کرتے ہیں اور انہوں نے سریلی آوازوں کو باہم ملانے کے لیے کتابیں بھی تصنیف کی ہیں اور الحان وترنم کو بڑی اہمیت دی ہے، ان کے نظریات کی ترجمانی آج مزامیر (آلاتِ موسیقی) سے ہوتی ہے جو خواہش نفس اور بیہودگی کے لیے تیار کیے گئے ہیں، جن سے شیطان کی پیروی ہوتی ہے۔[126]

نیز فرماتے ہیں:

جبکہ آج گمراہوں کا ایک گروہ بدکاروں کے سماع (قوالی) میں حاضر ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم حق کی وجہ سے سماع کرتے ہیں، فاسق لوگ ان کے ہم خیال ہو جاتے ہیں اور سماع کے سلسلہ میں فسق وفجور میں زیادہ تر حریص بن جاتے ہیں حتیٰ کہ وہ خود بھی ہلاک ہو جاتے ہیں اور اپنے متعلقین کو بھی تباہ کر دیتے ہیں۔[127]

۱۸۔ شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

لیکن چونکہ اس دور میں اس (قوالی) کی وجہ سے بہت سے فتنے رونما ہو گئے ہیں۔ اور سماع (قوالی) کی پاکیزگی ان فتنوں کے باعث زائل ہو گئی ہے اور ابنائے زمانہ میں اس کا ذوق وشوق اس قدر بڑھ گیا ہے کہ اعمالِ حسنہ میں انہوں نے کمی کر دی ہے اور لوگوں کی حالتیں اس قدر بھڑ گئی ہیں کہ

---

126 (کشف المحجوب (اردو) ص ۵۶۳)
127 (کشف المحجوب (اردو) ص ۵۷۴)

سماع کی محفلیں بڑی کثرت سے قائم ہونے لگی ہیں، نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ بعض لوگ توان اجتماعات میں کھانا کھلاتے ہیں، اب دلی رغبت کے حصول کے لیے یہ اجتماع منعقد نہیں ہوتا جیسا کہ مخلص درویشوں کا طریقہ تھا، بلکہ اب تو محض نفسانی خواہشات کی تحریک اور سیر تماشے کے لیے ایسے اجتماعات ہوتے ہیں جس لے نتیجہ میں مردوں کی روحانی ترقی منقطع ہوگئی ہے اور اب اس طریقے سے سوائے تضیع اوقات کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا اور مزید بر آں یہ کہ اس سے لطف عبادات بھی گھٹ گیا ہے، اب ایسے اجتماعات کا مقصد نفسانی خواہشات سے محفوظ اور عیش و عشرت سے لطف اندوز ہونے کے سوا اور کچھ نہیں ہے، پس ایسا اجتماع اور ایسی محفل سماع ارباب صدق و صفا کی نظر ناجائز و مردود ہے۔[128]

جو شخص گویوں کو رکھتا ہے تو اس کی جنازہ نہ پڑھو:

۷۳۔ جیسا کہ حدیث میں ہے:

عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من مات وعنده جارية مغنية فلا تصلوا عليه۔[129]

ترجمہ: حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مرا اور اس کے ساتھ گانا گانے والی لونڈی تھی تو اس پر جنازہ نہ پڑھو۔

۷۴۔ اور یہی روایت کنز العمال میں ہے اور امام دیلمی نے حضرت علی سے اس الفاظ میں نقل کیا ہے کہ:

من مات وله قينة فلا تصلوا عليه۔[130]

---

128 (عوارف المعارف (اردو) ص ۳۳۶)

129 (الجامع لاحکام القرآن، ج ۱۴، ص ۵۴)

130 (کنز العمال، ج ۱۵، ص ۲۲۲)

ترجمہ: جو مرا اور اس کے ساتھ گانے والی لونڈی تھی تو اس پر جنازہ نہ پڑھو۔

محترم قارئین! ناراض نہ ہوں 'آج کل ہم نے گھروں میں کس طرح کی دکی وی سی آر کیبل نیٹ ورک کو داخل کیا ہے؟ اور اس میں کیا کچھ نہیں ہو رہا؟ یورپ و انڈیا کے ننگے فلم دیکھے جاتے ہیں۔ کیا یہ کام ایک لونڈی کر سکتی ہیں؟ نہیں کبھی نہیں کر سکتی، جب اس شخص کی جس نے گانے والی لونڈی پالی ہے جنازہ جائز نہیں تو کیا ان لوگوں کا ان غلط کاموں کے ساتھ جائز ہو سکتا ہے۔

حافظ صغیر احمد نے اپنے رسالہ "ٹی وی کی تباہ کاریاں" ص:۷ میں ایک عبرتناک واقعہ لکھا ہے کہ: دو دوست تھے، ایک جدہ میں رہتا تھا اور دوسرا ریاض ہیں۔ دونوں کے درمیان گہرا تعلق تھا، دونوں دیندار بھی تھے لیکن ریاض والے دوست نے گھر والوں کی اصرار پر ٹی وی لایا۔ چند دن بعد اس کا انتقال ہو گیا تو جدہ والے دوست نے اپنے دوست کو تین مرتبہ خواب میں دیکھا اور ہر مرتبہ کہتا ہے کہ خدا کے لئے جاؤ اور میرے گھر میں کہہ دیں کہ ٹی وی کو گھر سے نکال دیں۔ اس لئے کہ تم لوگوں نے جس وقت مجھے دفن کیا ہے تو اس وقت سے مجھے عذاب دیا جاتا ہے ٹی وی کی وجہ سے۔ تو وہ جدہ سے بذریعہ جہاز ریاض روانہ ہوا اور خواب کی تفصیل میت کے گھر والوں کو بیان کر دی، تو میت کے بڑے بیٹے نے ٹی وی توڑ ڈالا، اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے. ہو گئے، پھر جب خواب میں زیارت ہوئی، تو کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر سے نوازے، مجھے عذاب سے چھٹکارا ملا۔[131]

گانے کی آواز پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت:

---

131 (ٹی وی کی تباہ کاریاں)

۷۵۔عن انس قال:قال النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال:(صوتان ملعونان فاجران أنهى عنهما: صوت مزمار ورنة شيطان عند نغمة ومرح ورنة عند مصيبة لطم خدود وشق جيوب۔[132]

ترجمہ: حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو آوازیں ہیں جس پر لعنت ہوئی ہے اور دونوں بدکار ہیں مجھے دونوں سے منع کیا گیا ہے، ایک بانسری کی آواز یہ شیطان کی آواز ہے، گانوں اور مستی کے وقت اور دوسرا مصیبت کے وقت کی آواز کہ گریبان کو چھا کے اور چہرے مارے۔

محترم قارئین! یہ بات واضح ہوئی کہ ان گانا بجانے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور جو اسے نے تو اس پر بھی خدا کی لعنت ہے۔ تو چاہیئے کہ اس سے ہم اپنے آپ کو بچائے۔ میرے بھائیو! اگر ایک آدمی ایسی حالت میں ٹی وی دیکھے کہ اس کا روح پرواز کر جائے، یا گانا بجانے میں مصروف ہو اور روح چلی جائے تو اس کا انجام کتنا خطرناک ہو گا ایک دردناک واقعہ سنئے۔ حافظ صغیر احمد نے اپنی کتاب ٹی وی کی تباہ کاریاں میں یہ واقعہ ذکر کیا ہے کہ:

"رمضان میں ایک عورت نے اپنی بیٹی کو کہا کہ آؤ تا کہ افطاری کے لئے کچھ تیاری کریں، تو بیٹی نے جواب دیا جاؤ اپنا کام کرو میں پروگرام دیکھتی ہوں اس بات کے ساتھ وہ اوپر چھت پر چلی گئی اور کمرے کا دروازہ بند کر دیا، تو اذان کے قریب ماں نے آواز دی کہ آؤ افطاری کرو، تو کمرے سے کوئی آواز نہ آئی، آخر لوگ جمع ہو گئے اور کمرے کا کواڑ نکالا، جب اندر چلے گئے تو لڑکی مری ہوئی پڑی تھی، جب انہوں نے اس لڑکی کو اٹھانا چاہا تو کوئی بھی نہ اُٹھا سکا، آخر ایک آدمی کے دل میں آیا کہ اس

[132] (الجامع لاحکام القرآن، ج۸، ص ۵۸)

ٹی وی کو بھی ساتھ اُٹھالو، جب ٹی وی اُٹھایا گیا تو لڑکی کو بھی اٹھالیا۔ یہاں تک غسل خانے میں بھی ساتھ لے گئے اور یہی ٹی وی قبر میں بھی ساتھ دفن کر دیا"۔

محترم قارئین! کتنی عبرت کی بات ہے کہ ہمارے ساتھ نیک عمل کی بجائے ٹی وی دفنایا جائے۔ اللہ تعالی ہم سب کو سوء خاتمہ سے بچائے۔ (آمین)

گانے سننے کی وجہ سے آدمی جنت کی قراء کی آواز سننے سے محروم

۷۵۔ عن أبي موسى الأشعري: مَنِ استمعَ إلى صَوتِ غناءٍ، لم يؤذَنْ له أن يسمعَ الرُّوحانِيِّينَ فقيل ومن الروحانيون یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وآلہٖ واصحابہٖ وسلم قال قراء اهل الجنّةِ۔[133]

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مغنی (گانا گانے والے) کی آواز کو کان گیا کے سنا تو یہ روحانیوں کی آواز نہیں سنے گا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ: اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم روحانی کون ہیں، نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اہل جنت کے قاری ہیں۔

اس حدیث مبارکہ سے یہ بات اور فائدہ معلوم ہوا کہ دنیا میں یہ لعنتی آواز میں آخرت کے اعتبار سے اس قدر خسارے والی ہیں کہ آخرت کے بڑے فائدہ سے آدمی کو محروم کر دیتا ہے کہ جنت کے قاریوں کی آواز نہیں سنے گا، تو جنت کے قاریوں کی آواز سننے سے محرومی کتنا بڑا خسارہ ہے۔ تو افسوس ہے ان لوگوں پر جو احکام شرعیہ سے اعراض کرتے ہیں اور جنتی قاریوں کی آوازوں سے محروم ہوتے ہیں۔ اللھم احفظنا منھم۔

گانا بجانا اور موسیقی دل میں منافقت آگاتی ہے:

[133] (الحکیم الترمذی، ج ۲، ص ۸۷)

۷٦۔وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: «الْغِنَاءُ یُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ كَمَا یُنْبِتُ الْمَاءُ الزَّرْعَ۔[134]

ترجمہ: حضرت جابر سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گانے اور موسیقی منافقت کو دل میں اس طرح اُگاتا ہے جس طرح کہ پانی گھاس کو اگاتا ہے۔

مطلب یہ ہوا کہ گانا بجانوں کا پہلا نقصان یہ ہے کہ آدمی کی محبت منافقت سے پیدا ہوتی ہے اور یہ منافقت کے لئے پہلی سیڑھی ہے۔

گانوں اور موسیقی کا زیادہ ہونا قیامت کی علامت

۷۷۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا اتُّخِذَ الفَيْءُ دُوَلًا، وَالأَمَانَةُ مَغْنَمًا، وَالزَّكَاةُ مَغْرَمًا، وَتُعُلِّمَ لِغَيْرِ الدِّينِ، وَأَطَاعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ، وَعَقَّ أُمَّهُ، وَأَدْنَى صَدِيقَهُ، وَأَقْصَى أَبَاهُ، وَظَهَرَتِ الأَصْوَاتُ فِي المَسَاجِدِ، وَسَادَ القَبِيلَةَ فَاسِقُهُمْ، وَكَانَ زَعِيمُ القَوْمِ أَرْذَلَهُمْ، وَأُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهِ، وَظَهَرَتِ القَيْنَاتُ وَالمَعَازِفُ، وَشُرِبَتِ الخُمُورُ، وَلَعَنَ آخِرُ هَذِهِ الأُمَّةِ أَوَّلَهَا، فَلْيَرْتَقِبُوا عِنْدَ ذَلِكَ رِيحًا حَمْرَاءَ، وَزَلْزَلَةً وَخَسْفًا وَمَسْخًا وَقَذْفًا وَآيَاتٍ تَتَابَعُ كَنِظَامٍ بَالٍ قُطِعَ سِلْكُهُ فَتَتَابَعَ۔[135]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت غنیمتوں کو ذاتی دولت ٹھہرایا جائے اور امانت کو غنیمت سمجھا جائے، زکوۃ کو تاوان سمجھا جائے، غیر دین کا علم پڑھا جائے، آدمی اپنی بیوی کی اطاعت کرے، اپنی ماں کی نافرمانی کرے، اپنے دوست کو نزدیک کرے، اپنے باپ کو دور رکھے، مساجد میں آوازیں ظاہر ہوں، فاسق و فاجر شخص اپنے قبیلہ کا سردار بن جائے، قوم کا سردار ذلیل و کمینہ شخص ہو، آدمی کے شر سے ڈرتے ہوئے اس

---

134 (مشکوٰۃ: ۲/۴۳۳)

135 (ترمذی، ج۴، ص ۴۹۵، مشکوۃ: ج۳، ص ۱۸۳)

کی عزت کی جائے، گانے بجانے والیاں اور باجے ظاہر ہوں اور شراب پی جائے، اس اُمت کے پچھلے اگلوں پر لعنت کریں، اس وقت سرخ ہوا کا زلزلوں کا زمین میں دھنس جانے، صورتوں کو تبدیل ہو جانے، پتھروں کے برسنے اور پے در پے نشانیوں کے ظاہر ہونے کا انتظار کرو، جیسے جواہر کی لڑکی کا ڈورا ٹوٹ جائے اور اس کے دانے پیہم گرنے لگیں۔

اس حدیث شریف سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوئی کہ جب گانے بجانے والیوں کا ظہور ہو جائے، تو یہی دور عذابوں کے آنے کا ہے اور عذابوں کی مختلف صورتیں ہیں، کبھی سرخ ہوائیں چلے گی کبھی زلزلے کبھی زمین میں دھنسنا کبھی صورت بدلنا، آسمان سے پتھروں کا برسنا وغیرہ۔ تو ہم دیکھیں کہ آج کل حقیقی گانے والیاں تو نہیں مگر مصنوعی گانے والیاں ٹی وی، وی سی آر تو موجود ہے، سب کو چاہیئے کہ یہی لعنت ٹی وی، ہی آر وغیر و گھروں سے نکال دیں اور اوروں کو بھی ترغیب دیں۔ یہی ہمارے لئے راہ نجات ہے۔

گانوں کی آواز سننے پر اگر بند کرنے کی طاقت نہیں تو کان میں انگلی رکھ دیں:

۷۸۔ عَنْ نَافِعٍ قَالَ سَمِعَ ابْنُ عُمَرَ مِزْمَارًا - قَالَ - فَوَضَعَ أُصْبُعَيْهِ عَلَى أُذُنَيْهِ وَنَأَى عَنِ الطَّرِيقِ وَقَالَ لِي يَا نَافِعُ هَلْ تَسْمَعُ شَيْئًا قَالَ فَقُلْتُ لاَ. قَالَ فَرَفَعَ أُصْبُعَيْهِ مِنْ أُذُنَيْهِ وَقَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِىِّ -صلی اللہ علیہ وسلم- فَسَمِعَ مِثْلَ هَذَا فَصَنَعَ مِثْلَ هَذَا۔[136]

ترجمہ: حضرت نافع سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر نے بانسری کی آواز سنی تو انگلیوں کو کانوں میں رکھا اور دور چلے گئے، پھر مجھ سے کہا کہ اے نافع! کچھ سنتے ہو؟ میں نے عرض کیا نہیں، تو انہوں نے انگلیوں کو کانوں سے نکال کر فرمایا کہ اسی طرح ایک مرتبہ میں نبی کریم

---

[136] (ابو داؤد، ج۴، ص ۴۳۴، باب کراھیہ الغناء)

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جارہا تھا کہ آپ ﷺ نے بانسری کی آواز سنی تو اسی طرح کانوں میں انگلیاں رکھی جس طرح میں نے رکھی۔

محترم قارئین ! یہاں ایک سنت طریقہ بیان ہوا کہ جب کسی جگہ میں کوئی موسیقی وغیرہ کی آواز سنے، اگر طاقت ہو تو بند کرنے کی کوشش کرے، اگر یہ طاقت نہیں تو پھر خود تو کم از کم نہ سنے اور اس جگہ سے جاکر انگلیاں کانوں میں رکھ دیں۔

جو دنیا میں موسیقی سنے گا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے کانوں میں قلعی اور سیسہ ڈالے گا:

۷۹۔عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من جلس الی قینۃ یسمع منہا صب اللہ في اذنیہ الأنک یوم القیامۃ۔[137]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے گانے والی باندی کو کان لگا کر سنا تو اللہ تعالی اس کے کانوں میں قلعی سیسہ قیامت کے دن ڈال دیگا۔

اس حدیث مبارک میں لفظ تک آیا ہے، اس کے بارے میں النہایہ نے لکھا ہے کہ:

ھو الرصاص الابیض۔[138]

ترجمہ: یہ سفید سیسہ کو کہا جاتا ہے۔

اور دوسرا لفظ قنیۃ: اس کی تفسیر لغت کی کتاب المختار نے ذکر کیا ہے:

الأمۃ-مغنیۃ کانت أو غیر مغنیۃ-و الجمع:القیان.(المختار)۔

---

137 (کنزالعمال: ج۱۵، ص۲۲۰، الجامع لاحکام القرآن: ۱۴/۳۷)

138 (النھایہ: ج۱، ص۷۷ بحوالہ کنز العمال)

ترجمہ: یہ لونڈی کو کہا جاتا ہے خواہ گانے والی ہو یا نہ ہو، اس کی جمع قیان آتا ہے۔

صوتان ملعونان في الدنيا و الآخرة: مزمار عند نعمة، و رنة عند مصيبة۔[139]

ترجمہ: دو آوازیں جس پر اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ طرف سے لعنت ہوئی ہے، ایک بانسری (موسیقی) کی آواز ہے، گانے بجانے کے سے خت وقت اور دوسری مصیبت کے وقت کرب واندوہ اور رونے کی آواز۔

جب ان دونوں آوازوں پر لعنت کی گئی ہے، سننے اور کہنے والے دونوں پر لونڈے بھی احتِ خداوندی ہے تو ہم اور آپ کو چاہیئے کہ اس سے اپنے آپ اور اہل وعیال کو بچائے۔

۸۰۔ یہ حدیث حضرت انسؓ اور حضرت عائشہ سے منقول ہے کہ:

نَهَيْتُ عَنْ صَوْتَيْنِ أَحْمَقَيْنِ فَاجِرَيْنِ، صَوْتٍ عِنْدَ نغمةِ لَهْوٍ وَ لَعِبٍ وَمَزَامِيرِ الشَّيْطَانِ، وَصَوْتٍ عِنْدَ مُصِيبَةٍ لَطْمِ وجُوهٍ وَشَقِّ جُيُوبٍ۔[140]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے دو کم عقل، بدکار آوازوں سے منع کیا گیا ہے، ایک آواز خوشی کے وقت لہو واجب میں اور دوسری آواز صحبت کے وقت میں کہ چہرے کو مارا جائے اور گریبان کو چھاکا جائے۔

گانے بجانے کے ساتھ قسم قسم کے عذاب آتے ہیں:

۸۱۔ عن علي عن النبي صلى الله عليه و سلم قال تمسخ طائفة من أمتي قردة و طائفة خنازير ويخسف بطائفة ويرسل على طائفة منهم الريح العقيم بأنهم شربوا الخمور و لبسوا الحرير و اتخذوا القيان و ضربوا بالدفوف۔[141]

---

139 (کنزالعمال، ج۱۵، ص۲۲۲)

140 (مستدرک الحاکم: ج۴، ص۴۰، مصنف لابن ابی شیبۃ: ۳/۳۹۳، احسن الفتاوی)

141 (کنزالعمال، ج۱۵، ص۳۲۲)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت میں ایک گروہ مسخ ہو جائے گا، بندر بن جائیں گے اور دوسرے گروہ سے خنزیر بن جائیں گے، دوسرے گروہ کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا، دوسرے گروہ پر عقیم ہوائیں چلیں گی، اس لئے کہ انہوں نے شراب پی ہو گی، ریشم پہنا ہو گا، گانے والی لونڈیاں پالی ہوں گی اور ڈھول بجائے ہوں گے۔

حضرت ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

۸۲۔لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ الْحِرَ وَالْحَرِيرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ وَلَيَنْزِلَنَّ أَقْوَامٌ إِلَى جَنْبِ عَلَمٍ يَرُوحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَهُمْ يَأْتِيهِمْ يَعْنِي الْفَقِيرَ لِحَاجَةٍ فَيَقُولُونَ ارْجِعْ إِلَيْنَا غَدًا فَيُبَيِّتُهُمُ اللَّهُ وَيَضَعُ الْعَلَمَ وَيَمْسَخُ آخَرِينَ قِرَدَةً وَخَنَازِيرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔[142]

ترجمہ: میری اُمت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو زنا اور حریر اور شراب اور باجوں کو (گانے بجانے) کو درس کر لیں گے اور ایسا ہو گا کہ چند لوگ ایک پہاڑ کے بازو میں اتریں گے، شام کو ان کا چرواہا ان کے پاس آئے گا، کوئی حاجت مند اس کے پاس آئے تو اس سے کہیں گے کہ ارے فقیر کل آنا لیکن وہ کل تک بچتے کہاں ہیں، رات کو اللہ تعالیٰ ان پر پہاڑ گرا کر ان کا کام تمام کر دے گا اور ان میں سے کچھ لوگوں کو (جو پہاڑ گرنے سے بچ جائیں گے) بندر اور سور بنا دے گا قیامت تک اسی صورت میں رہیں گے۔

فتح الباری میں اس حدیث کی تشریح میں ابن العربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول نقل کیا گیا ہے کہ یہاں مسخ سے مراد مسخ حقیقی بھی ہو سکتا ہے اور مسخ مجازی بھی، یعنی اخلاق کی تبدیلی آجائے گی۔

۸۳۔ یہاں المعازف کی تشریح بھی صاحب فتح الباری نے نقل کی ہے:

---

142 (صحیح بخاری، ج ۲، ص ۸۳۷، کتاب الاشربہ)

المعازف الغناء والذي آلات الملاهي ونقل القرطبي عن الجوهري أن المعازف الغناء وفي حواشي الدمياطي المعازف الدفوف وغيرها۔[143]

ترجمہ: معازف جمع ہے معزفہ کی یہ لہو ولعب کے اسباب و آلات کو کہتے ہیں جوہری سے منقول ہے کہ گانے بجانے کو کہتے ہیں اور دمیاطی کے حواشی میں ہے کہ اس سے ڈھول مراد ہے۔

۸۴۔ اسی طرح مجد الدین ابن الاثیر الجزری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب النہایہ فی غریب الحدیث میں لکھا ہے کہ:

العزْف : اللَّعِب بالمعَازِف وهي الدُّفوف وغَيرها مما يُضْرَب . وقيل : إنَّ كُلَّ لَعِبٍ عزْفٌ۔[144]

ترجمہ: عزف معازف سے کھیلنے کو کہتے ہیں اور معازف ڈھول کو کہتے ہیں، اور اسی طرح جو بجایا جاتا ہے۔

۸۵۔ ابن منظور افریقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی یہی عبارت لسان العرب، ج۹، ص ۲۲۴ میں نقل کی ہے۔[145]

اس حدیث کا فائدہ یہ ہوا کہ جو اقوام ان چار جرموں کے مرتکب ہیں: زناکاری، شراب نوشی، ریشم پہننا، ڈھول باجے بجانا۔ تو اللہ تعالیٰ لازمی اور ضرور بہ ضرور ان کو ہلاک فرمائے گا، جس آفت سے بھی ہو خواہ سور و بندر بنالے یا اور عذاب دے۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَبِيتُ قَوْمٌ مِنْ هَذِهِ الأُمَّةِ عَلَى طَعَامٍ وَشَرَابٍ وَلَهْوٍ، فَيُصْبِحُونَ قَدْ مُسِخُوا خَنَازِيرَ، وَلَيُخْسَفَنَّ بِقَبَائِلَ فِيهَا وَفِي دُورٍ فِيهَا، حَتَّى يُصْبِحُوا فَيَقُولُوا خُسِفَ اللَّيْلَةَ بِبَنِي فُلَانٍ خُسِفَ اللَّيْلَةَ بِدَارِ بَنِي فُلَانٍ، وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمْ

---

143 (فتح الباری، ج ۱۰، ص ۵۵)
144 (النهاية فی الغريب والاثر، ج۳، ص ۳۲۰)
145 (تفهيم المسائل، ج ۱، ص ۳۹۵)

حَصْبَاءُ حِجَارَةٌ كَمَا أُرْسِلَتْ عَلَى قَوْمِ لُوطٍ ، وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمِ الرِّيحُ الْعَقِيمُ فَتَنْسِفُهُمْ كَمَا نَسَفَتْ مَنْ كَانَ قَبْلَهُمْ بِشُرْبِهِمُ الْخَمْرَ ، وَأَكْلِهِمُ الرِّبَا ، وَلُبْسِهِمُ الْحَرِيرَ ، وَاتِّخَاذِهِمُ الْقَيْنَاتِ ، وَقَطِيعَتِهِمُ الرَّحِمَ قَالَ: وَذَكَرَ خَصْلَةً أُخْرَى فَنَسِيتُهَا۔ [146]

ترجمہ: بعض اقوام کھانے پینے اور عبثیات وکھیلوں میں رات گزاریں گی، جب صبح اٹھیں گی تو ان کی شکلیں مسخ ہوں گی، ان سے سور بنے ہوں گے، بعض کو اللہ تعالیٰ زمین میں دھنسا دے گا، تو یہ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے رات کو فلاں قبیلہ کو دھنسایا ہے، فلاں گھر دھنسایا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ پتھر برسائے گا جیسا کہ قوم لوط پر برسائے تھے، اور بعض پر اللہ تعالیٰ عقیم بادیں اور ہوائیں بھیج دے گا، تو ان کو ٹکڑے ٹکڑے اور ذرہ ذرہ کر دیں گے، یہ عذاب اس لئے دیئے جائیں گے کہ یہ شراب پیتے تھے، سود کھاتے، ریشم کے کپڑے پہنتے، گانے والی لونڈی رکھتے تھے، صلح رحمی قطع کرتے اور ایک دوسری بات بھی فرمائی تھی جسے میں بھول گیا ہوں۔

اس حدیث میں یہ بھی بات وضاحت سے مذکور ہے کہ ان کاموں میں سے ایک جو آدمی کو تباہی کی طرف لے جاتا ہے، گھر میں آلات موسیقی رکھنا بھی ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، فَانْطَلَقَ بِهِ إِلَى ابْنِهِ إِبْرَاهِيمَ، فَوَجَدَهُ يَجُودُ بِنَفْسِهِ، فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَضَعَهُ فِي حِجْرِهِ فَبَكَى، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: أَتَبْكِي؟ أَوَلَمْ تَكُنْ نَهَيْتَ عَنِ الْبُكَاءِ؟ قَالَ: لاَ، وَلَكِنْ نَهَيْتُ عَنْ صَوْتَيْنِ أَحْمَقَيْنِ فَاجِرَيْنِ: صَوْتٍ عِنْدَ مُصِيبَةٍ، خَمْشِ وُجُوهٍ، وَشَقِّ جُيُوبٍ، وَرَنَّةِ شَيْطَانٍ۔ [147]

---

[146] (المستدرک، ج۴، ص۵۱۵)

[147] (مسند ابوداؤد الطیالسی: ۲۳۵، ترمذی ابواب الجنائز: ج۲، ص۳۱۹)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد الرحمن بن عوف کا ہاتھ پکڑا اور اپنے بیٹے ابراہیم کے پاس لے گئے تو وہ اپنے روح کو حوالہ کر رہا تھا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُٹھا کر اپنی گود میں رکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم روئے تو عبد الرحمن بن عوف نے عرض کیا کہ کیا آپ نے رونے سے منع نہیں فرمایا تو آپ علیہ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ میں نے دو کم عقل اور بدکار آوازوں سے منع کیا ہے ایک مصیبت کے وقت منہ مارنے اور گریبان چاکنے اور دوسرا شیطان کی آواز جو گانے بجانے ہے اور یہ رونا تو رحمت ہے۔

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «فِي هَذِهِ الأُمَّةِ خَسْفٌ وَمَسْخٌ وَقَذْفٌ»، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ المُسْلِمِينَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَتَى ذَاكَ؟ قَالَ: «إِذَا ظَهَرَتِ القَيْنَاتُ وَالمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الخُمُورُ۔[148]

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس امت میں خسف (زمین میں دھنسنا) مسخ (یعنی صدرتوں کا بدلنا) اور پتھر برسنا ہو گا تو کسی شخص نے مسلمانوں میں سے پوچھا کہ یہ کب ہو گا؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب گانا گانے والی عورتیں، اور ڈھول باجے ظاہر ہو جائے اور شراب پینا عام ہو جائے۔

۸۶۔ عن عائشة قالت: قال رسول الله الله: يكون في امتي خنف و مسخ و قذف قالت عائشة يا رسول الله الا الله وهم يقولون لا اله الا الله فقال اذا ظهرت القينات و ظهرت الزنا و شربت الخمر و لبس الحرير كان ذا عندذا۔[149]

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس امت میں خسف (زمین میں دھنسنا) شکلوں کا مسخ ہونا، پتھر برسنا ہو گی حضرت عائشہ نے پوچھا کہ: اے اللہ کے رسول" ان پر

[148] (ترمذی، ج۴، ص۴۹۵)

[149] (ابن ابی الدنیا بحوالہ تنگ منگور)

جب بھی عذاب آئیگی تو وہ کلمہ پڑھیں گے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: ہاں جب گانا گانے والی اور زنا ظاہر ہو جائے، شراب پیا جائے، ریشم کے کپڑے پہنے جائیں تو یہ غذا میں ان گناہوں کی وجہ سے آئیگی۔

۸۶۔ عن النبي صلى الله عليه و سلم أنه قال ليشرب أناس من أمتي الخمر يسمونها بغير اسمها ويضرب على رؤوسهم المعازف و المغنيات يخسف الله بهم الأرض ويجعل منهم القردة والخنازير۔ [150]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے امت میں بعض لوگ شراب پئیں گے اور نام دوسرا دیں گے اور ان کے مجالس میں ڈھول باجے وغیرہ اور گانے والی گانے گائیں گے تو اللہ ان کو زمین میں دھنسائے گا اور بعض سے بندر و سور بنائے گا۔

۸۶۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں، کہ:

الغناء ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء البقل۔ [151]

ترجمہ: گانے گانا اور سننا دل میں نفاق کو اس طرح اگاتا ہے جس طرح پانی سے گھاس اگتا ہے۔

۸۷۔ حضرت جابر نے روایت ہے کہ:

الْغِنَاءُ يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ كَمَا يُنْبِتُ الْمَاءُ الزَّرْعَ۔ [152]

ترجمہ: گانا بجانے دل میں منافقت اس طرح اگاتا ہے جس طرح پانی سے فصل اگتا ہے۔

۸۸۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ:

---

150 (ابو داؤد، ابن ماجہ ۴۰۲۹ سنن کبری للبیھقی)

151 (کنز العمال، ج۱۵، ص۲۱۸)

152 (مشکوۃ المصابیح، ج۳، ص۱۳۵۵)

نهى عن الغناءِ، و الاستماعِ إلى الغناءِ، و عن الغيبةِ، و الاستماعِ إلى الغيبةِ، و عن النميمةِ، و الاستماعِ إلى النميمةِ۔[153]

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے گانے بجانے اور سننے، غیبت کرنے اور سننے، چغلی کھانے اور چغلی سننے سے منع فرمایا ہے۔

۸۹۔ حضرت معاویہ سے روایت ہے کہ:

نهى رسول الله صلى الله عليه و سلم عن ضرب الدف و لعب الصج و صوت الزمارة۔[154]

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے ڈھول بجانے اور شطرنج سے کھیلنے اور بانسری بجانے سے منع فرمایا ہے۔

۹۰۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ:

لست من دد و لا دد مني، و لست من الباطل و لا الباطل مني۔[155]

ترجمہ: میں نہ لہو واجب کے لئے ہوں اور نہ کھیل میرے لئے ہے اور نہ میں باطل کے لئے ہوں اور نہ باطل میرے لئے ہے۔

۹۱۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ:

حب الغناء ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء العشب۔[156]

ترجمہ: گانے بجانے سے محبت دل میں نفاق اس طرح پیدا کرتا ہے جس طرح پانی سے گھاس اُگتا ہے۔

---

153 (جامع الصغیر للسیوطی، رقم الحدیث: ۹۳۵۹)
154 (کنز العمال، ج ۱۵، ص ۳۲۹)
155 (کنز العمال، ج ۱۵، ص ۲۱۹)
156 (کنز العمال، ج ۱۵، ص ۲۲۰)

۹۲۔عن ابن مسعود قال لعن اللہ المغنی و المغنی له۔[157]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے گانا گانے والوں پر اور اس پر جس کے لئے گایا جاتا ہے۔

فصل سوم: ائمہ کرام کے مذاہب کے بیان میں

تفسیر قرطبی نے یہ بحث سورۃ لقمان کی تفسیر میں لکھا ہے فرماتے ہیں کہ:

۱)امام اعظم ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے:

و اما مذهب ابي حنيفة فانه يكره الغناء و يجعل من الذنوب و كذلك مذهب سائر اهل الكوفه كابراهيم و الشعبي و حماد و الثوری لا اختلاف بينهم فی ذلک۔

ترجمہ: امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ گانے بجانے مکروہ ابراہیم نخعی، امام شعبی، امام حماد، امام ثوری رحمہم اللہ تعالیٰ اور ان کے درمیان اس کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں۔

(۲)امام مالک کا مذہب یہ ہے کہ:

قال عيسى الطباع سئلت مالكا فقال انما يفعل عندنا الفساق۔

ترجمہ: عیسیٰ طباع فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے گانے بجانے کے متعلق پوچھا تو آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: ہمارے نزدیک یہ فاسقوں کا عمل ہے۔

(۳)امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب یہ ہے کہ:

واما مذهب الشافعي فقال الغناء مكروه يشبه الباطل وان استكثر فهو سفيه ترد شهادته۔

---

[157] (رواه ابن ابی الدنیا روح المعانی: ۲۱/۶۷)

ترجمہ: امام شافعی کا مذہب یہ ہے فرماتے ہیں کہ گانے سننا مکروہ (حرام) ہے۔
اگر کوئی زیادہ سنے تو یہ احمق وبے وقوف ہے، اس کی گواہی اور شہادت منظور نہ کی جائے۔
(۴) امام احمد بن حنبل کا مذہب یہ ہے کہ ان کے بیٹے عبداللہ فرماتے ہیں:
سئل عن احمد بن حنبل عن الغناء فقال ینبت النفاق في القلب و انا اکرھه۔
ترجمہ: امام احمد بن فضیل سے گانا بجانے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ دل میں منافقت پیدا کرتا ہے اور میں اس سے نفرت کرتا ہوں۔
بعض روایات میں احمد بن حنبل سے اباحت منقول ہے، تو اس کے بارے میں علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ غزلیں ہیں جس میں زہد فی الدنیا کا بیان ہو۔
سوال یہ ہے کہ ان چاروں ائمہ نے لفظ کراہت فرمایا ہے اور تم نے معنی حرمت سے کیا یہ کیوں؟
جواب یہ ہے کہ یہ معنی فقہاء کے اس قاعدہ پر بنا ہے کہ جب کراہت مطابق ذکر ہو تو اس سے مراد فرد کامل ہے اور وہ حرام ہے۔ جیسا کہ مشہور عالم دین پیر مانگی مولانا عبدالوہاب صاحب نے اپنی کتاب ہدایتہ الابرار میں ذکر کیا ہے کہ:
و نزدیک امام شافعی مکروہ است یعنی بہ تحریم۔
ترجمہ: امام شافعی کے نزدیک گانے گانا مکروہ ہے، یعنی مکروہ تحریمی۔
اور علامہ آلوسی نے ذکر کیا ہے کہ:
و کأن مرادہ بالکراھة الحرمة۔ [158]
ترجمہ: اور ان کا مراد مکروہ سے حرام ہے۔

---

158 (تفسیر روح المعانی، ج ۱۱، ص ۶۹)

فصل چہارم: اُمت محمدیہ ﷺ کے جید علماء کرام کے فتوؤں کے بیان میں

مشہور عالم دین صالح بن فوزان الفوزان اپنی کتاب مختارات من الخطب المنبریہ میں گانے بجانے کی مفاسد ذکر کرکے فرماتے ہیں کہ:

عباد الله ان مفاسد استماع الاغاني كثيرة و افاته خطيرة۔

(۱) منها انه يفسد القلب و ينبت النفاق فيه كما قال غير واحد من السلف۔

(۲) انه يمحو من القلب محبة القرآن الكريم فانه لا يجتمع في القلب محبة القرآن و محبة الالحان لان القرآن وحی الرحمن و الغناء وحی الشيطان و لا يجتمع وحی الرحمن و وحی الشيطان الا اخرج احدهما الآخر۔

۳) و من مضار الغناء انه يتسخط الله عز و جل لانه يصد عن ذكره و عن طاعته۔

۴) و منها انه سبب لانواع العقوبات في الدنيا و الاخرة قال ابن قيم و الذي شاهدناه نحن و غيرنا و عرفناه بالتجارب انه ما ظهرت المعازف و الات اللهو فی قوم و فشت فيهم و اشتغلوا بها الا سلط الله عليهم العدو بلو بالقحط و الجدب و و لاة السوء.

۵) و من مضار استماع الاغانی انها مجلبة للشياطين فهم قرناء المغنين و المستعين و ما كان مجلبة للشياطين فهو مطرو ة للملائكة الا نهما ضدان لا تجتمعان فالبيت الذي ترتفع فيه الاصوات الاغانی تجتمع فيه الشياطين و تبعد عنه الملائكة.

(۶) و من مفاسد استماع الاغانی الترغيب في الزناء و الدعوة اليه و قد جاء في الحديث الغناء رقية الزنا. عباد الله طهروا ابيوتكم من هذه الانجاس و قطعوا هذه الاصوات الملعونة و اعمروها بذكر الله و تلاوة القرآن لعلكم تفلحون۔[159]

ترجمہ: اللہ کے بندو! گانے بجانے سننے کے مفاسد بہت زیادہ ہیں اور اس کے مصائب بھی بڑے بڑے ہیں۔

---

159 (مختارات من الخطب المنبریہ: ۲۵۸، ۲۵۹)

۱)ایک فساد تو یہ ہے کہ دل کو فاسد کرتا ہے اور اس میں منافقت پیدا کرتا ہے۔

۲)دوم یہ کہ دل سے قرآن مجید کی محبت ختم کرتا ہے،اس لئے کہ قرآن رحمن کی وحی ہے،اور گانا بجانا شیطان کی وحی ہے،تو رحمن اور شیطان کی وحی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے،ایک کو ضرور نکال دو۔

۳)تیسرا یہ کہ اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں،اس لئے کہ گانا بجانا آدمی کو ذکر و طاعت سے بند کر دیتا ہے۔

(۴)چوتھا ضرور یہ ہے کہ یہ قسم قسم عذابوں کے آنے کا سبب ہے جیسا کہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ یہ ہمیں تجربہ سے معلوم ہوا کہ ایک قوم میں آلات موسیقی اور لہو و عبث ظاہر ہو تو اللہ تعالی اس قوم پر دشمن مسلط کر دیتا ہے،قحط سالی،جابر،ظالم حکمران ان پر مسلط کر دیتا ہے۔

(۵)پانچواں ضرر یہ ہے کہ یہ گانے بجانے شیاطین کو قریب لاتا ہے،تو یہ شیاطین موسیقاروں اور اس کے سننے والوں کے دوست بن جاتے ہیں اور جو سبب شیاطین کے قریب کرنے کا ہے وہی سبب ملائک کے دور کرنے کا ہے۔اس لئے کہ ملائک اور شیاطین ایک دوسرے کی ضد ہیں،ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے،جس گھر میں گانے کی آواز میں ہوں،تو اس میں شیاطین جمع ہوتے ہیں اور ملائک دور چلے جاتے ہیں۔

ششم ضرر یہ ہے کہ اس میں زنا کی طرف ترغیب اور دعوت ہے،اور حدیث شریف میں ہے کہ گانے زنا کے لئے ایک دم ہے۔اے اللہ تعالیٰ کے بندو!اپنے گھروں کو اس پلید اور ناپاک چیزوں سے پاک کر دو،اور یہ یعنی آواز میں اپنے گھروں سے ختم کر دو،اور اللہ تعالیٰ کے ذکر اور قرآن مجید کی تلاوت سے اسے آباد کر دو،اس لئے کہ کامیاب ہو جاؤ۔

(۲) علامہ قرطبی کا فتوی:

وھذا دلیل علی أن الغناء محظور۔[160]

ترجمہ: اور یہ اس بات پر دلیل ہے کہ گانے گانا اور سننا منع اور حرام ہے۔

قاضی ظہیر الدین خوارزمی کا فتوی ہے:

من سمع الغناء او یری فعلا من الحرام فیحسن ذلک باعتقاد و بغیر اعتقاد یصیر مرتدا فی الحال۔[161]

جس نے کسی گانے والے سے گانا سنا یا کوئی حرام کام دیکھا اور اسے اچھا کہا تو یہ آدمی فوراً مرتد ہوا۔

اس لئے کہ اس نے شریعت کے حکم کو باطل کیا اور جو شریعت کے حکم کا بطلان کرتا ہے تو وہ مؤمن نہیں ہوتا۔

شیخ احمد سرہندی مجد دالف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ:

روایات و احادیث و روایات فقیہ در حرمت غناء بسیار است بحد یکہ احصائے ان تعذر است۔[162]

آیات مبارکہ اور احادیث مطہرہ اور فقہی روایات گانوں و موسیقی کی حرمت کے بارے میں بہت زیادہ ہے، جس شمار کرنا بھی مستعدر ہے۔

---

160 (الجامع لاحکام القرآن: ج ۱۴، ص ۵۵)

161 (المنتخاب من المکتوبات: ۱۷۴)

162 (المنتخبات من المکتوبات: ۱۷۴)

۵)صاحب برہنہ کا فتویٰ ہے:

ہفتاد ہفت مجتہد نعمانی بریں اتفاق کردہ اند و ہیچ کس از علماء نعمانی در میں مسئلہ اختلافی نیست۔[163]

ترجمہ: ۷۷ مجتہدین مذہب ابو حنیفہ کا اتفاق ہے کہ گانے گانا اور سنا حرام ہے اور کسی شخص کا احناف میں اس کا اختلاف نہیں۔

(۷)شہاب الدین سہر وردی کا فتوی ہے:

اجماع کردہ اند ھمہ علماء بر سماع و فتاہ مستحل او کافر است ولی بہ او منافق است۔[164]

ترجمہ: تمام علماء کا اجماع ہے کہ گانے گانا اور موسیقی سننا حرام ہے اور جو جائز سمجھے تو وہ کافر ہے اور جو اس میں مبتلا ہے وہ منافق ہے۔

(۸)علامہ ثعلبی کا فتویٰ:

الغناء وضرب البربط والطنبور والاوطار کل ذلک حرام ومن استحل فقد کفر ومن ابتلی بہ فھو منافق۔[165]

ترجمہ: گانے گانا، ڈھول بجانا، جمعہ مارنا ستار، رباب وغیرہ ترام ہے اور جو اسے حلال سمجھے تو کافر ہوا، اور جو اس میں مبتلا ہے وہ منافق ہے۔

(۹)ابو معین نسفی کا فتوی:

---

163 (ھدایت الابرابر:۸۸)

164 (ھدایت الابرار ۸۸)

165 (تذکرۃ الابرار والاشرار:۸)

ابو معین نسفی رحمہ اللہ پہلے شیعوں کا قول ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اہل السنۃ والجماعۃ والے کہتے ہیں کہ:

وکذالک الرقص والغناء والشعر وکل ذلک حرام۔

ترجمہ: اسی طرح رقص کرنا، گانے اور قبیح اشعار کہنا یہ سب حرام ہے۔

(۱۰) امام شافعی کا دوسرا فتویٰ:

خلقت ببغداد شیئا احدثه الزنادقه ویسمونه الغناء۔[166]

ترجمہ: بغداد میں زنادقہ نے ایک پیز شروع کردی اسے گانے موسیقی کہتے ہیں۔ مطلب یہ کہ یہ زناوقوں کا کام ہے۔

(۱۲) علامہ شعبی کا فتوی:

فرماتے ہیں کہ گانے والوں اور سننے والوں دونوں پر لعنت ہے۔[167]

۱۳) عمر بن عبد العزیز کا فتوی:

آپ نے اپنے بیٹے کے استاد کو لکھا کہ لیکن اول ما یعتقدون من ادابک بغض الملاھی بدءھا من الشیطان وعاقبتھا سخط الرحمن۔[168]

ترجمہ: یہ تلامیذ آپ سے سب سے پہلے یہ بات دیکھے کہ ان کا گانا بجانے اور سننے سے بغض و نفرت ہو، اس لئے کہ اس کا ابتداء شیطان سے ہے اور انجام اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو مول لینا ہے۔

---

166 (تذکرۃ الابرابر والاشرار، ص ۹)
167 (ٹنگ ٹکور ۱۸)
168 (اغانۃ اللھغان: ۱/۲۵۰)

۱۴) اور علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی کا فتوی: وظاهره ان الغنا كبيرة وان لم يكن للناس بل لاستماع نفسه۔[169]

ترجمہ: ظاہر مذہب یہ ہے کہ گانے گانا اور سننا گناہ کبیرہ ہے، اگر جا اگر چہ اور لوگوں کو نہ سنائے اور خود سنے۔

(۱۵) علامہ محمد خطاب کا فتویٰ

قال فی التوضیح الغناء ان کان بغیر الة فهو مکروه و ان کان بالة فان کانت ذات اوتار کالعود والطنبور فممنوع۔[170]

ترجمہ: توضیح میں کہا ہے کہ اگر گانے بغیر آلہ کے ہوں تو مکروہ ہیں اگر آلہ کے ساتھ ہوں اور آلہ تاروں والا ہو جیسے ستار، رباب تو ممنوع ہیں۔

(۱۶) امام غزالی کا فتوی:

وضعته الزنادقة ليشتغلوا به عن القرآن۔[171]

ترجمہ: یہ زنادقہ نے وضع کئے ہیں تاکہ لوگ قرآن سے مشغول کریں۔

۱۷) امام نووی کا فتویٰ:

وَإِنْ كَانَ سَمَاعُهُ مِنَ الْأَجْنَبِيَّةِ كَانَ أَشَدّ كَرَاهَةٍ, وَالْغِنَاءُ بِآلَاتٍ مُطْرِبَةٍ هُوَ مِنْ شِعَارِ شَارِبِي الْخَمْرِ۔[172]

---

169 (بحر الرائق: ۷/۸۸)

170 (مواهب الجلیل (۸/۳۸۷)

171 (احیاء العلوم الدین ۲/۳۳۹)

172 (مرقات: ج۷، ص ۳۰۲۴)

ترجمہ: اگر گانے سننا اجنبی عورتوں سے ہوں تو یہ بخت مکروہ ہے اور آلات کے ساتھ گانے گانا ہو تو یہ آدمی میں مستی پیدا کرتا ہے اور یہ شرابیوں کا طریقہ ہے۔

(۱۸) علامہ قاضی خان کا فتویٰ

استماع الملاھی معصیة و الجلاس علیھا فسق و التلذذ بھا کفر۔[173]

ترجمہ: گانوں کا سننا آلات کے ساتھ گناہ کبیرہ ہے اور اس کو بیٹھنا فسق ہے اور اس سے مزا حاصل کرنا کفر ہے۔

۱۹) شیخ الاسلام برہان الدین مرغینانی کا فتوی:

و دلت المسئلة علی ان الملاھي کلھا حرام حتی التثنی بالقصب۔[174]

ترجمہ: دلالت کرتا ہے مسئلہ اس پر کہ عبیات (جیسے گانے گانا، ڈھول بجاتا وغیرہ سب حرام ہیں، یہاں تک کہ بانسری بجانا بھی حرام ہے۔

۲۰) علامہ ابن قیم جوزئی کا فتویٰ:

الغناء صوت الشیطان۔[175]

ترجمہ: گانے گانا اور موسیقی شیطان کی آواز ہے۔

(۲۱) امام سیوطی کا فتوی:

و من ذلک ما احدث من السماع و الرقص و الوجد و فاعل علی ذلک ساقط المروءة و مردود الشھادة عاص اللہ و رسولہ و ھو محظور۔[176]

---

173 (قاضی خان ۳۶۵/۴)

174 (ھدایہ: ۴۲۹/۴)

175 (بدائع التفسیر: ۳/۸۸)

176 (الامر بالاتباع و النھي عن الابتداع ۳/۹۹)

ترجمہ: بعض ناجائز کاموں میں سے وہ بدعات بھی ہیں جو نو پید اشدہ ہیں جیسے قوالی، ناچنا اور وجد میں آنا ان کاموں کے کرنے والے لوگوں کی نظروں سے گرا ہوا ہے اور اس کی گواہی وشہادت رو کی جائے گی اور یہ شخص اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ اسلم کا نافرمان ہے اور یہی عمل ناجائز ہے۔

میرے عزیزو! یہاں ہمارا یہ مدعی واضح ہوا کہ جو کوئی ناچتا ہے تو وہ لوگوں کی نظروں سے گر جاتا ہے اور اس کی گواہی قبول نہیں اور یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صل اللہ علیہ سلم کا نافرمان اور مخالف ہے اور یہ کل ناجائز ہے تو یہ آدمی ناجائز کر رہا ہے۔

پھر علامہ سیوطی نے ایک عنوان قائم کیا ہے اپنی کتاب الامر ابالاتباع، ص۹۹ میں: **ادلة تحريم الغناء:** دلائل حرمت موسیقی کے بارے میں۔ تو اس باب میں آیا ہے قرآنیہ، احادیث نبویا اور اقوال انسان تفصیل سے ذکر فرمائے ہیں۔

(۲۲) امام طبری کا قول:

قال الطبري رحمه الله: أجمع علماء الأنصار على كراهة الغناء، والمنع عنه۔[177]

ترجمہ: امام طبری فرماتے ہیں کہ تمام شہروں کے علماء نے موسیقی کی کراہت پر اجماع کیا ہے اور اس سے منع کیا ہے۔

تو اس سے یہ فائدہ ظاہر ہوا کہ اگر تمہارے سامنے کوئی موسیقی سنے تو اس کو منع کرو یہ نہیں کہ اس کا اپنا عمل ہے مجھے کیا؟ اگر طاقت ہو تو ہاتھ سے منع کر دو، ہاتھ سے بند کرنے اور منع کرنے کی طاقت نہیں تو زبان سے اس کی تردید کر دو، اگر یہ بھی طاقت نہیں تو دل میں بُرا سمجھو، مگر اس کا

---

[177] (الأمر بالاتباع، ج ۱، ص ۱۰۱)

مطلب یہ ہرگز نہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھو، مگر اس کا مقصد یہ ہے کہ اس جگہ سے چلے جاؤ، اور یہ اس کے فعل سے مخالفت کی علامت ہے۔

(۲۳) علامہ مناوی کا فتویٰ

قال المناوی یایھا الناس صفقة في غاية الخسران حيث باع سماع الخطاب من الرحمن بسماع المعازف والألحان والجلوس على منابر الدر والياقوت بالجلوس في مجالس الفسوق۔[178]

ترجمہ: امام مناوی فرماتے ہیں کہ اے لوگو! آئیں تاکہ تعجب کریں اس بیچ پر جس کا انتہا گھائی اور تاوان ہے، اس لئے کہ بیچ دیا اس نے مہربان بادشاہ کی باتیں موسیقی سننے سے اور شعری کلام سے اور بیچ دیا موتیوں اور یاقوت کے منبروں پر بیٹھنے کو فاسقوں کی مجالس پر۔

مطلب یہ ہے کہ اگر دنیا میں کلام الرحمن سنتا تو قیامت کے موتیوں اور جواہر کے منبر پر بیٹھتا لیکن قرآن کو چھوڑ کر گانا بجانے اور موسیقی کو لے لیا اور منابر یاقوت کو چھوڑ کر فساق کی مجالس میں بیٹھا۔

(۲۴) قاسم بن محمد کا فتویٰ:

یہ ہے کہ اس سے ایک آدمی نے موسیقی اور گانے بجانے کے متعلق دریافت کیا کہ:

"سنوں یا نہ سنوں؟"

تو آپ نے فرمایا کہ:

میں تمہیں اس کے سننے سے منع کرتا ہوں اور یہ تمہارے لئے برا سمجھتا ہوں۔

تو اس شخص نے کہا: "حرام ہے کیا؟"

---

178 (فیض القدیر، ج ۴، ص ۴۱۳)

تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ:

اللہ تعالیٰ جب حق اور باطل کو جدا کرے اور تم سے پوچھے کہ موسیقی حق میں داخل کرتے ہو یا باطل میں؟ مطلب یہ ہے کہ یہ ایک باطل عمل اور باطل حرام ہے، تو نتیجہ یہ نکلا کہ موسیقی، گانا بجانا حرام ہے۔[179]

(۲۵) فضیل بن عیاض کا فتویٰ:

الغناء رقية الزناء۔[180]

ترجمہ: گانے اور موسیقی زنا کے لئے جادو اور دم ہے۔

یعنی اس سے آدمی زنا کی طرف آمادہ ہوتا ہے، تو قاعدہ اور قانون ہے کہ جب واجب کا مقدمہ واجب ہوتا ہے اور حرام کا مقدمہ حرام ہوتا ہے تو گانا اور موسیقی زنا کا مقدمہ ہے اور زنا حرام ہے تو یہ بھی حرام ہے۔

۲۶) امام ضحاک کا فتویٰ:

الغناء مفسدة للقلب مسخطة للرب۔[181]

ترجمہ: موسیقی دل کو خراب کرتا ہے اور رب کی ناراضگی کا ذریعہ ہے۔

۲۷) یزید بن ولید کا فتویٰ:

يا بني أمية، إياكم و الغناء، فإنه يزيد الشهوة، ويهدم المروءة وإنه لينوب عن الخمر۔[182]

---

179 (سنن کبری: ۳۲۳/۱۰)

180 (ذم الملاهی: ۴۲، تلبیس ابلیس: ۳۳۵)

181 (اغاثة اللهغان: ۱/۲۵۰، تلبیس ابلیس: ص ۳۳۵)

182 (البدایه والنهایه: ۱۰/۱۶، اغاثة اللهغان: ۱/۲۳۵)

ترجمہ: اے بنو امیہ! تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ موسیقی اور گانے بجانے سے اپنے آپ کو بچالو ،اس لئے کہ اس سے شہوت بڑھتا ہے اور آدمیت غیرت و مروت کو ختم کر دیتا ہے اور یہ شراب کے قائم مقام ہے۔

(۲۸)امام احمد بن حنبل کا فتویٰ:

يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ۔[183]

ترجمہ: موسیقی، گانا بجانا دل میں منافقت پیدا کرتا ہے۔ تو کسی نے پوچھا کہ اگر کسی نے یہ قصیدہ پڑھا تو کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ:

"اکرھہ وھو بدعۃ ولا تجالسوھم"۔

میں اسے کریہہ سمجھتا ہوں اور یہ بدعت ہے ان لوگوں کے ساتھ مت بیٹھو۔

(۲۹)امام ابن جوزی کا فتویٰ:

وکم قد فتنت الاصوات بالغناء من زاھد و عابد و قد ذکرنا جملۃ من احیاءھم في کتابنا المسمی بذم الھوی: ۲۳۵۔

ترجمہ: بہت سے عابد اور زاہد موسیقی اور گانوں کی وجہ سے فتنوں اور گمراہیوں میں گرفتار ہوئے ہیں اور میں نے اس کے بہت سے واقعات اپنی کتاب ذم الھویٰ میں ذکر کئے ہیں۔

(۳۰)امام سیوطی کی نصیحت:

فینبغي للعاقل ان ینصح لنفسه و اخوانه و یحذرهم مکائد الشیطان۔[184]

---

183 (الامر بالاتباع: ج ا، ص ۱۰۲)

184 (الامر بالاتباع ۱۱۳)

ترجمہ: ہوشیار اور عاقل آدمی کو چاہیئے کہ اپنے آپ کو اپنے بھائیوں اور دوستوں کی خیر خواہی کرے اور ان کو شیطان کے مکائد وفریب سے بچایئے۔

پھر فرماتے ہیں کہ:

لولا خوف الإطالة لاستقصينا ما ورد في ذلک، ولكن العاقل الفطن الموفق من قبل نصح الناصح بأخصر عبارة وعرف الحق واتبعه بأدنى إشارة۔[185]

ترجمہ: اگر کتاب کی طوالت کا ڈار نہ ہوتا تو ہم ان تمام روایات کو مکمل ذکر کرتے جو اس بارے میں وارد ہوئی ہیں لیکن دانا اور عاقل آدمی وہ ہے جو ناصح کی نصیحت کو قبول کرے، چھوٹی سی عبارت سے اور حق کو پہچانے اور اس کی تابعداری ادائی اشارو پر کرے۔

(۳۱)صاحب زخیری کا فتوی:

واعلم ان الغنی مع جمیع انواعہ حرام عند علمائنا۔[186]

ترجمہ: جان لو کہ ہمارے علماء کے نزدیک موسیقی اپنے تمام انواع واقسام کے ساتھ حرام ہے۔

(۳۲) شیخ عبد القادر جیلانی کا فتویٰ:

غنیۃ الطالبین میں فصل ادب الاکل والشرب میں بحث ذکر فرماتے ہیں کہ:

فان حضرہ منکر کالطبل والمزمار والرباب والمعازف، الخ۔

ترجمہ: اگر کسی دعوت میں منکر اور ناجائز کام ہو جیسی ڈھول، بانسری، رباب اور موسیقی وغیرہ تو اس دعوت کو قبول کرنا ناجائز ہے۔

(۳۳)مفتی اعظم مولانا رشید احمد لدھیانوی کا فتوی:

---

185 (الأمر بالاتباع، ج ۱، ص ۱۰۴)

186 (مائۃ مسائل، ص ۱۲۰)

شریعت مطہرہ میں موسیقی کی حرمت کا مسئلہ ایسا بدیہی ہے جس پر دلیل پیش کرنے کی چنداں حاجت نہیں۔[187]

اس کو جائز قرار دینا ایسا ہے جیسے زنا، شراب، رشوت، سود اور جوا کو جائز قرار دیا۔

(۳۴) شیخ عبد الرزاق بشرزی کا فتویٰ

کہا گیا کہ گانے بجانے اور موسیقی موجودہ دور میں سخت حرام ہے بہ نسبت گزشتہ دور کے، اس لئے کہ اس سے مسلمان ہر جگہ اللہ کی عبادت سے غافل ہوتے ہیں۔[188]

(۳۵) عبد الرزاق بشرزی کی نصیحت:

میری ہر مسلمان کو نصیحت ہے کہ وہ خود اور اپنے اہل وعیال کو گانا بجانے اور موسیقی سے بچائے۔

(۳۶) شاہ محمد اسحاق کا فتوی:

نواختن نقارہ برائے اعلان نکاح حرام است۔[189]

ترجمہ: نقارہ کا بجانا بوقت اعلان نکاح حرام ہے۔

(۳۷) فتاوی کبیری کا فتویٰ:

زدن طبل وشنیدن آن دام است زیراسہ این همہ راهی است۔[190]

ترجمہ: اول بجانا اور سننا حرام ہے اس لئے کہ یہ تمام ہو کے سامان ہیں۔

---

187 (احسن الفتاوی: ۸/۳۷۹)
188 (ٹنگ ٹکور ۴۰)
189 (مسائل اربعین: ۲۱)
190 (مسائل اربعین، ۲۱)

(۳۸) فتاوی حمادیہ کا فتوی:

و یحرم استعمال الات اللتي تطرب من غير غناء كالعود و الطنبور و المعرفة و الطبل و المزمار۔[191]

ترجمہ: وہ آلات جو آدمی میں مستی پیدا کرے بغیر گانوں کے جیسے ستار، رباب ڈھول اور بانسری وغیرہ استعمال کرنا حرام ہے۔

(۳۹) صاحب ترجیح کا فتوی:

و الانكحة اللتي تنعقد في مجالس الملاهي و المزامير تكون مختلف فيها بو جهين احدهما يفسق الولى لانه هو الذي احضر الملاهي و المعازف و امرهم بذلک و اعطى المغنين على ذالک الاجرة و الثانى ان الحاضرين صار و افسقة لاستماعهم ذلک فلم ليبق الوليا و الحاضرين شهودا۔[192]

ترجمہ: وہ شادیاں جن میں لہو ولعب کے یہ اسباب و آلات استعمال ہو تو نکاح صحیح نہ ہوا اور مختلف فیہ بن گیا، اس لئے کہ ایک تو ولی فاسق ہو گیا، اس لئے کہ اس نے خود آلات لہو حاضر کئے اوروں سے بھی گناہ کرایا اور گویوں کو اس پر اجرت دیا۔ دوم یہ کہ جتنے بھی لوگ یہاں حاضر تھے سب فاسق ہو گئے اور فاسق کی گواہی قبول نہیں ہوتی تو ولی ولی نہ رہا اور گواہ گواہ نہ رہا۔

(۴۰) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قول اور واقعہ:

شاہ محمد اسحاق نے مسائل اربعین میں ذکر کیا ہے:

---

[191] (مسائل اربعین، ص ۲۲)

[192] (مسائل اربعین، ۲۲)

حکی ان موسی لما رجع غضبان اسفًا و استمع الصیاح و کانوا یرقصون حول العجل ویضربون الدفوف و المزامیر فقال ھذا صورۃ الفتنۃ۔[193]

(۴۱) شیخ اکمل الدین کا فتویٰ:

شیخ اکمل الدین در کتاب اشراق گفتہ اند کہ غنا نزدیک امام ابی حنیفہ واہل عراق حرام است۔

ترجمہ: جب حضرت موسی علیہ السلام اپنے قوم سے ناراض اور غصہ ہوا تو جب انہوں دیکھا کہ وہ کچھ چیخ کر بچھڑے کے ارد گرد گھوم کر ناچ رہے تھے اور سیٹھیاں بجا رہے تھے، تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ فتنے کی شکل ہے۔[194]

ترجمہ: شیخ اکمل الدین نے اپنی کتاب اشراق میں فرمایا ہے کہ گانے اور موسیقی امام اعظم ابو حنیفہ اور اہل عراق کے نزدیک حرام ہیں۔

ودر خبر است کہ صوفی چون رقص میکند شیطان انگشت در براو در می اورند۔[195]

ترجمہ: خبر میں ہے کہ صوفی جب ناچتا ہے تو شیطان پیچھے سے انگلی دیتا ہے۔

(۴۲) قاسم بن محمد کا دوسرا فتویٰ:

[193] (مسائل اربعین ۳۱)

[194] (ھدایت الابرار: ۸۸)

[195] (ھدایت الابرار، ص ۸۹)

الْغِنَاءُ بَاطِلٌ وَ الْبَاطِلُ فِي النَّارِ۔[196]

ترجمہ: غناء باطل ہے اور باطل آگ میں ہو گا۔

یہاں الغناء باطل صغری ہے۔ و الباطل في النار قیاس کبری ہے۔ تو یہاں باطل باطل حد اوسط نکال کر نتیجہ یہ ہو گا کہ فالغناء فی النار کہ گانے بجانے، موسیقی جہنم میں ہوں گے اور جو موسیقی سنے گا تو وہ بھی جہنم میں ہو گا۔

(۴۳) علامہ قرطبی نے علماء کا اجماع نقل فرمایا ہے:

وَلِهَذِهِ الْآثَارِ وَغَيْرِهَا قَالَ الْعُلَمَاءُ بِتَحْرِيمِ الْغِنَاءِ۔[197]

ترجمہ: اس اثار اور اس کے علاوہ علماء نے قول فرمایا ہے حرمت موسیقی پر۔

یعنی موسیقی، گانے سننا حرام ہے اور اس پر علامہ قرطبی نے بہت سی روایات نقل کی ہیں۔

(۴۴) علامہ قرطبی کا فتویٰ:

الِاشْتِغَالُ بِالْغِنَاءِ عَلَى الدَّوَامِ سَفَهٌ تُرَدُّ بِهِ الشَّهَادَةُ۔[198]

ترجمہ: موسیقی گانوں پر مداومت کرنا حماقت ہے اور اس سے گواہی رد کی جاتی ہے۔

(۴۵) ابو الفرج اور د قفال کا فتویٰ

قَالَ أَبُو الْفَرَجِ: وَقَالَ الْقَفَّالُ مِنْ أَصْحَابِنَا: لَا تُقْبَلُ شَهَادَةُ الْمُغَنِّي وَ الرَّقَّاصِ۔[199]

ترجمہ: ابو الفریج اور فعال فرماتے ہیں کہ گانے والے اور ناچنے والے کی گواہی قبول نہیں ہوتی۔

---

196 (قرطبی، ج ۱۴، ص ۵۲)

197 (تفسیر قرطبی: ج ۱۴، ص ۵۴)

198 (تفسیر قرطبی، ج ۱۴، ص ۵۵)

199 (تفسیر قرطبی: ج ۱۴، ص ۵۶)

۴۶) محمد بن منکدر کا قول

بَلَغَنا أَنّ اللهَ تَعَالَى يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: (أَيْنَ عِبَادِي الَّذِينَ كَانُوا يُنَزِّهُونَ أَنْفُسَهُمْ وَأَسْمَاعَهُمْ عَنِ اللَّهْوِ وَمَزَامِيرِ الشَّيْطَانِ أَحِلُّوهُمْ رِيَاضَ الْمِسْكِ وَأَخْبِرُوهُمْ أَنِّي قَدْ أَحْلَلْتُ عَلَيْهِمْ رِضْوَانِي). وَرَوَى ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ مِثْلَهُ، وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهِ (الْمِسْكِ: ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ أَسْمِعُوهُمْ حَمْدِي وَشُكْرِي وَثَنَائِي، وَأَخْبِرُوهُمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔ [200]

ترجمہ: محمد بن منکدر فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ اللہ تعالی قیامت کے دن فرمائے گا کہ کہاں ہیں میرے وہ بندے جنہوں نے خود کو اور اپنے کانوں کو عبثیات ولہویات اور بانسری (ڈھول وغیرہ) شیطان سے بچایا ہو، میں آج ان کو مشک کے باغات میں داخل کروں گا اور انہیں خبر دو کہ میں نے ان پر اپنی رضا نازل فرمائی، پھر فرشتوں سے فرمائے گا کہ سناؤ ان کو میر احمد، شکر اور صفت اور اپنی خبر دو کہ نہ تو مستقبل کے لئے پریشان اور ڈر میں ہوں گے اور نہ ماضی پر افسوس کریں گے۔

۴۷) حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی کا فتویٰ:

[200] (تفسیر قرطبی، ج ۱۴، ص ۵۳)

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید نے اس بحث کا تذکرہ اپنی کتاب "آپ کے مسائل اور اُن کا حل" ۷/ ۳۳۸ تا ۳۵۵ میں فرمایا ہے۔ میں ان کا اختصار کرنے پر اکتفاء کرتا ہوں۔ آپ نے سوال کے جواب میں جس میں ان سے پوچھا گیا ہے کہ:

س: ایک عورت کہتی ہے کہ میں گانوں اور ٹیوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے دین کی پیغامات کو لوگوں تک پہنچاتی ہوں تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

ج: گانے کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔

س: کیا یہ درست ہے کہ موسیقی روح کی غذا ہے؟ ملخصا۔

ج: یہ تو صحیح ہے کہ موسیقی روح کی غذا ہے مگر شیطانی روح کی غذا ہے انسانی روح کی نہیں، انسانی روح کی غذا ذکر الٰہی ہے۔[201]

ایک دوسرے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ:

ج: گانے معیاری ہوں یا گھٹیا حرام ہیں۔[202]

۴۸) صاحب المنفق کا فتویٰ

ضرب المزامیر و استماعها حرام۔[203]

ترجمہ: بانسری بجانا اور سننا حرام ہے۔

(۴۹) فتاوی کبری کا فتوی:

---

201 (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۷/۳۳۸)

202 (آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ۷/۳۳۳)

203 (حاشیہ تفسیر مظھری: ۷/۲۴۷)

يحرم ضرب الطبل و استماعه لانه من الملاهي۔[204]

ترجمہ: ڈھول بجانا اور سننا حرام ہے، اس لئے کہ یہ لہو کے اسباب میں سے ہیں۔

۵۰) قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا فتویٰ

اتخاذ المعازف و المزامير حرام باتفاق العلماء الامصار و عن الله أبي هريرة انه قال نهى رسول صلى الله عليه و سلم عن ثمن الكلب و كسب الزمارة۔[205]

ترجمہ: ڈھول بنانا، بانسری بنانا حرام، اس پر تمام شہروں کے علماء کا اتفاق ہے اور حرمت کی دلیل حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کتوں کی قیمت سے اور بانسری کے کاروبار ہے۔

دوسری جگہ قاضی ثناء اللہ ذکر فرماتے ہیں:

قالت الفقهاء الغناء حرام بهذه الاية لكونه لهو الحديث۔[206]

مسئلہ یہ ہے عام فقہاء فرماتے ہیں کہ گانے اور موسیقی حرام ہے، اس آیت سے جو سورۃ لقمان میں ہے کہ بعض لوگ پسند کرتے ہیں لهو الحديث اور یہی گانے، موسیقی بھی لهو الحديث ہیں۔

تیسری جگہ فرماتے ہیں کہ:

فحملنا احاديث الغناء على ما كان منه على قصد اللهو داعيا الى الفسوق لالغرض مشروع۔[207]

---

[204] (حاشیہ تفسیر مظہری:۷/۲۴۷)
[205] (تفسیر قرطبی:۷/۲۳۸،۳۳۷)
[206] (تفسیر مظہری:۳۳۸)
[207] (تفسیر قرطبی: ۷/۲۳۹)

ترجمہ: پس ہم حمل کرتے ہیں وہ احادیث جو دلالت کرتے ہیں حرمت فناء پر اپنی جگہ جو بطریق پھو ہو اور دعوت دیتا ہو فسق وفجور کو اور جو ڈھول جائز کام کے لئے بجایا جائے جیسے غازیوں کو تو یہ جائز ہے۔

(۵۱) علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فتویٰ

قيل: الغناء جاسوس القلب وسارق المروءة والعقول يتغلغل في سويداء القلوب ويطلع على سرائر الأفئدة ويدب إلى بيت التخييل فينشر ما غرز فيها من الهوى والشهوة۔[208]

ترجمہ: کہا گیا کہ گانے، موسیقی دل کا جاسوس ہے اور چور ہے، آدمیت اور عقول اور جوش مارتا ہے دل کے بیچ میں اور دل کے رازوں پر اطلاع پاتا ہے اور آہستہ آہستہ چلتا ہے خیالات کے گھروں میں تو پھیلاتا ہے وہ عشق و شہوت بھوئے ہوئے کو۔

مطلب یہ ہے کہ موسیقی اور گانوں کا ایک نقصان یہ ہے کہ دل کی بہی کرتا ہے، دل میں جو غلط خیالات ہوں جب گانے سنے تو وہ اُبھر جاتے ہیں اور ظاہر ہوتے ہیں۔

اس طرح علامہ آلوسی نے ذکر کیا ہے:

فبینما تری الرجل وعلیه سیمت الوقار وبهاء العقل وبهجة الایمان ووقار العلم کلامه حكمة و سكوته عبدة فاذا ي الغناء يسمع نقص عقله و حياءه و ذهبت مروته وبهاءه فیستحسن ما کان قبل السماع یستقبحه ویبدی من اسراره ما کان یکتمه۔[209]

ترجمہ: تو تم دیکھو گے ایک آدمی کو جس پر عزت کی نشانی ہو گی، شرافت اور خوبصورتی عقل کی ہوتی ہے، تازگی ایمان کی ہوتی ہے، عزت علم کا ہوتا ہے اگر بات کرتے ہو، تو باتیں حکمت کی ہیں، اگر

---

[208] (روح المعانی، ج ۱۱، ص ۶۸)
[209] (تفسیر روح المعانی: ۲۱/۲۸)

خاموش ہو جاؤ تو خاموش بیٹھنا عبرت ہے، جب یہ آدمی گانے سنے تو عقل کم ہوتا ہے، حیاء کم ہوتی ہے، آدمیت چلا جاتا ہے، تو بڑے عمل کو اچھا سمجھتا ہے، جسے پہلے بُرا سمجھتا اور ظاہر کرتا ہے ان رازوں کو جسے پہلے چھپاتا تھا۔

پھر فرماتے ہیں:

فحکی تحریمه عن الامام ابي حنيفة رضی الله عنه والقاضی و ابو الطيب والقرطبي والماوردی والقاضی عياض۔[210]

ترجمہ: پس نقل کیا ہے امام اعظم ابو حذیفہ سے قاضی ابوطیت، قرطبی، ماوردی اور قاضی خان سے موسیقی کی حرمت۔

صاحب فتاوی تاتارخانیہ کا فتویٰ

وفي التاتارخانية اعلم ان التغني حرام في جميع الاديان۔[211]

ترجمہ: فتاویٰ تاتارخانیہ میں ذکر ہے کہ جان لو کہ گانے گانا اور سننا حرام ہے تمام دینوں میں۔

وذکر الامام ابوبکر الطرسوسی فی کتابه في تحريم السماع۔

ترجمہ: امام ابو بکر الطرسوی اپنی کتاب تحریم السماع میں فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ حرام ہے۔

شیخ ابن تیمیہ کا فتوی:

وذکر شيخ ابن تيمية ان اکثر اصحابهم علی التحريم۔[212]

ترجمہ: شیخ ابن تیمیہ نے ذکر کیا ہے کہ اکثر علماء حنابلہ کا مذہب موسیقی کی حرمت پر ہے۔

---

210 (روح المعانی:۲۱/۶۸)

211 (روح المعانی:۲۱/۶۸)

212 (تفسیر روح المعانی: ۲۱/۲۹)

امام محاسبی کا فتویٰ

وقال المحاسبي في رسالة الانشاء الغناء حرام كالميتة۔

ترجمہ: امام محاسبی فرماتے ہیں کہ رسالۃ الانشاء میں کہ موسیقی اور گانے میتۃ (مردار) کی طرح حرام ہیں۔[213]

امام بغوی اور ان کے تلامذہ کا فتویٰ:

وذكر بعض تلامذة البغوى فى كتابه الذي سماه التقريب ان الغناء حرام فعله وسماعه۔[214]

ترجمہ: امام بغوی کے بعض تلامذہ سے اس کی کتاب تقریب میں ذکر کیا ہے کہ گانے گانا اور سننا حرام ہے۔

ابن صلاح کا فتوی:

وقال ابن صلاح فان هذا السماع حرام باجماع اهل الحل و العقدة من المسلمين۔[215]

ترجمہ: ابن صلاح فرماتے ہیں کہ یہ گانوں کا سننا مسلمانوں کے اہل الحل والعقد کے اجماع پر حرام ہے۔

صاحب منہاج کا فتوی:

يكره الغناء بلا آلة۔[216]

ترجمہ: گانے سننا بغیر آلے کے مکروہ ہیں۔

---

213 (روح المعانی، ٢١/٦٩)
214 (روح المعانی ٢١/٦٩)
215 (روح المعانی: ٢١/٦٩)
216 (روح المعانی: ٢١/٦٨)

یعنی جس کے ساتھ ڈھول، رباب وغیرہ نہ تب بھی مکروہ ہیں۔

عزبن عبد السلام کا فتوی:

کسی نے پوچھا ہے کہ محبت کے اشعار، ناچنا کیسا ہے؟

تو اس نے جواب دیا کہ:

الرقص بدعة لا يتعاطاه الا ناقص العقل۔[217]

ترجمہ: ناچنا بدعت ہے اسے نہیں کرتا مگر ناقص عقل والا۔

مشہور عالم دین حضرت جنید کا فتویٰ:

ونقل القاضي حسين عن جنيد انه قال الناس في السماع اما عوام وهو حرام عليهم۔[218]

ترجمہ: نقل کیا ہے قاضی حسین نے جنید سے اس نے فرمایا ہے کہ اس کے سننے والے یا تو عوام لوگ ہیں تو گانے اور موسیقی ان کے لئے حرام ہیں۔

علامہ قشیری کا فتویٰ:

علامہ قشیری نے پہلے فتویٰ کے لئے چند شرائط ذکر فرمائی ہیں:

وبه يتبين تحريم السماع على اكثر السماع على اكثر متصوفة الزمان۔

ترجمہ: ان شرائط سے یہ بات واضح طور پر ظاہر ہوئی کہ یہ حرام ہے گانوں کا سننا اکثر صوفیاء کے زمانے میں۔

آلاتِ موسیقی و سماع فقہاء کرام کی نظر میں:

---

217 (تفسیر روح المعانی: ۲۱/۷۱)

218 (تفسیر روح المعانی: ۲۱/۷۱)

علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فاما ابتدعه الصوفية اليوم من الادمان على سماع المغانى بالالات المطربة من الشبابات والطار والمعازف والاوتار فحرام۔219

ترجمہ: لیکن آج کل صوفیوں نے آلاتِ موسیقی (سازوں) کے ساتھ قوالی سننے کی جو بدعت اختیار کرلی ہے اور اس کو دائمی معمول بنایا ہوا ہے، یہ حرام ہے۔

علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ولا اعتبار كما ابدعته الجيلة من الصوفية فی ذالک فانک اذا تحققت اقوالهم فی ذالک ورايت افعالهم وقفت على آثارهم الزندقة منهم۔220

ترجمہ: اور جاہل صوفیوں نے موسیقی میں جو بدعات اختیار کرلی ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں ہے، کیونکہ جب تم موسیقی میں ان کے اقوال پر غور کروگے اور ان کے افعال کو دیکھوگے تو ان میں زندیقی (بے دینی) کے آثار پاؤگے۔

حضرت ملا نظام الدین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

السماع والقول والرقص اليه والجلوس عليه۔221

قوالی سننا اور گانا، اور ہمارے زمانہ کے بناوٹی صوفیوں کا ناچنا حرام ہے، وہاں جانا اور وہاں بیٹھنا جائز نہیں ہے۔

حضرت مولانا امجد علی اعظمی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

219(الجامع لاحکام القرآن ج14ص56)
220(عمدۃ القاری ج6ص 271)

221(فتاوی عالمگیری ج5ص 352)

متصوفۂ زمانہ (بناوٹی صوفی) کہ مزامیر (آلات موسیقی) کے ساتھ قوالی سنتے ہیں، اور کبھی اچھلتے کودتے اور ناچنے لگتے ہیں، اس قسم کا گانا بجانا جائز ہے، ایسی محفل میں جاتا اور وہاں بیٹھنا ناجائز ہے، مشائخ سے اس قسم کے گانے کا کوئی ثبوت نہیں، جو چیز مشائخ سے ثابت ہے وہ فقط یہ ہے کہ اگر کسی نے ان کے سامنے کوئی ایسا شعر پڑھ دیا جو ان کے حال و کیف کے موافق ہے تو ان پر کیفیت و رقت طاری ہو گئی اور بے خود ہو کر کھڑے ہو گئے اور اس حال وارفتگی میں ان سے حرکات غیر اختیاریہ صادر ہوئیں اس میں کوئی حرج نہیں، مشائخ و بزرگانِ دین کے احوال اور ان متصوفہ کے حال و قال میں زمین و آسمان کا فرق ہے، یہاں مزامیر (آلات موسیقی) کے ساتھ محفلیں منعقد کی جاتی ہیں جن میں فساق وفجار کا اجتماع ہوتا ہے، نااہلوں کا مجمع ہوتا ہے، گانے والوں (قوالوں) میں اکثر بے شرع ہوتے ہیں، تالیاں بجاتے ہیں اور مزامیر کے ساتھ گاتے ہیں اور خوب اچھلتے کودتے ہیں، ناچتے تھرکتے ہیں اور اس کا نام حال رکھتے ہیں، ان حرکات کا صوفیائے کرام کے احوال سے کیا نسبت، یہاں سب چیزیں اختیاری ہیں، وہاں بے اختیاری تھیں۔[222]

کرام کی عبارات سے معلوم ہوا کہ قوالی فی نفسہ حرام نہیں ہے، بلکہ جائز و

مستحب ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور

دیگر وعظ و حکمت پر مشتمل کلام پڑھا جاتا ہے اور اس کلام کی تاثیر یہ ہوتی ہے کہ محبت کا

222(بہار شریعت ج16ص111)

جو جذبہ خفتہ اور پوشیدہ ہوتا ہے وہ اس محبت کی آگ کو بھڑکا دیتا ہے، لیکن اس میں شامل آلات موسیقیہ اور دیگر خرافات و غیر شرعی حرکات اس کے ناجائز و حرام ہونے کا سبب بنتے ہیں۔

اباحتِ قوالی کے لیے شرائط:

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وما يفعله متصوفة زماننا حرام لا يجوز القصد والجلوس إليه ومن قبلهم لم يفعل كذلک وما نقل أنه عليه الصلاة والسلام سمع الشعر لم يدل على إباحة الغناء ويجوز حمله على الشعر المباح المشتمل على الحكمة والوعظ (الى قوله) إن كان السماع سماع القرآن والموعظة يجوز وإن كان سماع غناء فهو حرام بإجماع العلماء ومن إباحة من الصوفية فلمن تخلى عن اللهو وتحلى بالتقوى واحتاج إلى ذلک احتياج المريض إلى الدواء وله شرائط ستة أن لا يكون فيهم أمرد وأن تكون جماعتهم من جنسهم وأن تكون نية القول الإخلاص لا أخذ الأجر والطعام وأن لا يجتمعوا لأجل طعام أو فتوح وأن لا يقوموا إلا مغلوبين وأن لا يظهروا وجدا إلا صادقين۔ والحاصل أنه لا رخصة في السماع في زماننا لأن الجنيد رحمه الله تعالى تاب عن السماع في زمانه۔

ترجمہ: اور ہمارے زمانہ کے بناوٹی صوفی (محفل سماع میں) جو حرکتیں کرتے ہیں وہ حرام ہے، اسی لیے ان کے پاس جاتا اور ان کے پاس بیٹھنا جائز نہیں ہے، اور ان سے پہلے لوگ ایسا نہیں کرتے تھے، اور حضور صلی اللہ علیہ آلہ واصحابہ وسلم سے جو شعر سننا منقول ہے وہ غناء کے مباح ہونے کی دلیل نہیں ہے اور آپ صلی اللہ علیہ آلہ واصحابہ وسلم ایسے مباح شعر سنتے جو وعظ وحکمت

(جیسے مضامین) پر مشتمل ہوتے تھے اور اگر سماع سے مراد قرآن اور وعظ ونصیحت پر مشتمل کلام سننا ہو تو جائز ہے، اور اگر اس سے مراد غناء (گانا) سننا ہو تو باتفاق علماء حرام ہے۔اور صوفیائے کرام میں سے جس نے اس (سماع) کو مباح قرار دیا ہے تو اس شخص کے لئے جو لہو ولعب اور خرافات ونفس پرستی سے خالی ہو اور تقویٰ وپرہیز گاری سے اس کا دل مزین ہو اور سماع کی اس کو اس طرح ضرورت ہو جس طرح بیمار کو دوا کی ضرورت ہوتی ہے۔اور اس (سماع کے جواز) کے لیے چھ شرائط ہیں :

(1) محفل سماع (قوالی) میں بے ریش لڑکے نہ ہوں۔ (2) تمام حاضرین کا تعلق ایک ہی جنس سے ہو (ان میں کوئی فاسق وفاجر اور طالب دنیا نہ ہو اور نہ ہی کوئی عورت ہو)۔(3) قوال کی نیت خالص ہو، اس کی غرض حصول اجرت ونذرانہ نہ ہو۔(4) محفل سماع میں شریک لوگ کھانے پینے (اور لنگر وغیرہ) کی غرض سے نہ آئے ہوں (بلکہ ثواب کی نیت سے شریک ہوئے ہوں)۔ (5) جب تک مغلوب الحال نہ ہوں (اور واقعی وجد طاری ہو جائے) اس وقت تک کھڑے نہ ہوں (اور اس میں رقص وناچ اور غیر شرعی حرکات نہ ہوں)۔

(٦) اور وجد کی کیفیت طاری ہو تو حقیقتاً ہو ریاکاری اور بناوٹ نہ ہو۔اور حاصل بحث یہ ہے کہ ہمارے زمانہ میں سماع (قوالی) کی رخصت واجازت نہیں ہے، کیونکہ حضرت جنید رحمہ اللہ تعالیٰ سے اپنے زمانہ

میں (مذکور شرائط کے مفقود ہونے کی بناء پر)

قوالی سے توبہ کرلی تھی۔

شیخ علی بن محمد جاندار علیہ الرحمہ نے، جو حضرت نظام الاولیاء کے خلفاء میں سے

ہیں "درد نظامیہ" میں لکھا ہے:

شیخ نظام الدین اولیاء قدس سرہ کہتے ہیں کہ سماع کی چار قسمیں ہیں: حلال، حرام، مکروہ اور مباح۔ ان میں سے مباح کے لیے کچھ شرطیں ہیں:

(1) مغنی مرد کامل ہو، نہ امرد (بے ریش لڑکا) ہو، نہ عورت۔

(۲) سامع (قوالی سننے والا) اللہ والا ہو، نفس پرست نہ ہو۔

(۳) (گائی جانے والی قوالی) کا مضمون فحش اور ناجائز نہ ہو۔

(۴) سماع (قوالی) کے ساتھ آلات موسیقی اور باجے نہ ہوں۔[223]

فقہاء کرام و بزرگانِ دین نے قوالی کے سنے کو جن شرائط کے ساتھ مشروط کیا ہے، حقیقت یہ ہے مروجہ قوالی میں ان میں سے ایک بھی شرط نہیں پائی جاتی، بلکہ مزید کئی برائیاں اس میں شامل ہو کر اس کا حصہ بن گئی ہیں۔ لہٰذا نتیجتاً یہ ثابت ہوا کہ موجودہ زمانہ کی قوالی سننا جائز نہیں ہے۔ البتہ اگر اس وقت بھی مذکور شرائط پائی جائیں تو اس کے جواز و استحباب میں کوئی شبہ نہ ہو گا۔

قوالی کے متعلق مولانا احمد رضا خان صاحب کا فتویٰ:

)223

اسلام اور موسیقی بحوالہ السنتہ الجلیہ ص ۳۳۵)

ایسی قوالی (جو آلاتِ موسیقیہ کے ساتھ گائی جائے) حرام ہے، اور ان سب کا گناہ ایسا عرس کرنے والوں اور قوالوں پر ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ لیکونن في امتی اقوام یستحلون الحر و الحریر و الخمر و المعازف ضرور میری امت میں وہ لوگ ہونے والے ہیں جو حلال ٹھرائیں گے عورتوں کی شرمگاہ یعنی زنا اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو ۔۔۔کاش آدمی گناہ کرے اور

گناہ جانے، اقرار لائے اصرار سے باز آئے، لیکن یہ تو اور بھی سخت ہے کہ ہوس بھی پالے اور الزام بھی ٹالے، اپنے لیے حرام کو حلال بنالے، پھر اسی پر بس نہیں بلکہ معاذ اللہ اس کی قسمت محبوبانِ خدا، اکابر سلسلہ عالیہ چشت قدمت اسرار ہم کے سر دھرتے ہیں، نہ خدا سے خوف نہ بندوں سے شرم کرتے ہیں، حالانکہ خود حضور محبوب الٰہی سیدی و مولائی نظام الحق والدین سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالی عنہ و عنھم و عنابھم فوائد الفوائد شریف میں فرماتے ہیں: "مزامیر حرام است "(یعنی آلاتِ موسیقی حرام ہے)۔

مولانا فخر الدین زرادی خلیفہ حضور سیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالی عنہا نے حضور کے زمانہ مبارک میں خود حضور کے حکم اِحکم سے مسئلہ سماع (قوالی) میں رسالہ "

"کشف القناع من اصول السماع "تحریر فرمایا :اس میں صاف ارشاد ہے کہ:

ام سماع مشائخنا رضی اللہ تعالیٰ عنھم فبرئ ھذہ التھمۃ وھو مجرد صوت القوال مع الاشعار المشعرۃ من کمال صنعۃ اللہ تعالیٰ۔

ترجمہ: ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ عنھم کا قوالی (اس مزامیر)سازو کے بہتان سے بری ہے، وہ صرف قوال کی آواز ہے ان اشعار کے ساتھ جو کمال صنعت الٰہی سے خبر دیتے ہیں۔

اللہ انصاف !اس امام جلیل خاندان عالی پشت کا یہ ارشاد مقبول ہو گا یا آجکل کے مدعیان خامکار کی قسمت بے بنیاد ظاہرۃ الفساد-لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلي العظیم۔

سیدی مولانا محمد بن مبارک بن محمد علوی کرمانی مرید حضور پر نور شیخ العالم فرید الحق والدین شیخ شکر و خلیفہ حضور سیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کتاب مستطاب

میر الاولیاء میں فرماتے ہیں:

حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ العزیز می فرمود کہ چندین چیز می باید تا سماع مباح می شود مسمع و مستمع و مسموع و آلہ سماع سمیع یعنی گوینده مرد تمام باشد کودک نباشد و عورت نباشد و مستمع آنکہ فی شنود از یاد حق خالی نباشد و مسموع آنچہ بگویند بخش و مسخرگی نباشد و آلہ سماع مزامیر است چون چنگ ورباب و مثل آن می باید کہ درمیان نباشد این چنین سماع حلال است-

ترجمہ :یعنی حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تھے کہ چند شرائط ہوں تو سماع مباح ہو گا۔ کچھ شرطیں سنانے والے میں کچھ سننے والے میں، کچھ اس کلام میں جو سنائی جائے، کچھ آلہ سماع میں یعنی سنانے والا کامل مرد ہو چھوٹا لڑکا نہ ہو اور عورت نہ ہو۔ سننے والا یاد خدا سے غافل نہ ہو۔ اور جو کلام پڑھی جائے فحش

اور تمسخرانہ انداز کی نہ ہو۔ اور آلات سماع یعنی مزامیر جیسے سارنگی اور رباب وغیرہ چاہیے کہ ان چیزوں میں سے کوئی موجود نہ

ہو۔ اس طرح کا سماع (قوالی) حلال ہے۔
مسلمانو! یہ فتویٰ ہے سرور و سردار سلسلہ عالیہ چشت حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ کا۔ کیا اس کے بعد بھی مفتریوں کو منہ دکھانے کی گنجائش ہے؟ نیز

سیر الاولیاء شریف میں ہے:

یکے بخدمت حضرت سلطان المشائخ عرضداشت کہ درین روز با بعضے از درویشاں آستانہ دار در مجمعے کہ جنگ و رباب و مزامیر بود رقص کردند، فرمود نیکونہ کردہ اند آنچہ نہ مشروع است ناپسندیدہ است بعد ازاں یکے گفت چوں ایں طائفہ ازاں مقام بیرون آمدند با ایشان گفتند کہ شما چہ کردید دراں جمع مزامیر بود سماع چگونہ شنیدید و رقص کردید ایشاں جواب دادند کہ ما چناں مستغرق سماع بودیم کہ ندانستیم کہ این جا مزامیر است یانہ۔ حضرت سلطان المشائخ فرمود این جواب ہم چیزے

ایک نیست این سخن در ہمہ معصیت بابیابد۔

ترجمہ: آدمی نے حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں عرض کی کہ ان ایام میں بعض آستانہ دار درویشوں نے ایسے مجمع میں جہاں چنگ ورباب اور دیگر مزامیر تھے رقص کیا۔ فرمایا انہوں نے اچھا کام نہیں کیا جو چیز شروع میں ناجائز ہے ناپسندیدہ ہے۔ اس کے بعد ایک نے کہا جب یہ جماعت اس مقام سے باہر آئی، لوگوں نے ان سے کہا کہ تم نے یہ کیا کیا؟ وہاں تو مزامیر تھے تم نے سماع کس طرح سنا اور رقص کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم اس طرح سماع میں مستغرق تھے کہ ہمیں یہ معلوم ہی نہیں ہوا کہ یہاں مزامیر (آلات موسیقی) ہیں یا نہیں، سلطان المشائخ نے فرمایا: یہ جواب

کچھ نہیں، اس طرح تو تمام گناہوں کے متعلق کہہ سکتے ہیں۔

مسلمانو! کیسا صاف ارشاد ہے کہ مزامیر ناجائز ہے اور اُس عذر کا کہ ہمیں استغراق کے باعث مزامیر کی خبر نہ ہوئی۔ کیا مسکت جواب عطا فرمایا کہ ایسا حیلہ ہر گناہ میں چل سکتا ہے۔ شراب پیئے اور کہہ دے شدت استغراق کے باعث ہمیں خبر نہ ہوئی کہ شراب ہے یا پانی۔ زنا کرے اور کہہ دے غلبہ حال کے سبب ہمیں تمیز نہ ہوئی کہ

جورو ہے یا بیگانی۔ اسی میں ہے:

حضـــرت ســلطان المشائخ فرمود من منع کردہ ام کہ مزامیــر و محـــرمات در میان نباشد،الخ۔

ترجمہ:حضرت سلطان المشائخ نے فرمایامیں نے منع کررکھاہے کہ مزامیر اور دیگر

محرمات درمیان نہ ہوں۔

(الی قولہ)باختصار مسلمانو!جو ائمہ طریقت اس درجہ احتیاط فرمائیں کہ تالی کی

صورت کو ممنوع بتائیں،وہ اور معاذ اللہ مزامیر کی تہمت اللہ انصاف کیسا ضبط بے ربط ہے۔

اللہ تعالیٰ اتباع شیطان سے بچائے اور ان کے محبوبانِ خدا کا سچا اتباع عطا فرمائے۔آمین اله الحق آمین بجاھھم عندک آمین.و الحمدللہ رب العالمین-کلام یہاں طویل ہے اور انصاف دوست کو اسی قدر کافی-و اللہ الهادي-و اللہ تعالی اعلم۔[224]

نیز اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں :

خالی قوالی جائزہے اور مزامیر(آلات موسیقیہ) حرام زیادہ غلواب منتسبان سلسلہ عالیہ چشتیہ کو ہے اور حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوائد الفوائد شریف میں فرماتے ہیں "مزامیــر حـــرام است۔(آلات موسیقی حرام ہے)۔" حضرت مخدوم شرف الملت والدین یحیٰی منیری قدس سرہ نے مزامیر

)224

)فتاوی رضویہ ج۱۰ ص ۹۹ ۲۰۰،احکامِ شریعت حصّہ اوّل ص ۷۵ تا ۸۰)

کو زنا کے ساتھ شمار کیا ہے۔[225]

اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذکور تفصیلی و مدلل اور محقق فتویٰ کا ماحصل یہ ہے کہ مروجہ قوالی جو آلات موسیقیہ کے ساتھ گائی جاتی ہے حرام ہے۔ ایسی قوالی گانے والے، سننے والے اور اس محفل کا اہتمام کرنے والے سب گنہگار ہوتے ہیں۔ قوالی کے جواز کے لیے چند شرائط ضروری ہیں، اگر ان میں سے ایک شرط بھی مفقود ہو گی تو قوالی ناجائز ہو گی۔)

(1) قوالی سنانے والا کامل مرد ہو بایں صورت کہ مرد ہو، شریعت مطہرہ کا مکمل پابند ہو، گائے جانے والے کلام کو اچھی طرح سمجھتا ہو اور حلال و حرام کی تمیز رکھتا ہو۔

(2) قوالی سنانے والا (بے ریش) لڑکا نہ ہو اور نہ ہی عورت ہو، کیونکہ ان کی طرف دیکھنا اور ان کی آواز سننا باعث فتنہ ہے۔

(3) قوالی میں جو کلام پڑھا جا رہا ہو اس میں بیہودگی و مسخرہ پن نہ ہو اور نہ ہی محرمات کا ذکر ہو بلکہ محمود مضامین پر مشتمل ہو۔

(4) قوالی سننے والے بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ ہوں بلکہ وہ شریعت کے پابند ہوں اور کلام کے مفہوم کو خوب جانتے ہوں۔

(5) قوالی میں جو کلام پڑھا جا رہا ہو وہ بغیر آلات موسیقی کے ہو۔

چنانچہ قوالی میں اگر مذکور شرائط پوری پائی جائیں تو قوالی پڑھنا اور سننا جائز ورنہ ناجائز۔ اور بزرگان دین سے جو قوالی سنا منقول ہے وہ انہیں شرائط کے ساتھ ہے اور جن بزرگوں کی طرف

---

225 (احکام شریعت حصہ دوم ص ۱۶۸)

مروجہ قوالی کو منسوب کیا جاتا ہے یہ غلط و بے بنیاد اور ان پر بہت بڑا بہتان ہے، کیونکہ ان کا واضح قول ہے کہ "مزامیر حرام است" یعنی آلاتِ موسیقی حرام ہے، جبکہ مروجہ قوالی میں دیگر خرافات و محرمات کے علاوہ آلاتِ موسیقی بھی شامل ہے، بلکہ اس کا لازمی جز ہے اور اس کے بغیر قوالی میں رنگینی پیدا نہیں ہوتی۔

بحث و نظر:

محدثین و فقہاء کرام اور بزرگان دین نے اپنے زمانہ میں سماع (قوالی) میں جو قباحتیں اور خرافات ملاحظہ فرمائیں ان کے پیش نظر قوالی گانے اور سننے سے منع کر دیا، اور اس کی حرمت کا فتویٰ دے دیا، حالانکہ ان کا زمانہ موجودہ دور سے کہیں بہتر تھا۔ اور قوالی میں جس قدر عصر حاضر میں بدعات و لغویات اور فسق و فجور کا جم غفیر ہے اس وقت نہ تھا اور قوالی میں دیگر قیامتوں کے علاوہ آلاتِ موسیقیہ کی قباحت سر فہرست ہے، جس کو فقہاء و بزرگان نے قوالی کی حرمت کی سب سے بڑی علت قرار دیا ہے، کیونکہ آلاتِ موسیقیہ کی حرمت پر بکثرت احادیث صحیحہ و آثار صحابہ وارد ہیں اور اس کی حرمت پر تمام امت کا اجماع و اتفاق ہے، اور اس میں (سوائے ہوا پرست کے) کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ (جس کی مدلل تفصیل گزر چکی ہے)

چنانچہ فقہاء کرام نے صراحت و وضاحت فرمائی ہے کہ آلات موسیقی کے ساتھ پڑھی جانے والی نظم جو وعظ و نصیحت پر مشتمل ہو) کی وجہ حرمت و ممانعت ان سازوں کی وجہ سے ہے نہ کہ کلام محمود کی وجہ ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالیٰ فتح القدیر کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

نعم اذا قبل ذالک علی الملاھي امتنع و ان کان مواعظ و حکما للالات نفسھا لا لذالک التغنی۔[226]

ترجمہ: ہاں جب گانے بجانے کے آلات کے ساتھ نظم پڑھی جائے تو منع ہے، خواہ اس میں وعظ و حکمت کی باتیں ہوں، اور یہ ممانعت ان آلات کی وجہ سے ہے، اس نظم کی وجہ سے نہیں ہے۔

مرقومہ عبارت کی روشنی میں یہ بات بالکل عیاں ہو گئی کہ پڑھا جانے والا کلام محمود (مثلاً وعظ و حکمت اور حمد و نعت پر مبنی منظوم کلام) اگر آلاتِ موسیقی کی دھن کے ساتھ ہو گا تو اس کا پڑھنا اور سننا ان آلات کی وجہ سے ناجائز ہو گا نہ کہ نفس کلام کی وجہ سے۔

یاد رہے کہ مروجہ قوالی میں قوالوں اور سامعین و حاضرین کی کھینچی جانے والی تصویروں اور بنائی جانے والی ویڈیو فلموں کی قباحت نے اس کی حرمت کو مزید بڑھا دیا ہے۔

اور فقہاء کرام و بزرگان دین نے قوالی کے سننے کو جن شرائط کے ساتھ مشروط کیا ہے اور ان کے بغیر اس کو ناجائز و حرام کہا ہے، دور جدید کی قوالی میں وہ تمام شرائط تو کجا ایک شرط بھی نہیں پائی جاتی، بلکہ مزید کئی قبیح امور اس کا لازمی جز بن چکے ہیں۔

نیز جن بزرگانِ پشت کی طرف قوالی کو منسوب کیا جاتا ہے انہیں حضرات کا مشہور قول ہے کہ **"مزامیر حرام است"** (آلات موسیقی حرام ہے) جیسا کہ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کی نفیس تحقیق سے ثابت ہے۔ (جس کی تفصیل فتاوی رضویہ کے حوالہ سے گزر چکی ہے)

الغرض ہادیانِ شریعت و طریقت (دونوں) کے نزدیک دور حاضر کی قوالی سننا ناجائز و حرام ہے۔

---

226 (ردالمختار ج ۵ ص ۲۴۶)

اور سماع و موسیقی کے دلدادہ و شوقین اربابِ علم و دانش اور روحانی پیشواؤں کے لیے لمحہ فکر یہ ہے۔

بہر کیف فرزندانِ اسلام اور خصوصاً علماء و مشائخ کو دور حاضر کی قوالی کے معاملہ میں سنجید گی کے ساتھ سوچنا چاہیے، ہر حال میں اللہ تعالی اور اس کے رسول صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے واضح اور روشن احکامات و فرامین کو مقدم و قابل عمل بنانا چاہیے ، اور ان روشن چراغوں (سلف صالحین) کی اقتداء و پیروی کو باعث فخر و موجب فلاح دارین سمجھنا چاہیے جن کے پاکیزہ اقوال واعمال کی درخشانیوں اور تابانیوں کے باعث صراط مستقیم منور ہے۔

رقص وناچ و تالی بجانا اور آلاتِ موسیقیہ کا بجانا کفار کا شعار ہے:

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

الرقص والسخرية والتصفيق وضرب الاوتار من الطنبور والبربط والرباب و القانون والمزمار والصبح والبوق فانها كلها مكروهة لانهاري الكفار ۔[227]

ناچنا، مذاق اُڑانا، تالی بجانا، ستار کے تار بجانا، بربط سارنگی، رباب، قانون، بانسری جھانجھن اور بگل بجانا مکروہ تحریمی ہے، کیونکہ یہ کفار کا شعار ہے۔

مولانا امجد علی اعظمی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

ناچنا، تالی بجانا، ستارہ، ایک تارہ، دو تارہ، ہارمونیم، چنگ، طنبورہ بجانا... اسی طرح دوسری قسم کے باجے سب ناجائز ہیں۔[228]

227(ردالمختار ج۵ ص ۲۷۹)
228(بہار شریعت ج16ص111)

رقص بے ہودہ اور لغو فعل ہے:

حضرت سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

واضح ہو کہ شریعت و طریقت دونوں میں رقص کی کوئی اصل نہیں ہے اور عقلاء کا اتفاق ہے کہ رقص لہو اور کھیل ہے خواہ بکوشش ہو خواہ بے ہودگی سے ہو، لغو و باطل ہے۔ کوئی ایک بزرگ بھی اسے پسند نہیں کرتا، نہ اس میں کسی نے غلو کیا ہے۔ الغرض رقص شرعاً اور عقلا تمام لوگوں کے لیے برا ہے اور یہ محال ہے کہ بزرگ لوگ ایسا کریں۔[229]

معلوم ہوا کہ رقص وناچ وغیرہ جیسی لغو وبیہودہ حرکات میں مشغول رہنا اور آلات موسیقی سے لطف اندوز ہونا، مسلمان کی شان وو قار کے خلاف ہے، اور یہ کافروں کا شعار ہے، اور ان خرافات کو مذہب وتصوف کی طرف منسوب کرنا بہت بڑا ر ظلم ہے۔

رقص و ناچ کے متعلق مولانا احمد رضاخان صاحب کا فتویٰ:

رہا رقص، اگر اس سے یہ متعارف ناچ مراد ہو تو مطلقاً ناجائز ہے، زنان فواحش کا ناچ ہے (اور متصوفہ زمانہ سے بھی بعید نہیں بلکہ معہود و معلوم و مشہور ہے) جب تو بہ نصوص قطعیہ قرآنیہ حرام ہے، وقدمو ناهافي فتاونا، اب اسے مستحب و قربت جاننا در کنار مباح ہی سمجھنے پر صرافہ کفر کا الزام ہے، اور اگر کٹھکوں کا ناچ تثنی و تکسر یعنی لچکے توڑے کے ساتھ ہے جب بھی حرام ہے و موجب لعن ہے۔ اگر ایسا نہیں بلکہ صرف حرکات مضطربہ ہیں کہ خود موزوں نہ منکرات پر مشتمل نہ حالاً یا مآلاً فتنے کی طرف منجر، نہ اس کے فاعلین اہلِ ہیئات وو قار بلکہ بازاری خفیف الحرکات بوقر تو بایں ہمہ

229 (کشف المحجوب (اردو) ص ۵۸۳)

قیود بھی اس کا اقل مرتبہ یہ ہے کہ ایک قسم لہو ولغو، رد و باطل ہے۔ اور ہر باطل کا ادنیٰ درجہ مکروہ وناجائز-(الی قولہ) طریقہ وحدیقہ میں ہے:

ویدخل فیھما ای فی الرقص و الاضطراب (مایفعلہ بعض الصوفیة) الذین ینسبون انفسھم الی مذھب التصوف وھم مصرون علی انواع الفسوق والفجور بل ھو اشد لانھم یفعلونہ علی اعتقاد العبادة فیخاف علیھم امر عظیم) وھو الکفر باستحلال الحرام۔230

ترجمہ: اور اس رقص واضطراب میں وہ کام بھی داخل اور شامل ہے جو بعض صوفیاء کیا کرتے ہیں جو اپنے آپ کو طریقہ تصوّف کے ساتھ منسلک گردانتے ہیں حالانکہ وہ کئی قسم کے فسق وفجور اور زیادہ سخت قسم کے جرائم پر اصرار کرتے ہیں اس لئے کہ وہ یہ کام عبادت کے اعتقاد کے ساتھ کرتے ہیں لہٰذا (اس عقیدہ کے باعث) ان پر امر عظیم کا خطرہ اور خوف ہے اور حرام کو حلال کہنے کی وجہ سے یہ کفر ہے۔

آلاتِ موسیقی، قوالی اور رقص کے متعلق مولانا محمد یوسف لدھیانوی کا فتویٰ:

ساز اور آلات کے ساتھ گانا حرام ہے، خواہ گانے والا مرد ہو یا عورت، اور تنہا گائے یا مجلس میں، اسی طرح جو اشعار کفر وشرک یا کسی گناہ پر مشتمل ہوں، ان کا گانا بھی (گو آلات کے بغیر ہو) حرام ہے۔ البتہ مباح اشعار ایسے اشعار جو حمد ونعت یا حکمت ودانائی کی باتوں پر مشتمل ہوں ان کو ترنم کے ساتھ پڑھنا جائز ہے اور اگر عورتوں اور مردوں کا (مخلوط) مجمع نہ ہو تو دوسروں کو بھی سنانا جائز ہے، اگر عورت بھی تنہائی میں یا عورتوں میں ایسے اشعار ترنم سے پڑھے (جب کوئی مرد نہ ہو) جائز ہے۔ آج کل کے عشقیہ گیت کسی حکمت ودانائی پر مشتمل نہیں، بلکہ ان سے نفسانی خواہشات ابھرتی ہیں اور گناہ کی رغبت پیدا ہوتی ہے، اس لیے یہ قطعی حرام ہیں، عورتوں کے لیے بھی اور مردوں کے

230 (فتاویٰ رضویہ ج24 ص152-157 کتاب الحظر و الاباحة)

لیے بھی۔ حدیث میں ایسے ہی راگ گانے کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ دل میں نفاق پیدا کرتا ہے۔ نعتیہ اشعار کا پڑھنا سننا تو بہت اچھی بات ہے بشرطیکہ مضامین خلاف شریعت نہ ہوں، لیکن قوالی میں ڈھول، باجا اور آلات موسیقی کا استعمال ہوتا ہے یہ جائز نہیں۔ راگ کا سننا شرعاً حرام اور گناہ کبیرہ ہے، شریعت کا مسئلہ جو آنحضرت صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم سے ثابت ہو وہ ہمارے لیے دین ہے۔ اور قوالی کی موجودہ صورت قطعاً خلاف شریعت اور حرام ہے، اور بزرگوں کی طرف اس کی نسبت کرنا بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ رقص حرام ہے۔ یہ لوگ خود بھی جانتے ہیں کہ رقص اور ڈانس کو "ورزش" کہہ کر اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں، بالکل اسی طرح جیسے کوئی شراب کا نام شربت رکھ کر اپنے آپ کو فریب دینے کی کوشش کرے۔ طوائف (وغیرہ) کے ناچ اور گانے کے حرام ہونے میں کیا شبہ ہے؟ جو لوگ اس فعل کا ارتکاب کرتے ہیں اور جو لوگ قدرت کے باوجود منع نہیں کرتے وہ سب گنہگار ہیں، اہل علم کا کام زبان سے منع کرنا ہے، اور اہلِ حکومت کا کام زور اور طاقت سے منع کرتا ہے۔[231]

قوالی اور اجنبیہ عورت کا ریڈیو، ٹی وی پر حمد و نعت پڑھنے اور سننے کے متعلق جامعہ نظامیہ کا فتویٰ:

استفتاء

231 (آپ کے مسائل اور اُن کا حل جلد ۷ عنوان موسیقی و ڈانس)

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مروجہ قوالی مزامیر اور آلات موسیقی کے ساتھ گانا، اس کا سننا اور ایسی مجالس میں شریک ہونا، نیز یہ کہ اجنبی عورت کی آواز میں حمد و نعت آلاتِ موسیقیہ کے بغیر جیسا کہ ریڈیو، ٹیلی وژن پر نشر ہوتی ہے ان کا سننا کیسا ہے۔

ویڈیو فلم بنانا اور بنوانا شرعاً کیا ہے۔

الجواب بالصواب بتوفیق اللہ تعالی

(1) ایسی قوالی حرام ہے، حاضرین سب گنہگار ہیں اور ان سب کا گناہ ایسا عرس کرنے والوں پر ہے اور قوالوں پر ہے۔ اور قوالوں کا گناہ بھی اس عرس کرنے والوں پر بغیر اس کے کہ عرس کرنے والے کے ماتھے قوالوں کا گناہ جانے سے قوالوں پر گناہ کی کچھ کمی آئے یا قوالوں کے ذمہ حاضرین کا وبال پڑنے سے حاضرین کے گناہ میں کچھ تخفیف ہو، نہیں بلکہ حاضرین میں ہر ایک پر اپنا پورا گناہ اور قولوں پر اپنا گناہ الگ اور سب حاضرین کے برابر علیحدہ۔۔۔ الخ۔

(2) حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ہر ذی رُوح کی تصویر بنانا، بنوانا، اعزاز اپنے پاس رکھنا سب حرام فرمایا اور اس پر سخت سخت وعیدیں ارشاد فرمائیں۔ جاندار کی تصویر بنانا مطلقاً حرام ہے، دستی ہو یا عکسی۔[232]

(3) آلاتِ موسیقیہ کے بغیر اجنبی عورت کی آواز میں حمد و نعت مردوں اور عورتوں کی مجلس میں اور اسی طرح ٹی وی پر سننا ناجائز ہے، درمختار میں ہے مردوں کے سامنے جوان عورت کو چہرہ کھولنے سے منع کیا جائے گا کہ اس میں فتنہ کا خوف ہے۔[233] اسی طرح اجنبی مردوں کے سامنے چہرہ کھولے بغیر فقط آواز ظاہر کرنا بھی جائز نہیں۔

---

232 (فتاوی رضویہ جلد نمبر 10)

233 (فتادی رضویہ جلد ۱۰)

ارشاد باریٰ تعالیٰ ہے: اور عورتیں زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ معلوم ہو جائے ان کا چھپاہوا سنگار۔ اس آیت کے تحت مفسرین فرماتے ہیں کہ عورت کی آواز بھی اجنبی مردوں پر ظاہر کرنا جائز نہیں جیسا کہ تفسیر مظہری، روح المعانی وغیرہ میں ہے۔ **واللہ تعالی اعلم بالصواب**

مفتی عبدالقیوم ہزاروی

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

(4-7-2000)

حمد و ثناء اور قوالی کا آلاتِ موسیقی کے ساتھ پڑھنے کے متعلق جامعہ اشرفیہ کا فتویٰ:

باسمہ تعالی:

اہلِ شرع کا اس بارے میں کیا فتویٰ ہے؟ کہ موسیقی کا شرعی حکم کیا ہے؟ نیز کیا حمد یا ثناء یا قوالی کے ساتھ موسیقی جائز ہے؟ نیز قوالی کا شرعی حکم کیا ہے؟ **بینوا وتوجروا**. والسلام۔

الجواب حامدا ومصليا ومسلما

موسیقی شرعاً حرام ہے اور مطلقاً حرام ہے۔

حمد باری تعالی یا ثناء یا قوالی کے ساتھ اس کا استعمال حرمت کو بڑھا دیتا ہے، اور توہین باری تعالیٰ کے مترادف ہے۔ بلکہ ایمان سلب ہونے کا اندیشہ ہے۔ اور اس کی حرمت حدیث مبارکہ میں واضح ہے۔ ایک حدیث مبارکہ میں ارشاد ہے:

الغناء يكبت النفاق في القلب كما ينبت السماء الزرع.

فتاوی بزازیہ میں ہے:

استماع صوت الملاھی کضرب قصب و نحوہ حرام

ایک حدیث میں ہے: باجوں کا سننا گناہ ہے اور ایسی جگہ بیٹھنا فسق ہے، اور اس سے لذت لینا خدا کی ناشکری ہے۔

قوالی کے بارہ میں فتاوی عالمگیریہ میں ہے:

السماع و القول و الرقص الذي يفعله المتصوفة في زمانا حرام لا يجوز القصد اليه۔ [234]

(یعنی قوالی گانا، سننا اور رقص کرنا جیسا کہ ہمارے زمانہ کے بناوٹی صوفی کرتے ہیں حرام ہے اور وہاں جانا بھی جائز نہیں ہے) مذکورہ بالا عبارت سے قوالی کی حرمت بھی ظاہر ہو گئی۔ فقط و اللہ تعالی اعلم۔

عبداللہ یاسر عفی عنہ

دار الافتاء جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور

(یکم ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ)

ریڈیو ٹی وی، وی سی آر اور سینما کا حکم:

علامہ غلام رسول سعید ی صاحب لکھتے ہیں:

234 (کفایہ المفتی ج ۹ ص ۱۹۶)

آلاتِ موسیقی کا شرعی حکم معلوم ہونے کے بعد یہ واضح ہو گیا کہ جن جن امور میں آلاتِ موسیقی کا دخل ہے وہ سب شرعاً حرام ہیں، مثلاً ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر، سینما ٹیپ ریکارڈر اور گراموفون کے وہ ریکارڈز جن میں آلاتِ موسیقی کی آواز ہو وہ سب شرعاً حرام ہیں، آلاتِ موسیقی کے پروگراموں کو عملی شکل دینا، ریکارڈ کرانا، ان ریکارڈز کا کاروبار کرنا، خرید و فروخت اور ان کا مناسب شرعاً حرام ہیں۔ خاص طور پر وہ نظمیں جن میں اللہ اور اس کے رسول کا ذکر ہو ان کو مزامیر کے ساتھ دھنوں پر گانا زیادہ مذموم ہے، کیونکہ اس طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کا ذکر ان سازوں پر کیا جاتا ہے جن کو نہ صرف اللہ اور اس کے رسول نے حرام کر دیا ہے بلکہ آپ نے ان کو مزامیر شیطان سے تعبیر فرمایا ہے۔ (العیاذ باللہ) اور جو لوگ اس کام کو عبادت کا درجہ دیتے ہیں ان کا حال زیادہ افسوس ناک ہے۔ ہمیں ہر حال میں آلاتِ موسیقی کی آواز سننے سے منع کیا گیا ہے اور آواز خواہ ریکارڈ شدہ ہو یا براہ راست سنی جائے بحیثیت آواز کے اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔ لیکن تجربہ اور مشاہدہ اس بات پر گواہ ہے کہ جس گھر میں ریڈیو، ٹی وی اور وڈیو ہو گا وہاں صرف ان جائز پروگراموں کو دیکھنے اور سننے تک معاملہ محدود نہیں رہے گا بلکہ گھر کے تمام یا بعض افراد ان پروگراموں کو بھی یقیناً دیکھیں گے اور سنیں گے جن کا دیکھنا اور سننا شرعاً جائز نہیں ہے، اور یہ بات عادتاً محال ہے کہ جس گھر میں ریڈیو یا ٹی وی یا وی سی آر ہو اور اس گھر کا کوئی فرد موسیقی پر مشتمل کوئی پروگرام دیکھے نہ سنے، اسی طرح دیگر مخرب اخلاق پروگراموں سے اجتناب بھی عادتاً محال ہے۔ الا ماشاالله!۔[235]

مذموم مضامین پر مشتمل اشعار کی اقسام:

235(شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۷۰۴، ۷۰۵)

مذموم گانوں اور اشعار کی دو قسمیں ہیں:

(1) ایسے گانے اور اشعار جو موجب فسق و فجور ہوں۔

(2) ایسے گانے اور اشعار جو باعث کفر و شرک ہوں۔

پہلی قسم کے گانے اور اشعار، گانے اور سننے والا فاسق و فاجر اور گناہ کبیرہ کا مرتب ہو گا۔

اور دوسری قسم کے گانے اور اشعار گانے اور سننے والا مرید و مشرک ہو جائے گا۔

اور یہ واضح رہے کہ کفر و شرک سے بدتر کوئی گناہ نہیں ہے، اور خصوصاً اسلام کے بعد کفر میں لوٹنا (جسے ارتداد کہا جاتا ہے) باعتبار احکام سخت ترین ہے۔۔

نوٹ: مرتد اس شخص کو کہتے ہیں جو ضروریاتِ دین میں سے کسی کا انکار کرے زبانی یا عملی طور پر اس کا استہزاء و تمسخر اور مذاق کرے یا حقیر جانے۔ (جس کی تکمیل کتب فقہ میں موجود ہے)

اور مسلم قوم کے پاس سب سے بڑی دولت اور قیمتی سرمایہ "ایمان" ہے، چنانچہ اسلام و مسلم قوم کے سخت و بدترین دشمن ہندو بنیے نے جس طرح مسلم قوم کو نیست و نابود کرنے اور اسے صفحہ ہستی سے مٹانے کے لیے جدید قسم کا اسلحہ اور ایٹم بم ایجاد کیا ہے، اسی طرح اس عیار و چالاک قوم نے اپنی انتہائی عیارانہ دسیسہ کاریوں سے مسلم قوم کے "سرمایۂ ایمان" کو تباہ کرنے کے لیے کفریہ و شرکیہ گانوں کی صورت میں "ایٹم بم" تیار کیا ہے، جسے "نور ایمان" پر مسلسل برسایا جا رہا ہے۔

مسلم معاشرہ کی بے حسی:

ہمارے مسلم معاشرہ میں اس حد تک بگاڑ پیدا ہو چکا ہے کہ اپنے قیمتی سرمایۂ ایمان کی پرواہ کیے بغیر دشمن قوم (ہنود و یہود و غیرہ) کی تقلید و اتباع کو قابلِ فخر سمجھا جاتا ہے، اور ایمان کی تباہی کے

لیے انہوں نے کفریہ و شرکیہ گانوں کی صورت میں جو خطرناک ترین اسلحہ تیار کر رکھا ہے، اسے بڑی رغبت اور ذوق شوق سے سینے سے لگایا (گایا اور سنا) جاتا ہے۔

چنانچہ اس ظالم قوم کے کفریہ و شرکیہ گانوں کے اشعار میں سے چند اشعار کو درج کیا جاتا ہے، تاکہ ہمارے مسلمان بھائی اپنے ایمان کی فکر کریں، عیار قوم کے خطرناک عزائم سے باخبر رہیں، غضب الٰہی کا نشانہ نہ بنیں اور ضلالت و گمراہی اور کفر و شرک کے عمیق و تاریک اور تباہ کن گڑھوں میں گرنے سے محفوظ رہیں۔

نقل کفر، کفر نباشد.

کفریہ و شرکیہ اشعار کے چند نمونے:

تجھ کو دی صورت پری کی دل نہیں تجھ کو دیا

ملتا خدا تو پوچھتا یہ ظلم تُو نے کیوں کیا

خدا ظلم سے پاک ہے، اسے ظالم کہنا کھلا اور واضح کفر ہے۔

کسی پتھر کی مورت سے محبت کا ارادہ ہے

پرستش کی تمنا ہے عبادت کا ارادہ ہے

اللہ تعالی کے سوا کسی بھی چیز کی پوجا اور عبادت کرنے والا کافر و مشرک ہوتا ہے۔

حسینوں کو آتے ہیں کیا کیا بہانے

خدا بھی نہ جائے تو ہم کیسے جانیں

خدا بھی آسماں سے جب زمیں پر دیکھتا ہو گا

میرے محبوب کو کس نے بنایا سوچتا ہو گا

پھولوں سا چہرہ تیرا کلیوں سی مسکان ہے

رنگ، روپ تیرا دیکھ کر قدرت بھی حیران ہے

ان اشعار میں اللہ تعالیٰ کی صفت علم کی نفی، صفت بصر (دیکھنے) کو محدود صفت تخلیق میں غیر کی شرکت و نقص اور حیرانی جیسی خامی کا ذکر کیا گیا ہے جو واضح کفر د شرک ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ ان نقائص و عیوب سے منزہ اور پاک ہے۔

او میرے رب بار بارے ربا یہ کیا غضب کیا

جس کو بنانا تھا لڑکی اسے لڑکا بنا دیا

بھولنا اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں ہے، جو اللہ تعالی کے بھولنے کا عقیدہ رکھے وہ کافر ہے۔

میری نگاہ میں کیا بن کے آپ رہتے ہیں

قسم خدا کی خدا بن کے آپ رہتے ہیں

اس شعر میں غیر اللہ کو واضح طور پر خدا کہا گیا ہے جس کے کفر و شرک میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

اور اس قسم کے جو بھی گانے یا اشعار ہوں ان کو دلچسپی کے طور پر گانا، سننا اور ریکارڈ کرنا، کرانا سخت حرام اور باعث کفر و شرک ہے۔

لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ ہر اس گانے یا اشعار سے مکمل پرہیز کریں جو تضلیل و تفسیق کا باعث ہوں، خصوصاً جن میں کفریہ اور شرکیہ الفاظ ہوں۔ کیونکہ کفر و شرک ایسا بدترین گناہ ہے جس کی بخشش و مغفرت ناممکن و محال ہے، الاّیہ کہ زندگی میں تائب ہو جائے۔

نوٹ: کفریہ اور شرکیہ گانوں کے اشعار نقل کرنے اور اس پر شرعی حکم مرتب کرنے سے کسی کو کافر و مشرک بنانا مقصود نہیں ہے بلکہ مقصد، مسلمان بھائیوں کو قرآن و سُنّت کی روشنی میں مسائل شرعیہ سے آگاہ کرنا، حق و باطل کی وضاحت کرنا، اور قوم و ملک و ملت کے ازلی اور حقیقی دشمن کی منافقانہ چال اور زہر بھرے میٹھے شہد جیسے قال سے باخبر کرنا ہے، تاکہ کوئی بھی مسلمان بھائی کفر و شرک کی تاریکیوں اور ظلمتوں میں بھٹک کر شیطانی بھیڑیوں اور درندوں کا لقمہ ونوالئہ ترنہ بن جائے اور اپنے نور ایمان کی حتی الامکان حفاظت کرے۔

عرس کے نام پر خرافات:

بدقسمتی سے اکثر مزارات پر ایسے غیر متشرع افراد قابض ہوتے ہیں جو میوزک و موسیقی اور نئی تہذیب و نئے رنگ کے خوب دلدادہ ہوتے ہیں، جن کا مقصد سوائے مزار کے نذرانے کی دولت سمیٹنے اور عیاشی کرنے کے اور کچھ نہیں ہوتا۔

چنانچہ عرس کے موقع پر انتظامیہ (دربار کمیٹی) کی طرف سے اگرچہ ذکر و اذکار کا اہتمام کیا جاتا ہے جو (متشرع لوگوں پر حجت قائم کرنے کے لیے) برائے نام ہوتا ہے۔ مگر خرافات و لغویات اور لچریات اور ہمہ نوع کے قبیح افعال کا بڑے ذوق و رغبت کے ساتھ خصوصی طور پر انتظام و اہتمام کیا جاتا ہے۔ مزار کے پاس ڈھول کی دھن پر رقص و ناچ اور بھنگڑا وغیرہ۔ مردوں اور عورتوں کا عام میل جول - واہیات و فحش اور بے حیا قسیم کے نغمات و گانوں کی دھن پر بے ہنگم شور۔ بھنگی، چرسی اور فساق و فجار کی غیر اخلاقی حرکات کا ہجوم - مزید طرہ یہ کہ رنگ برنگے پروگراموں کا خصوصی طور پر اہتمام و انصرام۔ جس میں اداکار و اداکارائیں اپنے فن کا خوب مظاہرہ کرتی ہیں۔ رقاصائیں آلاتِ موسیقی کی دھنوں پر خوب ناچتی اور نغمہ سرائی کرتی ہیں اور اوباش قسم کے لوگ ان ہیروئنوں کے

ساتھ انتہائی فحش اور حیا سوز مذاق و حرکات کرتے ہیں۔ چراغاں کے نام پر آگ کے چھّے تیار کیے جاتے ہیں، جن کی آگ کے شعلے آسمانوں سے باتیں کر رہے ہوتے ہیں، جو فارس کے آتش کدوں کے مناظر (زبانِ حال سے) بیان کر رہے ہوتے ہیں۔ مزید کچھ کیا ہوتا ہے۔ (الامان والحفیظ)

اور چونکہ اکثر مزارات مساجد کے قرب وجوار میں ہوتے ہیں اس لیے ایسے مواقع پر ان خرافات کے بے ہودہ شور وغل کی وجہ سے نمازیوں کو پنجگانہ نماز کے لیے بہت پریشانی ہوتی ہے، اس اعتبار سے یہ خرافات اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے ذکر کے لیے بہت بڑی رکاوٹ کا باعث بنتے ہیں اور مساجد کا تقدس و احترام جس قدر پامال ہوتا ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے۔ مزید ظلم یہ ہے کہ ان جملہ خرافات کو عبادت کا درجہ دیا جاتا ہے اور ان اعمالِ شنیعہ و افعالِ قبیحہ اور بدعات سیئہ وضلالہ کو بزرگوں کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، جو بہت بڑا بہتان اور افتراء ہے، حالانکہ ان کا ان برائیوں سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے (بلکہ بزرگوں کا مشن برائیوں کا خاتمہ اور دین اسلام کی سربلندی رہا ہے اور ہے اور رہے گا)

اور چونکہ عام طور پر ایسی قباحتوں کا اہتمام انتظامیہ (دربار کمیٹی) کی طرف سے ہوتا ہے اس لیے جب علماء کرام انہیں خیر خواہانہ نصیحت کرتے ہیں، اور انہیں اس بات سے باور کراتے ہیں کہ اس قسم کے خرافات کا دینِ اسلام کے ساتھ کوئی تعلق وواسطہ نہیں ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہیں، خصوصاً مساجد اور مزارات کے پاس ایسے پروگراموں کا ہونا ان کے شعائر اللہ ہونے کے باعث غضبِ الٰہی کو دعوت دینے اور عذابِ خداوندی کے نزول کا سبب ہیں تو وہ اپنی اصلاح کی بجائے یہ کہتے ہیں کہ ایسے پروگرام بھی عرس کا حصّہ ہیں اور جائز ہیں، اور اس کے جواز کے لیے من گھڑت

وبے ہودہ اور بے بنیاد دلائل پیش کرتے ہیں، گویا کہ وہ اس چیز کو حلال جانتے ہیں جس کو شریعت نے حرام کیا ہے۔

یہ بات واضح رہے کہ جس چیز کو شریعت نے حرام کیا اس کو حلال جانا اور جس کو حلال کیا ہے اسے حرام جاننا کفر ہے۔

دعوت فکر:

حقیقت یہ ہے کہ مساجد و مزارات کے پاس اس قسم کے بے ہودہ، حیاسوز اور خلافِ شرع پروگراموں کا اہتمام کرنے والے، کروانے والے، اور ان میں برضا و رغبت شرکت کرنے والے ناخلف و ناعاقبت اندیش عناصر، اہلِ سُنّت کی سفید اور صاف و شفاف چادر پر انتہائی بدنما داغ ہیں، جو اہلِ سُنّت کی بدنامی کا باعث بنے ہوئے ہیں۔

کیا بزرگوں کے مقدس مزارات کا وجود انہی بے ہودہ مقاصد کے لیے ہے؟ کیا ان میں موجود بزرگوں کی یہی تعلیمات ہیں؟ اور اگر ایسا نہیں، اور یقیناً نہیں! تو پھر ان کے پاس اس قسم کے پروگراموں کا اہتمام کیوں کیا جاتا ہے؟ ان بزرگوں کے چین و سکون کو کیوں برباد کیا جاتا ہے؟ ذرا سوچیں بلکہ خوب سوچیں۔

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی شان میں نازیبا کلمات کہنا اگرچہ بے ادبی و گستاخی ہے جو گمراہی کا باعث ہے مگر ان کے پاس (خواہ ان کی زندگی میں یا ان کی قبر کے پاس بے ہودہ و غیر اخلاقی و غیر شرعی حرکات اور افعالِ شنیعہ و قبیحہ کا ارتکاب انتہائی بے ادبی اور گستاخی ہے جس کا لازمی نتیجہ دنیا و آخرت کی تباہی و بربادی ہے۔

بہر کیف ہم مسلمانوں پر انفرادی اور اجتماعی طور لازمی اور ضروری ہے کہ مومن کی اقدار، اس کے تقدس و احترام اور وقار کو (خواہ وہ زندہ ہو یا قبر میں ہو) اسلامی تعلیمات کے مطابق قائم رکھنے اور مزارات (جو واقعی مزارات ہیں) کو ہمہ نوع کی قباحتوں اور برائیوں کی نجاست و گندگی سے صاف و پاک رکھنے میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔

مزارات کو خرافات سے صاف ستھرا رکھنا اگرچہ ہم سب کی ذمہ داری ہے، لیکن یہ ذمہ داری ان افراد پر زیادہ عائد ہوتی ہے جو ان کے سیاہ و سفید کے مالک ہوتے ہیں اور ان کے تمام معاملات میں پیش پیش ہوتے ہیں، جنہیں عرف عام میں انتظامیہ یا دربار کمیٹی کہا جاتا ہے۔

عرس کا اصل مقصد:

اولیاء اللہ (بزرگانِ دین) کے مزارات پر (ان کی تاریخ وفات کی مناسبت سے) سالانہ تقریب ہوتی ہے جسے عرف عام میں عرس کہا جاتا ہے اور عرس کا اصل مقصد اور غرض و غایت یہ ہوتی ہے کہ وہاں قرآن خوانی، نعت خوانی، وعظ و نصیحت کی صورت میں ذکر و اذکار اور صدقہ و خیرات کرکے ان کا ثواب صاحب مزار بزرگ کی روح کو بطور تحفہ ایصال کیا جاتا ہے اور اس کے لیے بلندی درجات کی دعائیں مانگی جاتی ہیں، ان اعمالِ حسنہ کی وجہ سے وہ خوش ہو کر زائرین کو اپنی خصوصی دعاؤں سے نوازتا ہے، جس سے بڑی بڑی مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔ اور خرافات و لغویات کا عرس سے کوئی تعلق و واسطہ نہیں ہے بلکہ یہ مبتدعین کی گمراہ کن بدعات و اختراعات ہیں جو صاحب مزار کی بے سکونی و بے زاری اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب و سبب ہوتی ہیں۔

غیر شرعی حرکات سے صاحب قبر کو تکلیف ہوتی ہے:

بزرگانِ دین کے مزارات کے پاس (خصوصاً) عرس کے موقع پر جو خرافات ناجائز و حرام افعال اور غیر اخلاقی و غیر شرعی حرکات ہوتی ہیں ان سے اہل مزارات کو تکلیف واذیت پہنچتی ہے۔

اور اس سلسلہ میں اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان صاحب قدس سرہ العزیز کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں:

عرض: حضور ! بزرگان دین کے اعراس میں جو افعال ناجائز ہوتے ہیں ان سے ان حضرات کو تکلیف پہنچتی ہے؟

ارشاد: بلاشبہ اور یہی وجہ ہے کہ ان حضرات نے بھی توجہ کم فرمادی ورنہ پہلے جس قدر فیوض ہوتے تھے وہ اب کہاں ہیں۔[236]

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فلاشک أن أرواح الأموات تألم من المؤذيات وتفرح من اللذات في البرزخ كما كانت في الدنيا وقد ورد أن الموتى يعلمون أحوال الأحياء وما نزل بهم من شدة ورخاء-237

ترجمہ: اس میں کوئی شک نہیں کہ مردوں کی روحوں کو عالم برزخ میں ایذا دینے والی (غیر شرعی) چیزوں سے تکلیف ہوتی ہے۔ اور لذت ولطف دینے والی (قرآن خوانی و دعاو غیرہ والی چیزوں سے خوشی ہوتی ہے جیسا کہ دنیا میں موذیات سے تکلیف او راحت بخش سے خوشی ہوتی ہے، اور روایت میں ہے کہ مردے زندوں کے حالات اور ان پر نازل ہونے والی تکلیفوں و سختیوں اور آرام و آسانیوں کو جانتے ہیں۔

---

236 (الملفوظ حصّہ سوم ص ۵۹)
237 مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح ج5 ص471

مذکورہ عبارات کی روشنی میں یہ بات واضح ہو گئی کہ قبر کے پاس غیر اخلاقی و غیر شرعی اور بے ہودہ حرکات سے صاحب قبر کو تکلیف واذیت پہنچتی ہے۔

تسکین قلب اور روح کی غذا کیا ہے:؟

جو لوگ میوزک و موسیقی کے خوب شوقین و دلدادہ ہیں، جن کا اوڑھنا بچھونا، میوزک و موسیقی ہی ہوتا ہے وہ اسے باعث سکون قلب اور روح کی غذا قرار دیتے ہیں، سوال یہ ہے کہ دل کے سکون واطمینان کا باعث اور روح کی غذا کیا ہے؟ آیا میوزک و موسیقی ہی راحت و سکونِ قلب ورُوح ہے یا کوئی اور چیز؟ یہ بات واضح رہے کہ مومن کے دل کو عرشِ رحمٰن کہا گیا۔ قلب المومن عرش الرحمن- اور عرش عظیم کو بہت بڑا کہا گیا ہے۔ وھو رب العرش العظیم- نتیجتاً مومن کے دل کو عظیم کہا گیا ہے اور دنیاوی متاع (سامان کو اس کی بے پناہ وسعتوں اور عظمتوں کے باوجود) قلیل کہا گیا ہے، قل متاع الدنیا قلیل- چونکہ دل کو عظیم اور متاع دنیا کو قلیل کہا گیا ہے، اسی لیے دل کے مقابلہ میں دنیا کی بے شمار اور ان گنت نعمتیں بہت تھوڑی ہیں، لہذا دنیا کی کوئی نعمت اور کوئی چیز راحت قلب اور رُوح کی غذا نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ دل کو اسی چیز سے سکون وراحت ہونی چاہیے جو دل کی مانند وسیع اور بڑی ہو۔ اور وہ ہے اللہ کا ذکر، ولذکر اللہ اکبر چونکہ اللہ کے ذکر کو اکبر (بہت بڑا) کہا گیا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے تسکین قلب و روح کا سب اپنا ذکر قرار دیا ہے۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب-

جب دنیا کی تمام نعمتیں قلب وروح کو سکون وراحت نہیں دے سکتیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ میوزک و موسیقی، جو متاع دنیا میں سے ایک حقیر ترین اور معمولی چیز ہے وہ قلب ورُوح کے لیے باعث تسکین ہو۔ لہذا یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ دل کی تسکین کا باعث اور رُوح کی غذا میوزک و موسیقی نہیں، بلکہ اللہ تعالی کا ذکر ہے۔ چنانچہ گانے بجانے اور میوزک و موسیقی کو باعث تسکین قلب

اور رُوح کی غذا قرار دینا بہت بڑی غلطی اور گمراہی و زندیقیت ہے۔ اور ایسی بات وہی شخص کہہ سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی لذت سے نا آشنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے لوگوں کو (دنیاوی نعمتوں اور ہر قسم کی متاع کو سمیٹنے اور جمع کرنے کے باوجود) قلبی تسکین و راحت کبھی نصیب نہیں ہوتی، ان کی رُوح ہمیشہ بیمار اور دل مُردہ ہوتا ہے، اور قوتِ شہوانیہ، قطبیہ اور بہیمیہ کا ان پر غلبہ اور تسلط رہتا ہے، جس سے انسانیت اور احترامِ انسانیت سے وہ یکسر عاری ہوتے ہیں۔

بُرائی اور حکمران طبقہ کی ذمہ داری:

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلم قَالَ مَن رای مِنكُمُ شكرًا فَلْعَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِن لَم تستطع قبلتایه فَإِن لَّمْ يَسْتَطِعْ فَقَلِيهِ و ذالک اضعَفُ الْإِيمَانِ۔[238]

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا: تم میں سے جو شخص کسی بُرائی کو دیکھے تو وہ اس (برائی) کو ہاتھ سے روکے، اگر ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے، اور اگر زبان سے بھی روکنے کی طاقت نہ ہو تو دل سے اُس (بُرائی) سے نفرت کرے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

نیکی کے پھیلانے اور بُرائی سے روکنے کی ذمہ داری حسب قدرت اگرچہ امت مسلمہ کے ہر فرد پر لازم ہے، تاہم یہ ذمہ داری اربابِ اثر و اقتدار پر زیادہ عائد ہوتی ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ اختیار و طاقت سے احکامِ شریعت پر عمل کرانے اور ہمہ نوع بُرائیوں کو روکنے کی پوری قدرت رکھتے ہیں۔

ارشاد باری تعالی ہے:

238(صحیح مسلم ج1 ص ۵۱ کنز العمال ج۳ ص ۲۶)

الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ (الحج:41)

ترجمہ: وہ لوگ کہ اگر ہم اُنہیں زمین میں قابو دیں تو نماز برپا رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور بھلائی کا حکم کریں اور برائی سے روکیں اور اللہ ہی کے لیے سب کاموں کا انجام۔

معلوم ہوا کہ اسلامی مملکت میں اربابِ بست وکشاد پر لازم و فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کی زمین پر اسی کے احکام پر عمل کرانے میں اپنے تمام تر وسائل استعمال کریں، نیکی کے پھیلانے اور بُرائی کو مٹانے میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں اور بُرائی کی اشاعت وترویج کے جتنے عوامل و اسباب ہیں ان پر مکمل پابندی لگائیں اور بُرائیوں و بے حیائیوں کے مرتکب افراد کو شریعت محمدیہ کے مطابق بلا امتیاز سزا دیں۔

علامہ ابو عبید اللہ محمد بن سعد البصری رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے گورنروں کے نام فرمان جاری کیا کہ یہ عجمی لوگ ایسی چیزوں سے کھیلتے ہیں جو شیطان نے ان کے لیے خوبصورت بنادی ہیں تم ان مسلمانوں کو جو تمہارے پاس ہیں سختی سے منع کرو میری جان کی قسم! ان کے لیے وہ وقت آگیا ہے کہ اس کو ترک کردیں، باوجودیکہ وہ کتاب اللہ کو پڑھتے ہیں (کھیل تماشے سے باز نہیں آتے) لہٰذا اس باطل ولہوولعب سے جو گانا (بجانا) ہو یا اس کے مشابہ کوئی اور چیز سختی سے منع کرو، اگر باز نہ آئیں تو ان میں سے جو اس کا ارتکاب کرے اسے اس طرح سزا دو کہ حد سے متجاوز نہ ہو۔[239]

ہمارا یہ پاک خطہ جو "اسلامی جمہوریہ پاکستان" کے نام سے موسوم ہے، ہمارے بزرگوں کی مخلصانہ کاوشوں، جانی ومالی قربانیوں اور خالص اسلامی جذبہ کے نتیجہ میں معرض وجود میں آیا، جس کا

---

239 (طبقات ابن سعد (اردو) ج۵ ص ۳۷۱)

اصل مقصد اور غرض و عالیت اس آزاد ریاست کو نظام مصطفیٰ کے نفاذ کے ذریعہ مکمل اسلامی مملکت بنانا تھا۔

مگر شومیٔ قسمت کہ اسلام کے نام پر حاصل ہونے والا یہ خطہ صحیح اسلامی و مخلص قیادت سے محروم رہا، زمامِ اقتدار رنگیں مزاج اور فرنگیوں کے زیر اثر افراد کے ہاتھوں میں رہی، بانیٔ پاکستان، مفکر پاکستان اور دیگر اکابرین کے اسلامی تصورات و جذبات اوراق کتب تک ہی محدود رہے۔

آج ہماری اسلامی مملکت کے مسلم معاشرہ میں عریانیوں، فحاشیوں ، بے حیائیوں اور گوناگوں برائیوں وسیہ کاریوں کے قیامت خیز طوفان کے غلیظ ترین گرد وغبار نے ہماری چشم بصیرت کی حقیقی بینائی کو سلب کر دیا ہے۔ ہماری مخصوص اخلاقی، عمرانی مذہبی اور انسانی اقدار انتہائی سرعت سے رخصت ہو رہی ہیں۔ ہماری قیمتی زندگی کے قیمتی لمحات کھیل کود، جنسی خواہشات، سیر بطنی اور آرام طلبی کی نذر ہو رہے ہیں۔ سنجیدگی اور متانت کا عصر ناپید و نایاب ہوتا جارہا ہے۔ کسی بھی قیمتی جان کو چاند ٹکوں کی خاطر تلف کر دینا ہمارے لیے کوئی مشکل نہیں رہا۔ چوری، ڈکیتی، راہزنی، آبروریزی اور فتنہ وفساد اہماری بہادری و شجاعت کی علامت بن گیا ہے۔ دخترانِ اسلام کا تھیٹروں، کلبوں، سینما ہالوں اور دیگر رقص و سرود کی محفلوں کی زینت بننا ان کا حق بن چکا ہے۔ گلوکاری، اداکاری، میوزک و موسیقی اور عریانی وفحاشی ہماری تہذیب و کلچر کا حصّہ بن چکی ہیں۔ ٹی وی، وی سی آر اور سینما ہالز وغیرہ کو نسل نو کے لیے علمی، اخلاقی، مذہبی اور روحانی تربیت گاہ کا نام دیا جارہا ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ چیزیں معاشرہ کے فکری، نظری اور عملی بگاڑ و خرابیوں کے اسباب و عوامل اور ہمہ نوع بد اطواریوں کے ٹریننگ سنٹر اور تربیت گاہیں ہیں۔ کیبل نیٹ ورک میڈیا اور دیگر ذرائع سے ہر قسم کی برائیوں اور بے حیائیوں کی خوب اشاعت و تشہیر کی جارہی ہے۔ برائیوں اور فحاشیوں کے خلاف آواز اٹھانے

والوں کو بنیاد پرست کا نام دے کر ہمیشہ کی نیند سلا دیا جاتا ہے، اور یہ سب کچھ کھلے بندوں، بے روک ٹوک ہماری اسلامی ریاست میں مسلمان حکام کی آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے، کوئی باز پرس ہی نہیں بلکہ ان تباہ کن عوامل کو حکومت کی سرپرستی اور حکام کی حمایت حاصل ہے۔

برائی کے پرچار کرنے والوں کا انجام:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ(النور:١٩)

ترجمہ: وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بُرا چرچا پھیلے ان کے لیے دردناک عذاب ہے دنیا اور آخرت میں۔

جو لوگ برائیوں اور بے حیائیوں کا خوب پرچار کر رہے ہیں اور ان کی اشاعت و تشہیر کے سامان و اسباب مہیا کر کے ملت اسلامیہ کے افراد کو گمراہی کے عمیق و تاریک ترین اور تباہ کن گڑھوں میں دھکیلنے میں مصروف ہیں، وہ اس آیت میں غور کریں اور اپنے انجام کی فکر کریں۔

تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ جب کسی قوم میں برائیوں کو عروج ہوا اور وہ قوم اپنے حقیقی منعم و مربی کو بھول گئی، ہواء و نفس پرستی اور لذت کوشی میں مست و غرق ہو گئی تو اس جبار و قہار اور قادر مطلق نے اس قوم کو عبرت ناک سزا سے دوچار کر کے صفحۂ ہستی سے مٹا دیا اور دوسری قوم کو اس کا جانشین بنا دیا۔

بہر کیف امت مسلمہ کے افراد کو بالعموم اور حکمران طبقہ کو بالخصوص " نیکیوں کے پھیلانے اور برائیوں و فحاشیوں کے مٹانے "کا مقدس فریضہ سرانجام دینے میں ہرگز تامل و کوتاہی اور غفلت نہیں کرنی چاہیے۔

مرضِ غِناء کا قرآن سے علاج:

خوبصورت آواز اور خوش الحانی قدرت خداوندی کی جانب سے ایک خاص عطیہ اور انعام ہے جو بعض لوگوں کو عطا کیا جاتا ہے۔ اگر اس نعمت و انعام کو گانے بجانے اور لغویات و خرافات میں استعمال کیا جائے تو یہ اس نعمت کی بے قدری اور ناشکری ہو گی۔ جو غضبِ الٰہی اور عذاب خداوندی کا باعث ہو گی۔ اور اگر یہی نعمت کلام اللہ کے پڑھنے، اذان کے پڑھنے اور حمد و نعت کے پڑھنے میں استعمال کی جائے تو یہ نہ صرف اس نعمت کا اکرام و شکر ہو گا بلکہ رضائے الٰہی کا بھی موجب ہو گا اور اس کے اچھے ثمرات و نتائج مرتب ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت اسلامیہ نے مسلمانوں کو اپنی آواز گانے بجانے اور غلط و فضول کاموں میں استعمال کرنے سے منع فرمایا اور قرآن کریم پڑھنے کی تاکید فرمائی:

عن البراء بن عازب عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: (زينوا القرآن بأصواتكم)-240

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: قرآن کو اپنی آوازوں سے مزین و آراستہ کرو۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ مذکور حدیث طیبہ کے تحت مختلف کتب احادیث کے حوالہ سے روایات نقل کرتے ہیں:

فإن الصوت الحسن يزيد القرآن حسنا حسن الصوت زينة القرآن لكل شيء حلية وحلية القرآن الصوت الحسن- 241

---

240 صحيح ابن حبان بترتيب ابن بلبان الباب قراءة القرآن ج3 ص25

241 مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح الباب في توابع الفضائل ج7 ص62

ترجمہ: اچھی آواز قرآن کے حسن میں اضافہ کرتی ہے۔ اچھی آواز قرآن کی زینت ہے۔ ہر چیز کا زیور ہوتا ہے اور قرآن کا زیور اچھی آواز ہے۔

اس بات میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے کہ قرآن کریم ایک بے مثل و بے نظیر کتاب ہے اور اس کے الفاظ میں ایسا لذیذ اور شیریں آہنگ ہے جو نغمات و اشعار سے کہیں زیادہ حلاوت و لطافت کا حامل ہے، اس میں وہ حُسن وخوبی ہے کہ اہلِ عرب ہی نہیں، دنیا کے ہر زبان کے لوگ اسے پڑھ کر اور سن کر غیر معمولی لذت و تاثیر محسوس کرتے ہیں، یہ ایسا معجزاتی کلام ہے کہ اسے بار بار پڑھنے سے انسان نہیں اُکتاتا، بلکہ ہر مرتبہ ایک نئی لذت و حلاوت محسوس کرتا ہے۔

اہلِ عرب کا اوڑھنا بچھونا گانا بجانا ہی تھا، سفر ہو یا حضر وہ گانے بجانے ہی سے دل بہلاتے تھے اور گانا ہی ان کا رفیق و مونس ہوتا تھا۔ جب نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم پر قرآن کریم کا نزول ہوا جس میں ہر دکھ تکلیف کا علاج اور مرض کی دوا و شفا تھی تو آپ نے چاہا کہ لوگ گانے بجانے اور شعراء کے اشعار گنگنانے اور الاپنے کی بجائے قرآن کریم کو خوش الحانی سے پڑھا کریں اور خوبصورت آواز جیسی نعمت کو قرآن کریم کے پڑھنے میں استعمال کریں تا کہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہی ان کا رفیق و مونس بن کر رہ جائے اور ہر دکھ درد کو قرآن ہی سے دُور کیا کریں۔

عن أبي هريرة أن رسول الله {صلى الله عليه وسلم} قال ليس منا من لم يتغن بالقرآن-242

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا: جو شخص قرآن کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

مولانا محمد انور شاہ کشمیری مذکور حدیث طیبہ کے تحت لکھتے ہیں:

242 الجمع بين الصحيحين البخاري ومسلم ج3 ص 47۔

أنَّ المرء إذا اعتاد بالغناء يغلب عليه ولا يستطيعُ أن يتركه، ولذا ترى المُغني لا يزال يُدَنْدِنُ في كلِّ وقت، فَعَلَّمه النبيُّ صلى الله عليه وسلّم أن الذي عليه أن يَكُفَّ عنه، ويجعل القرآنَ دندنته وغناءه، حتى يأخذَ القرآنُ مأخَذَه، ويغلب عليه كغلبته، ويجلو به أحزانه وهمومه، كجلائه منه۔[243]

ترجمہ: جو شخص گانے بجانے کا عادی ہو جائے، گانا اس پر غلبہ پا جائے اور اسے گانا چھوڑنا مشکل ہو جائے جیسا کہ گانے والے کو تم نے دیکھا ہو گا کہ وہ ہر وقت گنگناتا رہتا ہے تو ایسے شخص کے بارے میں نبی کریم نے فرمایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کہ اگر وہ رکنا چاہے تو وہ قرآن کریم کو خوش الحانی سے پڑھا کرے، اس کی خوب تلاوت کیا کرے اور اسے اس قدر اپنے اوپر غالب کر لے کہ قرآن ہی سے سکون حاصل کرے اور اسی سے اپنے غموں اور تکلیفوں کو دھوئے۔

اور یہ حقیقت واقعی ناقابل انکار ہے کہ قرآن کریم میں ایسی تاثیر و لذت اور حلاوت و برکت ہے کہ جو شخص قرآن کو پڑھنے اور سننے کو اپنی عادت بنا لیتا ہے اور قرآن کو اپنے اوپر غالب کر لیتا ہے تو اس کی نگاہ میں دنیا کے خوبصورت ترین غناء و آلاتِ غناء و طرب حقیر ترین معلوم ہوتے ہیں اور ان کی دلکشی و جاذبیت اسے ذرہ بھی متاثر نہیں کرتی۔

بہر کیف احادیث مبارکہ کی روشنی میں یہ بات واضح ہو گئی کہ جو شخص میوزک و موسیقی و آلاتِ غناء کا دلدادہ و شوقین ہو اور اس کے ذوق فاسد کا مریض ہو تو اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ وہ قرآن کریم کو خوب پڑھا اور سنا کرے۔

ایک گلوکار کا واقعہ:

حضرت ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ الغنیہ کے حوالہ سے روایت نقل کرتے ہیں:

---

243 فیض الباری شرح صحیح البخاری ج۷ ص ۴۶۴۔

ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ کے نواح میں جا رہے تھے کہ آپ نے ایک مکان میں فساق کا مجمع لگا ہوا دیکھا وہ شراب پی رہے تھے اور ان کے پاس زاذان نامی گلوکار آلات غناء و طرب بار ہا تھا اور خوبصورت آواز میں گانا گا رہا تھا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اس کی آواز سنی تو فرمایا: یہ آواز کس قدر اچھی ہے، اگر یہ آواز اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن) پڑھنے میں صرف ہوتی تو کیا ہی اچھا ہوتا یہ کہہ کر چادر سر پر ڈالے وہاں سے چلے گئے ۔زاذان نے آپ کی آواز سن لی اور ساتھیوں سے پوچھا یہ بزرگ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ بزرگ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے صحابی ہیں۔ اس نے پوچھا کہ وہ کیا کہہ گئے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ وہ یہ کہہ گئے ہیں کہ یہ آواز کتنی اچھی ہے، اگر یہ آواز اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن) پڑھنے میں صرف ہوتی تو کیا ہی اچھا ہوتا، تو اس بات کے اثر سے اس کے دل میں ہیبت طاری ہو گئی، وہ کھڑا ہو گیا، اس نے آلاتِ موسیقی کو زمین پر مار کر توڑ دیا، پھر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا اور خوب رویا، اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو گلے لگایا اور آپ بھی خوب روئے، پھر فرمایا میں اس شخص سے محبت کیوں نہ کروں جس کو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا ہو، پھر اس نے گانے بجانے سے توبہ کر لی اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت اختیار کر کے ان سے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کی اور علم دین میں مہارت حاصل کی، یہاں تک کہ وہ علم دین میں وقت کا امام ہو گیا۔[244])

)244

)مرقات ج ۴ ص ۷۰۰(

کاش ہمارے گلوکار بھی حضرت زاذان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح آلاتِ طرب و غناء کو خیر باد کہہ کر اپنی خوبصورت آواز کو بجائے گانوں کے قرآن پڑھنے میں صرف کریں اور اسی سے لطف و لذت اور سکون حاصل کریں (جو رُوح کی حقیقی غذا ہے) پھر دیکھیں انوار و برکات کی کس قدر بارش ہوتی ہے اور قرآن انہیں کن کن انعامات واعزازات سے نوازتا ہے۔

(گانے بجانے اور موسیقی کے نقصانات)

حررہ:

العبد الفقیر السید احمد علی شاہ الترمذی الحنفی السیفی

حال فقیر کالونی اورنگی ٹاؤن

جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ

اعْلَمْ أَنَّ التَّغَنِّيَ حَرَامٌ فِي جَمِيعِ الْأَدْيَانِ قال في الزِّيَادَاتِ إذَا أَوْصَى بِمَا هو مَعْصِيَةٌ عِنْدَنَا وَعِنْدَ أَهْلِ الْكِتَابِ وَذَكَرَ منها الْوَصِيَّةَ لِلْمُغَنِّيينَ وَالْمُغَنِّيَاتِ، اه۔[245]
حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثنا أَبُو عَاصِم، حَدَّثنا شَبِيب بن بشر البجلي، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى الله عَلَيه وَسَلَّم: صوتان ملعونان في الدنيا والآخرة: مزمار عند نعمة ورنة عند مصيبة۔[246]

For More Books Click On Ghulam Safdar Muhammadi Saifi

245 (البحر الرائق، ج۷، ص ۸۸، الناشر دار المعرفة، بيروت، بريقة المحمودية، ج۳، ص ۲۱۱)
246 (مسند البزار، ج۱۴، ص ۶۲)